UNIVERSAL
LIBRARY
OU_224827
UNIVERSAL
LIBRARY

ان ارید الا الاصلاح ما استطعت

حصۂ دوم روداد

ندوۃ العلماء

منعقدہ

۱۵-۱۶-۱۷ شوال سنہ ۱۳۱۱ھ مطابق ۲۲-۲۳-۲۴-اپریل سنہ ۹۴ء

واقع کانپور بابت سال اوّل

نشان ندوۃ العلماء

نشان ندوۃ العلماء

باہتمام بندۂ آسی محمد عبد العلی مدراسی

مطبع اصح المطابع محمود نگر لکھنؤ میں چھپی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَنُصَلِّیْ عَلٰی نَبِیِّہِ الْکَرِیْمِ

نَدْوَۃُ العلما جو اس سال نہایت عظمت و شان سے کانپور مین قائم ہوئی۔ اگرچہ اِسکے مقاصد بہت ضروری اور سب اہم ہین لیکن دو امر اہمُّ المطالب و اعظمُ المآرب ہین

(۱) رفعِ نزاعِ علما جو کچھ دنونسے اختلافی مسائل اور مباحثِ لاطائل کی وجہ سے آپسمین ہو رہی ہی جسکی وجہ سے شرمناک واقعات درپیش ہوتے ہین۔

(۲) اصلاحِ طریقۂ تعلیم جس سے مقصود علوم اسلامیہ کی ترقی اور اصلاحِ نفوس اور درستیِ اخلاق ہی

امر اول۔ کی نسبت اگرچہ بعض مصالح کی وجہ سے مجلسِ عام مین کوئی تجویز پیش نہین ہوئی۔ لیکن علما جب مختلف اوقات مین ایک جگہ ملتے تھے تو اِسکے متعلق اکثر گفتگو رہتی تھی اور صلح و اتفاق کیطرف عام میلان پایا جاتا تھا۔ اُمید ہی کہ پھر کسی جلسے مین یہ مسلہ پیش ہو کر بوجوہ احسن طی ہو۔

امر دوم کے متعلق اِس مجلس کے تیسرے اجلاس مین بحث ہوئی۔ اور بجز مولوی عبد الحکیم صاحب ٹینوی کے تمام علما نے جنکی تعداد ساٹھ ستر سے کم نہ تھی آپسمین اتفاق کیا کہ طریقۂ موجودہ قابلِ اصلاح و ترمیم ہی۔ اِسی جلسے مین یہ امر طی ہوا کہ حاضرین مین سے

چند علما انتخاب کیے جائین جنکے متعلق یہ کام ہون۔

(۱) اُن علما سے جو اسوقت تشریف نہین رکھتے اور جنکے استصواب کے بغیر یہ مسلہ طے نہین ہوسکتا۔ مثلاً جناب مولوی عبد الحق صاحب خیرآبادی۔ جناب مولوی ہدایت اللہ خانصاحب مدرس مدرسہ جونپور۔ جناب مولوی محمد فاروق صاحب چریاکوٹی۔ جناب مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی وغیرہم۔ اِن بزرگون سے خط وکتابت کیجائے۔ اور انکی مفصل رای اس مسلے کے متعلق لیجائے۔

(۲) حضرات علما سے خط وکتابت کرکے اور خود اپنی غور وفکر سے کام لیکر نصاب تعلیم کا ایک نقشہ مرتب کرین۔ اور جو کچھ کمی بیشی ہو اُسکے وجوہ بھی لکھین۔

یہ کام جن علما کے سپرد ہوا۔ اُنکے اسماے گرامی مندرجۂ ذیل ہین یہ سب بزرگ اسوقت اجلاس مین تشریف رکھتے تھے۔

جناب مولانا محمد لطف اللہ صاحب۔ جناب مولوی محمد حسین صاحب الہ آبادی جناب مولوی ابو محمد عبد الحق صاحب دہلوی۔ جناب مولوی احمد رضا خانصاحب بریلوی جناب مولوی محمد شبلی صاحب نعمانی۔ جناب مولوی عبد الغنی صاحب۔ جناب مولوی ابراہیم صاحب آروی۔ جناب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی۔ جناب مولوی ظہور الاسلام صاحب۔ جناب مولوی عبد اللہ صاحب انصاری۔ خاکسار محمد علی عفی عنہ۔

جب تمام علما کی تحریرین آجائین تو انکو مرتب کرکے مع خلاصہ ومع نصاب مجوزہ ندوۃ العلما کے اجلاس آیندہ مین پیش کیجائین۔ اور اُسوقت علما کی کثرت رای سے جو نصاب قرار پائے وہ تمام مدارس مین اِس درخواست کے ساتھ بھیجا جائے کہ سلسلۂ درس اُسکے مطابق قائم کیا جائے۔ خاص اِس مسلے پر ندوہ کے اجلاس مین علما نے جو تقریرین

گئین اور جو تحریرین پیش ہوئین وہ اِس رویداد کے ساتھ شامل ہین۔ لیکن جن علمانے ندوہ کے عام مقاصد پر پہلے جلسون مین گفتگو کی۔ یا تحریرین پیش کین۔ اُن سب نے اس مسئلے کے متعلق ضروری طور پر بحث کی۔ اور اسقدر تو گویا مسایۂ مسلّمہ اور سب کی تحریر و تقریر کا قدرِ مشترک تھا۔ کہ موجودہ نصاب تعلیم مین اصلاح و ترمیم کی نہایت ضرورت ہی۔

اب ہم اصل تجویز کو اور اُسکے متعلق تمام تقریرون اور تحریرون کو اس مقام پر درج کرتے ہین۔

تجویز اول۔ موجودہ طریقۂ تعلیم قابل اصلاح ہی یعنی قدیم طریقۂ درس موجودہ زمانہ کیلیے کافی نہین اسمین ترمیم و اصلاح کی حاجت ہی۔ مولوی شاہ محمد حسین صاحب الہ آبادی نے اسے پیش کیا اور اُسوقت جو تقریر اسکے اثبات مین کی اُسکا خلاصہ کچھ تو حصۂ اوّل مین لکھا گیا اور مفصل تحریر چونکہ مولوی صاحب نے بہت دیر مین بھیجی اسلیے اس جگہ لکھنے سے معذوری ہی آخر مین لکھی جائیگی۔ مولوی صاحب کے بیان کے بعد شمس العلما مولوی شبلی صاحب کھڑے ہوئے اور اسکی تائید مین اسطرح تقریر کی

تقریر جناب شمس العلما مولوی محمد شبلی صاحب نعمانی

جناب صدر انجمن و دیگر حضرات!

قبل اسکے کہ مین اصل مضمون کے متعلق کچھ گفتگو کرون یہ عرض کرنا چاہتا ہون کہ ہم مسلمانونکو علم کے ساتھ کیا تعلق ہی؟ مسلمانونکی قوم کی حقیقت اور ماہیت جو کچھ کہو مذہب ہی۔

،،مسلمان کے لفظ کے اطلاق کے لیے کیا خصوصیت درکار ہی؟ سید ہونا؟ شیخ ہونا؟ مغل ہونا؟ عربی ہونا؟ عجمی ہونا؟ کچھ نہین۔ صرف کلمۂ توحید کا دل سے ماننا اور زبان سے اقرار کرنا۔ اِس سے ظاہر ہی کہ مسلمانون کی قومیت کی بنیاد۔ سیادت مشیخت۔ عربیت عجمیت نہین ہی بلکہ اسلام ہی اور اسلام کے سوا اور کچھ نہین ہی۔

اس امر کے ثابت ہونے کے بعد کہ ہماری قومیت اور اسلام گویا مرادف الفاظ ہین ہمکو یہ دیکھنا چاہیے کہ اسلام کو علم سے کیا تعلق ہی؟ - کیونکہ جو تعلق علم کو اسلام کے ساتھ ہوگا وہی ہمارے ساتھ بھی ہوگا -

اسلام کی بنیاد - اسلام کی ترکیب - اسلام کے نظام پر جب غور کیا جاتا ہی تو معلوم ہوتا ہی کہ اسلام اور علم آپس مین متلازم ہین - قرآن مجید مین جہان جہان اسلامی عقائد کا ذکر ہی اور انکے تسلیم اور اذعان کا حکم ہی اجتہادی حیثیت سے ہی نہ تقلیدی - یعنی خود سوچو - دیکھو - غور کرو - اَوَلَمْ یَتَفَکَّرُوْا فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ بلکہ خود دعوت اسلام اور تبلیغ اسلام مین استدلالی اور علمی حیثیت ملحوظ ہی اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ وَجَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ ؕ کی تفسیر مین امام غزالیؒ وغیرہ نے لکھا ہی کہ حکمت - موعظت - جدال سے استدلال برہانی - خطابی - جدلی - مراد ہی اور یہ ظاہر ہی کہ تینون طریقے علمی طریقے ہین - عیانی ثبوت اس امر کا کہ علم اسلام کے خمیر مین داخل ہی یہ ہی کہ علم اور اسلام کا ہمیشہ ساتھ رہا ہی عرب کو دیکھو - وہ ملک جسپر ابتداے آفرینش سے علم کا سایہ تک نہین پڑا تھا - اسلام کے ساتھ اسکا ذرہ ذرہ علم کی روشنی سے چمک اُٹھا -

سلجوق - دیلم - افغان - تاتار - ترک جو دنیا کے آغاز سے بے علم رہے - اسلام قبول کرنے کے ساتھ - شاعر - نثار - ادیب - فلاسفر - حکیم - بنگئے - دنیا کی وہ قومین جو ابتداے آفرینش سے صحرانوردی اور غارتگری کے سوا اور کچھ نہ جانتی تھین - اُنمین امام شافعی - امام مالک - یعقوب کندی - فارابی - ابن رشد کا پیدا ہو جانا کسکا اثر تھا؟ - اسلام کا - اس سے زیادہ اس بات کا کیا ثبوت ہی کہ علم اسلام کا مایۂ

خمیر ہی اور یہ کہ علم اسلام سے جدا نہین ہوسکتا یا کم از کم یہ کہ وہ کبھی اس سے جدا نہین ہوا۔
حضرات! جب ہم مسلمانون کو علم سے اس درجہ تعلق ہی تو نہایت افسوس ہی اگر ہم ہمیشہ اس بات کا خیال نہ رکھین کہ اب علم مین ہمارا کیا پایہ ہی؟۔ ہمارے علوم کس حالت مین ہین۔ مختلف زبانون کے لحاظ سے اسکے نصاب مین کیا کیا اضافے اور اصلاحین ہوتی رہنی چاہئین؟۔ بزرگان سلف عموماً ہر زمانے مین اس اصول کے پابند رہے اور یہی وجہ ہی کہ تعلیم کا طریقہ۔ کتابون کا انتخاب علوم درسیہ کی تعیین۔ یہ چیزین ہمیشہ بدلتی رہین۔ بنواُمیہ کے دور تک کتابی درس کا مطلق رواج نہ تھا بلکہ اُستاد زبانی تقریر کرتا تھا اور طُلبا اوسکو قلمبند کرتے جاتے تھے۔ یہ طریقہ دولت عباسیہ مین بھی مدت تک جاری رہا۔ اسکے بعد کتابون کا درس جاری ہوا لیکن پہلا طریقہ بھی مفقود نہین ہوا۔ سبسے اخیر شخص جسنے اس طریقے پر درس دیا۔ علامہ جلال الدین سیوطی تھے۔ ایک زمانے مین علوم عقلیہ نصاب تعلیم سے بالکل خارج تھے بلکہ مقدس علما اس سے نفرت رکھتے تھے زمانۂ مابعد مین یہی علوم درس تعلیم کے ضروری اجزا بنگئے۔ یہانتک کہ آج جسنے یہ علوم نہ پڑھے ہون وہ پورا عالم نہین شمار کیا جاتا۔ فارابی کے زمانے تک یعقوب کندی کے تصنیفات درس معقولات مین داخل تھے۔ فارابی کے زمانے سے۔ فارابی کے تصنیفات کا رواج ہوا۔ پھر بوعلی سینا کی کتابین مقبول ہوئین اور قدیم کتابین گمنامی کے گوشے مین چھپ گئین۔ اسیطرح ہر زمانے کے سلسلۂ درس مین تبدیلیان ہوتی رہین یہانتک کہ ملا نظام الدین کا عہد آیا اور نظام قدیم کی بالکل کایا پلٹ ہوگئی۔ موجودہ نصاب ملا صاحب ہی کی طرف منسوب ہی

اور اسیوجہ سے نظامیہ کہلاتا ہی۔ بعض کتابین مثلاً۔ ملاحسن۔ غلام یحیی۔ حمد اللہ۔ قاضی۔ آہستہ آہستہ بعد مین داخل ہوتی گئین۔ اور غلطی سے یا تغلیباً وہ بھی سلسلۂ نظامیہ کے شمار مین آگئین۔

یہ امر واقعی حیرت کے قابل تھا کہ جب مختلف ضرورتون کے لحاظ سے۔ یعقوب کندی۔ حکیم فارابی۔ ابن سینا۔ قطب الدین رازی کے نصابات بدلتے رہے تو سلسلۂ نظامیہ کا آجتک من غیر تغیر بحال رہنا کس لحاظ سے ہی۔ خدا کا شکر ہی کہ ہمارے علما نے اس مہتم بالشان مسألے کی طرف توجہ کی اور آج یہ مسألہ ایسی پُروقعت مجلس مین پیش ہی جسمین چار دانگ ہند کے علما تشریف فرما ہین۔

اِس مسألے کے متعلق دو حیثیت سے بحث کیجا سکتی ہی (۱) طرز تعلیم کے لحاظ سے (۲) کتب درسیہ کے تعین کے لحاظ سے۔ میرے نزدیک طریقۂ مروجہ کی نسبت جو نکتہ چینیان کیجاتی ہین وہ دوسری حیثیت پر محدود نہین ہین۔ بلکہ پہلی حیثیت کو بھی اسمین بہت کچھ دخل ہی۔ ممکن ہی کہ یہی کتابین جو درس مین داخل ہین داخل رہین۔ لیکن طرز تعلیم بدل دیا جائے جس سے بہت سی خرابیون کی خود اصلاح ہو جائے۔ طرز تعلیم مین ایک بڑا نقص یہ ہی کہ اصل فن کے بجائے کتاب کے ساتھ زیادہ اعتنا کیجاتی ہی۔ اصل مسألے کی تحقیق کے بجائے زیادہ وقت اُسمین صرف کیا جاتا ہی۔ کہ وہ مسألہ کس عبارت مین بیان کیا گیا ہی؟۔ اور اِس عبارت سے کیا کیا احتمالات پیدا ہوتے ہین؟۔ وغیرہ وغیرہ۔ اِن مباحث مین اعتراضات اور جوابات کا ایک

سلسلہ قائم ہوجاتا ہی جنکی بنیاد کسی خاص کتاب کی عبارت والفاظ پر ہوتی ہی یعنی وہی مسائلہ اگر دوسرے لفظون مین بیان کردیا جائے تو وہ سلسلہ خود بخود منقطع ہوجائے ان مباحث مین پڑکر طالب العلم کو اصل فن سے بُعد ہوتا جاتا ہی۔ اور تحقیق مسائل کے بجائے لفظی اعتراضات احتمال آفرینی۔ توجیہات کی عادت ہوجاتی ہی۔ آجکل جو یہ شکایت عام ہی کہ موجودہ طریقۂ تعلیم سے فن مین کمال نہین حاصل ہوسکتا ہی۔ اسکی وجہ زیادہ تر یہی ہی کہ فن کی تعلیم ہی نہین ہوتی تو ہمین کمال کیونکر پیدا ہو۔ البتہ کتابونکی تعلیم ہوتی ہی اسلیے کتاب مین کمال پیدا بھی ہوتا ہی۔ عموماً سُننے مین آتا ہی کہ فلان عالم میرزاہد ایسا پڑھاتے ہین کہ کوئی اورنہین پڑھا سکتا۔ قاضی مبارک کے نکات کا حل کرنا فلان صاحب کا حصہ ہی۔ فلان طالب العلم نے حمداللہ بڑی تحقیق سے پڑھی ہی۔ کسی مستعد طالب العلم کا اگر مطول یا حمداللہ مین امتحان لیا جائے تو ممکن ہی کہ وہ ان کتابونکا مطلب نہایت شرح وبسط وایراد وجواب کے ساتھ بیان کرے لیکن اسی طالب العلم سے اگر یہ کہا جائے کہ قرآن مجید کے کسی رکوع یا آیت کو فصاحت وبلاغت کے قواعد اور اصول پر منطبق کرکے دکھائے یا کسی مسائلے پر جب گفتگو کرے تو دلائل منطقی کو قیاسات کے پیراسے مین بیان کرتا جائے۔ تو شاید نکرسکے اس سے صاف ثابت ہی کہ کتاب کی تعلیم ہوتی ہی فن کی نہین ہوتی۔ مُلّا نظام الدین کا طریقۂ درس یہ تھا کہ وہ کتابی خصوصیتون کا چندان لحاظ نہین کرتے تھے بلکہ کتاب کو ایک ذریعہ قرار دیکر اصل فن کی تعلیم دیتے تھے۔ اسی طرز تعلیم نے۔ ملا کمال بحرالعلوم حمداللہ جیسے اہل کمال پیدا کیے۔ جب یہ طرز تعلیم نہ رہا تو اہل کمال بھی مفقود ہوگئے یہ گفتگو جو مین نے کی طرز تعلیم پر تھی

نصاب تعلیم کے متعلق جو میرے خیالات ہین اُنکو بدفعات ذیل عرض کرتا ہون۔

(۱) تعلیم مین دو چیزون کا لحاظ ضروری ہی (۱) تحصیل فن (۲) امعان نظر اور قوت مطالعہ۔ نصاب موجودہ مین دوسرے امر کا زیادہ خیال رکھا گیا ہی۔ اور پہلے مقصد کیطرف کم توجہ کی گئی ہی۔ اسیکا نتیجہ ہی کہ طلبا مین (بشرطیکہ تحقیق کے ساتھ پڑھا ہو) قوت مطالعہ۔ دقت نظر۔ احتمال آفرینی۔ یہ تمام صفتین ضرور پیدا ہوجاتی ہین۔ لیکن کسی فن مین کمال نہین حاصل ہوتا جسقدر کتابین درس مین ہین اسی قسم کی ہین جنسے دقت نظر اور تشحیذ ذہن پیدا ہوتی ہی لیکن ایسی کتابین بہت کم ہین جنمین مسائل فن کا کافی استیعاب ہو۔ نحو مین بڑی سے بڑی کتاب شرح مُلّا ہی۔ لیکن اسمین نحو کا ایک مسالہ بھی کافیے سے زیادہ نہین منطق مین دس پندرہ کتابین ہین لیکن سب کی سب دوسرے مقصد کے لیے مفید ہین۔ مسائل منطق کا استیعاب ایک مین بھی نہین۔ شرح مطالع ملخص امام رازی۔ جو منطق کے فتاوے ہین بالکل متروک اور درس سے خارج ہین۔

(۲) ایک بڑا نقص یہ ہی کہ منطق کی کتابین جو درس مین داخل ہین اُنمین خلط مبحث بہت ہی۔ ملاحسن۔ حمداللہ۔ قاضی۔ ہین تو منطق مین۔ لیکن انمین منطق کے جسقدر مسائل ہین اس سے کہین زیادہ اُمور عامہ اور فلسفے کے مسائل ہین۔ جعل بسیط اور جعل مرکب۔ علم باری۔ کلی طبعی کا وجود فے الخارج۔ وغیرہ وغیرہ۔ ایسے اہم اور معرکۃ الآرا مسائل ہین کہ انمین مصروف ہوکر طالب العلم کو منطق کے خاص مسائل کیطرف بہت کم توجہ ہوسکتی ہی بے شبہہ مسائل بالا بڑے معرکے کے مسائل ہین

اور ضرور اُنکی تعلیم ہونی چاہیے۔ لیکن وہ فلسفے سے متعلق ہین۔ اور فلسفے مین خود سیکڑون کتابین موجود ہین۔ اِن مسائل کو مستقل و بالذات سیکھنا چاہیے اور اُنھین کتابون کے ذریعے سے سیکھنا چاہیے جنمین وہ بالاستقلال مذکور ہین۔ قدما کے زمانے مین کبھی کوئی ایسی کتاب درس مین نہین رکھی گئی جسمین مختلف فنون کے مسائل مخلوط ہون

(۳) ایک بڑا نقص یہ ہی کہ موجودہ نصاب مین ادب و عربیت کا حصہ بہت کم ہی منطق کی بیسیون کتابین درس مین ہین اور اُنمین ایک بھی اگر پڑھنے سے رہجائے تو سمجھا جاتا ہی کہ تحصیل کی تکمیل مین کمی ہی۔ لیکن اگر ایک طالب العلم ادب سرے سے نہ پڑھا ہو۔ عربی زبان مین دو سطرین نہ لکھ سکتا ہو۔ قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت بھی نہ ثابت کرسکتا ہو۔ تو عام لوگون کے نزدیک۔ طلبا کے نزدیک۔ اساتذہ کے نزدیک۔ اِسکے چہرۂ کمال پر کوئی داغ نہین۔ حال آنکہ یہ امر یقینی ہی کہ ادب و عربیت کے بغیر تفسیر یا حدیث کسی مین کمال نہین پیدا ہو سکتا۔ اِس بنا پر ادب سے بے اعتنائی درحقیقت علوم دینیہ سے بے اعتنائی ہی۔

(۴) ایک بہت بڑا اور سب سے بڑا نقص یہ ہی کہ موجودہ نصاب مین قرآن مجید کے ساتھ بہت کم اعتنا کی گئی ہی۔ اور تفسیر اور ملحقات تفسیر کی بہت کم کتابین رکھی گئی ہین کل دو کتابین درس مین داخل ہین۔ بیضاوی۔ جلالین۔ بیضاوی کے صرف ڈھائی پارے پڑھائے جاتے ہین۔ جلالین پوری پڑھائی جاتی ہی۔ لیکن اِسکے اختصار کا یہ حال ہی کہ اِسکے الفاظ اور حروف قرآن مجید کے الفاظ اور حروف کے برابر ہین قرآن مجید کے ساتھ اس سے بہت زیادہ اعتنا درکار ہی۔ اور اُسکا یہ طریقہ ہی۔

اوّلاً تو کوئی کتاب ایسی درس مین رکھنی چاہیے جس سے قرآن مجید کے انداز بیان

اور اسکے اقسام مضامین سے ایک اجمالی اطلاع حاصل ہو۔ مثلاً یہ کہ قرآن مجید کا اسلوب بیان جسکی وجہ سے وہ شعراے عرب کے کلام سے بالکل الگ معلوم ہوتا ہی کیا ہی؟۔ اسکے اساس مضامین کیا کیا ہین؟۔ کن مضامین کو بار بار فرمایا ہی؟ اور وجہ تکرار کیا ہی؟۔ اخلاق۔ فقہ۔ عقائد۔ سیر انبیا۔ جو قرآن مجید کے مضامین کے ارکان اربعہ ہین۔ انکے متعلق جو کچھ قرآن مجید مین بیان کیا گیا ہی۔ اسکا احاطہ اور اسکی واقفیت صحت اور خوبی کے دلائل۔ **ثانیاً**۔ قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت پر نہایت توجہ ہونی چاہیے۔ یہ امر عموماً مسلم ہی کہ اسلام کا وہ معجزہ جو دائمی اور ابدی ہی قرآن مجید ہی۔ یہ بھی مسلم ہی کہ قرآن مجید کا اعجاز فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے ہی۔ لیکن کیا کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہی کہ موجودہ نصاب کے تعلیم یافتہ اس اعجاز کو بدلائل ثابت کرسکتے ہین؟۔ ان طلبا کے سامنے اگر عرب کی جاہلیت کا کوئی عمدہ شعر اور قرآن مجید کی کوئی آیت پیش کیجائے تو کیا وہ دونون کا موازنہ کرکے آیت قرآن کی فصاحت و بلاغت کے وجوہ ترجیح بتا سکتے ہین؟۔

قرآن مجید کے اعجاز کے ثابت کرنے کا یہ طریقہ ہی کہ پہلے فصاحت و بلاغت کا کوئی ایسا اعلی معیار قرار دیا جائے جسکی نسبت یہ دعوے کیا جا سکے کہ وہ طاقت بشری کی حد سے باہر ہی۔ پھر امثلہ اور استدلال کے ساتھ ثابت کیا جائے کہ قرآن مجید بالکل اُس معیار کے مطابق ہی۔ مثلاً فصاحت کی یہ تعریف کی گئی ہی کہ لفظ شیرین ہو۔ لطیف ہو۔ صاف و سادہ ہو مبتذل اور عامیانہ نہو۔ سبک اور کم وزن نہو بعض الفاظ ایسے بھی ہین جو ایک موقع پر خوشنما اور فصیح معلوم ہوتے ہین۔ دوسرے موقع پر نہین۔ مثلاً۔ فؤاد اور قلب کے موقع پر۔ فؤاد کا لفظ لپنے سابق و لاحق الفاظ کے

لحاظ سے مناسب معلوم ہوتا ہی یعنی سابق ولاحق الفاظ کی نشست اور ترتیب ایسی ہی کہ وہان فُؤاد ہی کا لفظ استعمال کیا جائے تو وہ تناسب اور حسن صوت جو فصاحت کا سبب ہی قائم رہتا ہی ورنہ نہین رہتا۔ کہین ایسا موقع ہوتا ہی کہ ترتیب اور تناسب صوت کے لحاظ سے یہی فؤاد کا لفظ مخل فصاحت ہوجاتا ہی اور وہان قلب کا لفظ خوشنما اور فصیح معلوم ہوتا ہی۔ علامۂ ابن الاثیر نے اس نازک اور دقیق فرق کے لیے قرآن مجید کی یہ آیتین پیش کین مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى لِمَنْ كَانَ لَهُ قَلْبٌ أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيدٌ ۔ پہلی آیت مین فؤاد کے بجای قلب کا لفظ ہوتا تو فصاحت مین فرق آجاتا۔ بخلاف اسکے دوسری آیت مین فؤاد کا لفظ ہو تو تناسب صوت مین فرق آجائے۔

اب اگر یہ دعوے کیا جائے کہ کسی کلام مین جو معتد بہ مقدار رکھتا ہو فصاحت کا ایسا التزام کہ ہر لفظ فصیح ہو۔ اور نہ صرف فصیح بلکہ فصیح تر ہو۔ انسان کی قدرت سے باہر ہی۔ امرؤالقیس۔ فردوسی۔ سعدی۔ جنکو تمام شعرا مین افصح اور ابلغ مانا جاتا ہی۔ انکے کلام مین ہزارون الفاظ موجود ہین جو فصاحت کے اعلی رتبے بلکہ معمولی رتبے سے گرے ہوئے ہین۔ اس معیار کے قرار دینے کے بعد ثابت کرنا چاہیے کہ قرآن مجید بالکل اس معیار کے مطابق ہی یعنی اسمین جسقدر الفاظ ہین عموماً اپنے تمام مرادف الفاظ سے فصیح تر اور خوشنما تر ہین۔ یہانتک کہ اگر ایک چیز کے لیے زبان عرب مین جسقدر الفاظ تھے سب غیر فصیح تھے تو قرآن مجید مین سرے سے وہ الفاظ استعمال نہین کیے گئے۔ بلکہ اُس چیز کو دوسرے طور سے تعبیر کیا گیا۔ مثلاً اینٹ کے لیے عربی مین تین لفظ ہین۔ قرمد۔ آجر۔ طوب۔ اور یہ تینون غیر فصیح

اِسلیے قرآن مجید مین اُسکو بیان کرنا پڑا تو یون تعبیر کیا کہ اَوْقِدْ لِی عَلَی الطِّیْنِ
بے شبہہ اس معیار کے مطابق قرآن مجید کی فصاحت کا اعجاز ثابت ہو سکتا ہی۔
لیکن موجودہ نصاب تعلیم مین کوئی کتاب ایسی داخل نہین جسمین قرآن مجید کی فصاحت سے
اسطرح بحث کی گئی ہو۔ اور اسکے الفاظ کا ایک معتدبہ ذخیرہ نمونے کے طور پر پیش
کیا گیا ہو؟۔ یہ نہین خیال کرنا چاہیے کہ اِس قسم کی کتابین تصنیف ہی نہین ہوئین۔
ایسی کتابین خود ہماری نگاہ سے گذری ہین لیکن افسوس ہی کہ انکو درس و تدریس کے
دربار مین بار نہین ملا۔

فصاحت کے بعد بلاغت کا مرحلہ ہی۔ اور مین افسوس کے ساتھ کہتا
ہون کہ ہمارے مدارس کے اکثر تعلیم یافتہ (وَلِلْاَکْثَرِ حُکْمُ الْکُل) بالکل اس قابل
نہین کہ اس مرحلے مین قدم رکھ سکین۔ بے شبہہ قرآن مجید بلاغت کے اعتبار
سے معجزہ ہی۔ لیکن اگر ہمارے طُلبا اس امر کو صرف تقلیدی طور پر جانتے اور
تسلیم کرتے ہین تو اُنمین اور ایک عامی مسلمان مین کیا فرق ہی؟۔

مین اس موقع پر نہایت اختصار کے ساتھ عرض کرنا چاہتا ہون کہ قرآن
مجید کا من حیثیۃ البلاغۃ معجزہ ہونا کن طرق سے ثابت کیا جا سکتا ہی۔ عرب مین جن
شعرا کو اپنے ہمعصرون مین اشعر الشعرا ثابت کرنا چاہتے ہین۔ اسطرح ثابت کرتے
ہین کہ شعر کے چار عمود یا چار ارکان ہین۔ فخر۔ مدح۔ نسیب۔ ہجو۔ اور ان چارون
مضامین کو جس کمال کے ساتھ اس شاعر نے ادا کیا ہی۔ اسکے ہمعصرون مین سے
کسی نے نہین کیا۔ چنانچہ جریر کے اشعر العصر مین ہونے کے ثبوت مین یہ اشعار
پیش کیے جاتے ہین۔

اِذَا غَضِبَتْ عَلَیْکَ بَنُو تَمِیمٍ	حَسِبْتَ النَّاسَ کُلَّھُمْ غِضَابَا
اَلَسْتُمْ خَیْرَ مَنْ رَکِبَ الْمَطَایَا	وَاَنْدَی الْعَالَمِینَ بُطُونَ رَاحِ
اِنَّ الْعُیُونَ الَّتِی فِی طَرْفِھَا حَوَرٌ	قَتَلْنَنَا ثُمَّ لَمْ یُحْیِینَ قَتْلَانَا
یُصْرِعْنَ ذَا اللُّبِّ حَتّٰی لَاحَرَاکَ بِہٖ	وَھُمْ اَضْعَفُ خَلْقِ اللّٰہِ اَرْکَانَا
فَغُضَّ الطَّرْفَ اِنَّکَ مِنْ نُمَیْرٍ	فَلَا کَعْبًا بَلَغْتَ وَلَا کِلَابَا

شعرا کی افضلیت ثابت کرنے کے لیے تو اسیقدر کافی ہی لیکن قرآن مجید کی شان بہت ارفع و اعلی ہی - اور قرآن مجید کی نسبت ہمارا دعوے بہت وسیع ہی - ہم اِس بات کے مدعی نہین ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین جسقدر شاعر اور خطیب تھے وہ قرآن مجید کے معارضے سے عاجز رہے - بلکہ ہمارا یہ دعوی ہی کہ جاہلیت مین - اسلام مین عربی مین - فارسی مین - یورپ مین - ایشیا مین - کبھی کوئی کلام قرآن مجید کے مثل نہین لکھا گیا اور نہ آیندہ لکھا جا سکتا ہی - یہ دعوی حقیقت مین وجدانی ہی جس شخص کو ادب اور عربیت مین پوری مہارت ہو اور مذاق بھی صحیح ہو خود اُسکا وجدان اِس دعوے کی شہادت دیگا - لیکن وجدان ایک ایسی چیز ہی جو مخالف پر حجت نہین ہو سکتی اسیلیے اِس دعوے کے اثبات کا یہ طریقہ ہی کہ اخلاق و موعظت - ترغیب و تہدید - لطف و قہر - وغیرہ وغیرہ - اِس قسم کے بہت سے عنوان متعین کیے جائین - اور اِنکے متعلق انسانی کلام مین اعلی سے اعلی اور بلند سے بلند جو اشعار یا تحریرین موجود ہین انتخاب کیجائین پھر اُنھین مضامین کے متعلق قرآن مجید مین جو آیتین ہین اُنسے موازنہ کرکے دکھایا جائے کہ وہ تمام اشعار اور تحریرین قرآن مجید کی بلاغت سے کچھ نسبت نہین رکھتین - اسیطرح بلاغت کے

جو بڑے بڑے ارکان ہین یعنی وہ اسالیب جو اعلی درجے کی بلاغت کے محل ہین مثلاً ایجاز و اطناب فصل و وصل تشبیہ و استعارہ۔ وغیرہ وغیرہ۔ انکے متعلق عرب و عجم کے کلام سے وہ مثالین انتخاب کیجائین جو عموماً بے مثل خیال کیجاتی ہین اور انھین اسالیب پر قرآن مجید مین جو آیتین ہین اُنسے موازنہ کیا جائے۔

قرآن مجید کی بلاغت کے ثبوت کے یہ طریقے ہین۔ اور جبتک قرآن مجید کے وجوہ اعجاز پر توجہ نہ کیجائے قرآن مجید کے ساتھ اعتنا کرنیکا دعوی صحیح نہین ہو سکتا۔ اب سؤال یہ ہی کہ کیا موجودہ نصاب مین ایسی کوئی کتاب داخل ہی جس سے قرآن مجید کے وجوہ اعجاز معلوم ہو سکین؟۔ کیا بیضاوی و جلالین اس مطلب کے لیے کافی ہین؟ افسوس اور سخت افسوس ہی کہ منطق اور فلسفہ جس سے اسلام کو بہت کم تعلق ہی اسکے لیے تو صغری۔ کبری۔ ایساغوجی۔ قال اقول۔ میزان منطق تہذیب۔ شرح تہذیب قطبی۔ میر قطبی میبذی۔ ملاحسن۔ ملاجلال۔ میر زاہد۔ غلام یحیی حمد اللہ۔ قاضی مبارک۔ صدرا شمس بازغہ۔ شرح تجرید۔ یہ تمام دفتر لازمی اور ضروری قرار دیا جائے۔ اور قرآن مجید کے لیے جو مدار اسلام ہی۔ جلالین اور بیضاوی کے ڈھائی پارے کافی سمجھے جائین وَاللہِ تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِیْزٰی

(۵) ایک اور نقص طریقۂ تعلیم مین یہ ہی کہ قدیم علم کلام جو فلسفۂ یونانی کے مقابلے مین ایجاد اور مدون ہوا تھا۔ آجتک بغیر کسی اضافے اور ترمیم کے درس مین داخل ہی حالانکہ یہ ظاہر ہی کہ جو اعتراضات حال کی تحقیقات سے پیدا ہوتے ہین اُنکے لیے وہ علم کلام کیونکر کافی ہو سکتا ہی جو اُسوقت ایجاد ہوا تھا۔ جبکہ یہ اعتراضات پیدا ہی نہین ہوئے تھے۔ مثلاً یونانی آسمان کے وجود کے معترف تھے صرف خرق و

التیام سے انکو انکار تھا مسلمانون کو نزول ملائکہ اور امکان معراج کے لیے خرق اور التیام کے امکان کے ثبوت کی ضرورت تھی۔ چنانچہ علم کلام مین یہ امکان ثابت کر دیا گیا۔ لیکن آج یورپ والون کو سرے سے آسمان کے وجود سے انکار ہی۔ اسلیے اب ہمکو آسمان کا وجود ثابت کرنا ضرور ہی کیونکہ قرآن مجید مین سیکڑون جگہ آسمان کا ذکر ہی۔ آسمان کے ثبوت کے لیے قدیم علم کلام کس کام آسکتا ہی۔؟ مین اسوقت اس بحث کو طول نہ دونگا۔ مجکو معلوم ہی کہ نئے علم کلام کی ضرورت ہمارے علما بھی تسلیم کرتے جاتے ہین۔

کانپور کے ایک مدرسے کا نصاب تعلیم جو حال مین شائع ہوا ہی اسمین فلسفۂ جدید اور اُسکا رد بھی تعلیم مین داخل ہی۔ فلسفۂ جدید کا ردیہی نیا علم کلام ہی۔

(۶) ایک نقص نصاب تعلیم مین یہ ہی کہ وہ ایک خاص سلسلے پر محدود ہی۔ قدیم زمانے مین بہت سے لوگ صرف ایک یا دو فن کی تحصیل کرتے تھے اور تحصیل کا تمام زمانہ اسی خاص فن مین صرف کر دیتے تھے۔ فرّار۔ کسائی۔ سیبویہ۔ خلیل۔ امام بخاری۔ مسلم۔ طحاوی۔ بزدوی۔ اور بہت سے اہل کمال اسی طرز کے تعلیم یافتہ ہین۔ اور درحقیقت یہ طرز ایک خاص فن مین کمال پیدا کرنے کے لیے نہایت مفید تھا۔ آج یہ طریقہ بالکل متروک ہی۔ اور اہل کمال کے نہ پیدا ہونے کا یہ بھی ایک بڑا سبب ہی۔

ان وجوہ مذکورۂ بالا کی بنا پر مین اس تجویز کی جسکو جناب مولوی شاہ محمد حسین صاحب نے پیش کیا۔ تائید کرتا ہون۔ اور باصرار کہتا ہون کہ موجودہ نصاب تعلیم ناقص ہی اور اسمین ضرور اصلاح اور اضافہ ہونا چاہیے۔

اِسکے بعد مولوی حکیم محمد اسحاق صاحب نے اصلاح تعلیم کے متعلق کچھ گفتگو کی اور تھوڑا سا مباحثہ اُسوقت ہوا۔ تقریرین ضبط نہونے سے درج نہوسکین

تحریر جناب مولوی محمد عبد الغنی صاحب مرشید آبادی نزیل پھلیم پور

حضور صدر انجمن و دیگر حضرات نصاب تعلیم کے معرکۃ الآرا مسائلے مین مَین اور راے زنی چھوٹا منہ بڑی بات ہی۔ بقول کاتب سطور عفا اللہ عنہ۔

آنکس کہ ساز و برگِ خرد سر سری کند	در بزم بخردان چہ خرد گستری کند
در مجمع افاضلِ دانش پناہِ دہر	نابخردی چہ عرضۂ دانشوری کند
آید چہ کار ساختنِ دیگران از و	چون کار خویش دستخوشِ ابتری کند
جاروب نازدہ درِ خود را تمام عمر	در کاروان سرای چہ صورتگری کند
افتادہ بپای خود از دست رفتۂ	دست کسی چہ گیرد و چون یاوری کند
گجرفتۂ کہ ہیچ گہے رہ بدہ نبرد	با رہروانِ راست چسان ہمسری کند
زین پس بحالِ خویش غنی را تو ان گذاشت	او خویشتن گم ست کرا رہبری کند

لیکن گرامی احباب کا حکم کہ محکوم محض مجبور۔ اور جناب ناظم کا امر کہ مامور بالکل معذور لہذا یہ معروضات پیش کرتا ہون۔ کہ تعلیم کا نصاب موجود پیش نظر قوم کے دردمندان بابصیرت۔ زمانہ شناس مصلحت بین شاکی کہ نصاب مذکور مقصود کو کافی نہین ہی کچھ اصلاح ہونی چاہیے۔ میرے نزدیک نصاب کافی تھا اگر فراغ یافتہ علما فنون متداولہ کے مطولات کو بامعان نظر دیکھتے۔ غیر متداول فنون کے کتب کی سیر کرتے اپنے معلومات مین وسعت دیتے بلاغ نظر بہم پونہچاتے مبلغ علم کو بڑھاتے علمی

ورزش اور ریاضت بعض فنون کی اضافہ کرتے بالضرور آج وہ کامل زمانہ و فرد روزگار
مانے جاتے۔ یہ کہنا قریب الیقین ہوگا کہ ہمارے زمانے مین جن بزرگان علم کو
کسی فن مین اہل کمال کہا گیا ہی وہ اسی نصاب کے تعلیم یافتہ تھے اُنھون نے
کسی فن کے فنا و نکو اپنے استاذ سے سبقاً سبقاً نہ پڑھا تھا صرف کتاب بینی اور سیر
کتب نے اُنکو درجۂ کمال پر پونہچا دیا تھا جسکے عروج کے لیے سلم و نردبان یہی
نصاب مسلم ہوگا۔ اگر فراغ یافتہ شخص جسنے درس کا مرحلہ دیدہ وری و منزل شناسی
سے طی کیا ہی مثلاً اسباب اعجاز قرآن یعنی فصاحت و بلاغت قرآنی کی تحقیقات کی غرض
سے کتب فن مثل اعجاز القرآن خطابی و اعجاز القرآن رمانی و اعجاز القرآن ابن سراقہ
و اعجاز القرآن قاضی ابو بکر باقلانی۔ و کتاب شیخ عبد القاہر جرجانی و کتاب امام رازی
و اعجاز القرآن ابن عبد السلام۔ و ایجاز ابن قیم۔ و برہان۔ و نہایہ۔ و تبیان۔ و منہج زملکانی
و برہان۔ و بدائع۔ و تحبیر۔ و خواطر ابن ابی الاصبع۔ و اقصی تنوخی۔ و منہاج حازم۔ و عمدۂ ابن
رشیق۔ و صناعتین عسکری۔ و اقتناص تقی الدین۔ و روض الافہام۔ و نشر العبیر شمس الدین
وغیرہ مشہورات فن کو مستعدانہ دیکھے اور مستوعبانہ اُنپر عبور و مرور کرے تو کیا آیات
قرآنی کی فصاحت فہمی و اثبات اعجاز قرآن مین وہ قاصر ہوگا۔ یا اِن کتب کے انتخاب
و استنباط سے کوئی متن یا رسالہ کسی خاص عنوان و موضوع کا تالیف نہ کر سکے گا۔ بالضرور
کر سکے گا۔ یا سیرۃ النعمان جیسی تصنیف لطیف کو دیکھ کر اُسکے مصنف سلمہ اللہ کی
بلاغ نظر و کمال واقفیت کو مبحث خاص مین کوئی منصف مزاج آدمی تسلیم نہ کرے گا
حال آنکہ یہ ثمرہ اُنھین کتابون کی سیر اور مطالعے کا ہی جنکی فہرست خود اُس کتاب کے
اوائل مین مرقوم ہی۔ نہ یہ کہ اُسکے مصنف نے اِن کتابون کو سبقاً سبقاً اُستاذ سے

پڑھا تھا مگر افسوس تو یہ ہی کہ فراغ یافتہ علما کی نہ ہمتون مین بلندی نہ دلون مین حوصلہ نہ حوصلون مین فراخی جو اپنے استکمال کے لیے دنیا کے مکروہات و موانع صبر کرین بضبط اوقات کتب بینی کا التزام کرین سلف صالحین کیطرح اولوالعزم بنجائین حسیات مآکل و مشارب اور اُنکی جستجو و تلاش مین عمر کو تلف اور وقت کو ضائع نکرین اور نہ دولتمندان اسلام کو علوم اسلام کی قدر و عزت ہی نہ علما کے ساتھ دردمندی نہ اُنکی خدمت و پرداخت نہ اُنکے حوائج ضروریہ کی خبر گیری نہ اُنکو فکر عیال و معاش سے فراغت بخشی۔ یہ ظاہر ہی کہ اسوقت سلطنت اسلام نہین ہی مگر بفضلہ دولت و ریاست اسلام پھر بھی باقی ہی جو علماے اسلام کے سینون کی خستگی دلون کی شکستگی کا علاج کر سکے۔ لہذا یہ مناسب معلوم ہوتا ہی کہ سلسلۂ تعلیم مین امور ذیل بڑھا دیے جائین اور اہتمام کے ساتھ بمراعات اوقات و استعدادات طلبہ اُمور مذکور کا عمل درآمد التزاماً کیا جائے بتفصیل ذیل۔

(۱) قراءت قرآن مجید کی مشق تجوید و تحسین صوت کے ساتھ۔

(۲) تمام قرآن مجید کا ترجمہ اور کچھ ترکیب سبقاً سبقاً پڑھنا۔

(۳) مناسب جلسون مین آیات قرآنی کا ترجمہ و شان نزول و مناسب احادیث و فقہی مسائل روزمرہ کا بیان بطریق وعظ۔

(۴) علم تجوید قراءت و علم اعجاز قرآن مجید وغیرہ کا درس۔

(۵) سیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم و حالات صحابہ رضی اللہ عنہم مین کسی ضابطہ مختصر کتاب کا درس

(۶) فرائض میراث و حساب و خط کی عملی مشاقی و مہارت۔

(۷) عربی کی انشا پردازی و مضمون نگاری۔

(۸) مکالمۂ عربی و نیز مذاکرہ کسی مسلۂ عقلی یا نقلی مین جسکا تعین از جانب استاذ یا بجاے خود بیشتر سے بالتزام کرلیا ہو۔

(۹) منطق و فلسفہ کے درسیات مین کچھ تغیر۔

(۱۰) ہیأت جدید و فلسفۂ جدید کا مشغلہ و درس۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے جو مختصر تقریر اس بارے مین تحریر فرمائی ہی یہ ہی۔

طریق تعلیم علم چنانکہ بتجربہ محقق شدہ آنست کہ نخست رسائل مختصر صرف و نحو درس گویند۔ سہ نسخہ از ہر یکی یا چہار چہار بقدر ذہن طالب بعد ازان کتابے از تاریخ یا حکمت عملی کہ بزبان عربی باشد آموزند و دران میان بطریق تتبع کتب لغت و برآوردن مشکل از جاے آن مطلع سازند چون قدرت بر زبان عربی یافت موطا بروایت یحیی بن یحیی مصمودی بخوانانند بعد ازان قرآن عظیم درس گویند بآن صفت کہ صرف قرآن بخوانند بغیر تفسیر و ترجمہ گویند و بعد فراغ از درس تفسیر جلالین را بقدر درس بخوانند درین طریق فیضہاست و بعد ازان در یک وقت کتب حدیث میخوانده باشند و کتب فقہ و عقائد و سلوک و در یک وقت کتب دانشمندی مثل شرح ملا و قطبی و غیر آن الی ماشاء اللہ و اگر میسر آید مشکوۃ یک روز بخوانند و روز دیگر شرح طیبی بقدر انچہ روز اول خوانده است بخوانند خیلے نافع ست۔

تحریر جناب مولوی الطاف حسین صاحب حالی پانی پتی

ہمکو اس بات کے سننے سے نہایت خوشی ہوئی کہ وسط ماہ شوال

سنۂ حال مین ایک مجلس علماے اسلام کی بتقریب رسم دستار بندی طلبۂ مدرسۂ فیض عام بمقام کانپور منعقد ہونے والی ہی جسمین علاوہ رسم دستار بندی کے مدارس اسلامیہ کے انتظام اور تعلیم وغیرہ پر بھی گفتگو کیجائے گی اور اِس بات مین عام مسلمانونکی رای غور اور توجہ سے سنی جائیگی۔ چونکہ راقم بعض خانگی ضرورتونکی وجہ سے اون تاریخون مین وہان نہین پہونچ سکتا۔ اسلیے مدارس اسلامیہ کے سلسلۂ درس کے متعلق جو کچھ میری رای ہی اُسکو بذریعہ تحریر کے پیش کرتا ہون۔

مدارس اسلامیہ جو ہندوستان کے اکثر قصبون اور شہرونمین عالی ہمت مسلمانونکی کوشش سے قائم ہوئے ہین جسطرح انکا قائم کرنا نہایت ضروری تھا اسیطرح یہ بھی نہایت ضرور ہی کہ اُنکو جہانتک ممکن ہو مسلمانون کے حق مین زیادہ مفید اور اُنکی موجودہ حالت کے زیادہ مطابق بنانے مین کوشش کیجائے۔ اور سب سے مقدم اُنکے سلسلۂ کتب درسیہ کی اصلاح اور ترمیم ہی۔

اِس بات کا کوئی شخص انکار نہین کرسکتا کہ ہر ملک اور ہر زمانے مین ہمارا سلسلۂ درس یکسان نہین رہا اور آجکل بھی مختلف ملکون مین مختلف سلسلے مدارس اسلامیہ مین جاری ہین۔ ہر ملک اور ہر زمانے کے علما اپنے ملک اور زمانے کی حالت کے مطابق درس کی کتابین مقرر کرتے رہے ہین۔ ایک زمانہ تھا کہ دینیات مین صرف قرآن وحدیث کا درس ہوتا تھا۔ پھر فقہ بھی اُسمین شامل ہوگئی۔ اور رفتہ رفتہ اصول فقہ اسپر اضافہ کیے گئے جب تک یونانی فلسفہ مسلمانون مین شائع نہین ہوا تھا۔ اُسوقت تک مدارس اسلامیہ مین معقولات کا کہین نام ونشان نہ تھا۔ پھر جب یونانی فلسفہ درس مین داخل کیا گیا تو ایک مدت تک اُسمین علم کلام کے شامل کرنیکی

پہ کچھ ضرورت نہین ہوئی۔لیکن جب یونانی فلسفے کی ممارست سے مسلمانون کے عقائد متزلزل ہونے لگے اور اسلام مین نئے نئے فرقے پیدا ہونے لگے تو علم کلام مدون کرنے کی ضرورت ہوئی اور وہ بھی سلسلۂ درس مین شامل کیا گیا علیٰ ہذا القیاس جیسی ضرورتین پیش آتی گیئن اُنھین کے موافق سلسلۂ درس مین تغیر اور تبدل اور کمی بیشی ہوتی رہی۔

ظاہر ہی کہ پچھلے پچاس برس سے مسلمانون کی حالت مین ایک انقلاب عظیم پیدا ہو گیا۔اِسکے سوا ملک کی حالت بھی بالکل بدل گئی۔مذاہب پر نہایت آزادی کے ساتھ نکتہ چینی کیجاتی ہی۔ایسی حالت مین وہ مدارس جو محض دین اسلام کی تقویت کے لیے قائم کیے گئے ہین اُنمین بعینہ وہی سلسلۂ درس قائم رکھنا جو قدیم زمانے سے چلا آتا ہی اسلام کے حق مین مفید نہین ہوسکتا۔پس ہمارے علما کو چاہیے کہ بمشورہ وصلاح ہمدگر مدارس اسلامیہ کے سلسلۂ درس پر غور کرکے زمانے کی ضرورتون اور مصلحتون کے موافق اوسکو از سر نو مرتب کرین۔

نہایت خوشی کی بات ہی کہ بعض اسلامی مدارس کے مہتممون کو جیسا کہ سُنا گیا ہی کتب درسیہ کے معمولی سلسلے مین کچھ ترمیم یا تبدیل کرنے کا خیال پیدا ہوا ہی مگر میری راے مین کوئی مفید تبدیل یا ترمیم اُسوقت تک نہین ہوسکتی جبتک کہ ہندوستان کے تمام یا اکثر مدارس اسلامیہ اس بات پر متفق نہ ہوجائین کہ کتب درسیہ مین جو تبدیل یا کمی بیشی کیجائے گی اُسی کے موافق تمام مدارس مین درس جاری کیا جائے گا۔کیونکہ معمولی سلسلے کی کل کتابین ہر جگہ بآسانی اور بکفایت ملجاتی ہین اور اگر یہ سلسلہ بدلا گیا تو ممکن ہی کہ ایسی نئی کتابین درس مین داخل کیجائین جو ہندوستان

ہم نہ پونہچین بلکہ مصر یا بیروت وغیرہ سے منگوائی جائین۔ یا بڑی بڑی کتابون مین سے کچھ کچھ مفید ابواب و مضامین انتخاب کرنے پڑین اور اُن مجموعون کو بطور کتاب کے علیحدہ چھپوانا پڑے۔ پس تاوقتیکہ تمام یا اکثر مدارس اسلامیہ ایک سلسلۂ درس پر اتفاق نہ کرلین تب تک نئے کتب درسیہ کا مہیا ہونا مشکل ہی کیونکہ اہل مطبع صرف ایک دو مدرسے کے خرچ کے لیئے نئی کتابین جنکی ملک مین عام خریداری نہو نہین چھاپ سکتے۔ اور نہ کسی مدرسے کے مہتمم چھپوا سکتے ہین۔

اب مین معمولی سلسلۂ درس کے متعلق اپنے خیالات ظاہر کرتا ہون اگر یہ بات تسلیم کرلیجائے کہ معمولی سلسلہ کتب درسیہ کا سراسر مناسب اور مفید ہی اور اُسمین کسی قسم کی اصلاح و ترمیم کی ضرورت نہین ہی توبھی میرے نزدیک ضرور ہی کہ کبھی کبھی اُسمین کچھ پُرانی کتابین درس سے خارج اور اُنکی جگہ نئی کتابین درس مین داخل ہوتی رہا کرین اس سے دو فائدے متصور ہین۔ ایک یہ کہ ان متواتر تبدیلیوں سے اسلام کے بڑے بڑے نامور اور جلیل القدر مصنفون کی کتابین قوم مین شائع ہوتی رہینگی اور اُنکا نام زندہ ہوتا رہیگا۔ اوّل تو زمانے کے انقلاب سے مسلمانون کے بیشمار کتب خانے برباد ہوگئے۔ جو شہر مسلمانون کے دارالعلم تھے اُنمین ایک بھی قدیم کتب خانہ باقی نہ رہا۔ اور اگر بالفرض وہ سب کتب خانے قائم بھی رہتے یا اب ویسے ہی کتب خانے پھر قائم ہوجائین۔ توبھی قدیم مصنفونکا نام صرف کتب خانون سے زندہ نہین ہوتا بلکہ اُنکے تصنیفات کے درس و تدریس اور پڑھنے پڑھانے سے زندہ ہوتا ہی۔ یہی وجہ ہی کہ جو علوم و فنون ہمارے سلسلۂ درس مین بالکل داخل نہ تھے اُنکی مستند کتابین ہندوستان مین بہت کم پونہچین زیادہ تر

وہی کتابین شائع ہوئین جو سلسلۂ درس مین شامل ہوگئی تھین۔ دوسرا فائدہ یہ ہی کہ ہمارے علما جو مدارس اسلامیہ مین درس دیتے ہین وہ معمولی کتابین پڑھاتے پڑھاتے اکتا جاتے ہین اور اُنکو درس و تدریس کے مشغلے مین سلسلۂ درس کے علاوہ اور کتابین مطالعہ کرنے کا موقع ملنا دشوار ہوتا ہی۔ اِس ترمیم اور تبدیل سے اُنکو ہمیشہ نئی نئی کتابین دیکھنے کا موقع ملے گا اور اُنکے علم و فضل کو نہایت ترقی ہوگی

درسی کتابین جیسا کہ سب اہل علم جانتے ہین اِسلیے ہرگز نہین مقرر کیجاتین کہ وہ تمام علوم و فنون پر حاوی ہوتی ہین اور اُنکے پڑھنے کے بعد کسی کتاب کے مطالعے کی ضرورت نہین رہتی۔ بلکہ اِسلیے مقرر کیجاتی ہین کہ اُنکے پڑھ لینے سے طالب علم کو ہر علم کے ساتھ فی الجملہ مناسبت اور اُسکی طبیعت مین ایک ایسا ملکہ پیدا ہو جائے جسکے سبب سے وہ ہر علم کی اعلیٰ سے اعلیٰ کتاب بغیر استاد کی اعانت کے سمجھ سکے۔

ہمارے یہان جتنے طلبا فارغ التحصیل ہوتے ہین اگر تحصیل کے بعد اُنپر افکار دنیوی غالب نہ آئے اور اُنکو کتب بینی کا شوق باقی رہا تو اکثر یہی دیکھا جاتا ہی کہ وہ طلبا کی تعلیم اور تدریس مین مشغول ہو جاتے ہین اور اِسی کو علمی ترقی کا ذریعہ سمجھتے ہین۔ اگر اُنکو درسی کتابون کے علاوہ کسی نئی کتاب کے دیکھنے کا شوق بھی ہوتا ہی تو درس و تدریس کے مشاغل مین اُنکو اتنی فرصت نہین ملتی کہ کسی نئی کتاب کا مطالعہ کرسکین۔ پس سوا اِسکے کہ درسی کتابین اُنکو خوب ازبر ہو جاتی ہین اور اُنکے تمام ما لہ و ما علیہ پر عبور ہو جاتا ہی اور کسی قسم کی نئی اطلاعین جو آجکل کے جدید تراجم اور مفید تصنیفات مین ہین اُنکو حاصل نہین ہوتین۔ ہر علم اور ہر فن مین

اُنکو صرف اُنھیں چند مصنفونکی رائین معلوم ہوتی ہین جنکی کتابین سلسلۂ درس مین قدیم سے چلی آتی ہین گویا ایک دریاے زخار مین سے چند قطرون پر قانع ہوجاتے ہین مین یہ نہین کہتا کہ اِس حالت سے کوئی فرد مستثنی نہین - بلکہ میرا یہ مطلب ہی کہ ہمارے اکثر فارغ التحصیل طلبا کا انجام یہی ہوتا ہی - جبکہ یہ حال ہی تو سلسلۂ درس کا کبھی کبھی تبدیل ہونا خاصکر مدرسین کے حق مین نہایت مفید ہوگا! اور اُنکو نئی باتون - نئے تجربون نئی رایون - نئی حالتون پر اطلاع یابی کا موقع ملے گا -

جو کچھ کہ اوپر بیان کیا گیا یہ تو اُس صورت مین ہی کہ معمولی سلسلۂ درس سراسر مناسب اور مفید ہو - پس درصورتے کہ سلسلۂ مذکور کا ایسا حال نہو تو وہ بالضرور ترمیم اور اصلاح کا محتاج ہوگا - میرے نزدیک موجودہ سلسلۂ درس نہایت ناکمل اور غیر مفید ہی - مین اسوقت وہ تمام باتین پیش کرنا نہین چاہتا جو اصلاح طلب ہین چند باتین اِس موقع پر عرض کرتا ہون اگر انپر غور اور توجہ کی گئی تو اور مراتب بھی کسی دوسرے موقع پر عرض کیے جائینگے -

سب سے بڑا قصور ہمارے طریقۂ درس و تدریس مین یہ ہی کہ صرف و نحو کے ساتھ عربی زبان کے بولنے اور لکھنے کی مشق نہین کرائی جاتی - یہ بعینہ ایسی بات ہی کہ معمار اپنے شاگردون کو معماری کے قاعدے زبانی یاد کرا دے اور اُنسے کبھی تعمیر کا کام نہ لے - یا باورچی کھانا پکانے کی ترکیبین زبانی یاد کرلے اور کبھی اپنے ہاتھ سے کھانا نہ پکائے -

ہم دیکھتے ہین کہ ہمارے اکثر فارغ التحصیل طلبا جو معقول اور منقول کی اعلی سے اعلی درجے کی درسی کتابین نہایت عمدگی سے پڑھا سکتے ہین - وہ عربی

زبان کے بولنے اور عربی عبارت کی انشا کرنے سے بالکل عاجز ہوتے ہین اور چونکہ اونکو ابتدا سے لکھنے کی عادت نہین ڈالی جاتی اسواسطے وہ جسطرح عربی عبارت کی انشا پر قادر نہین ہوتے اسیطرح فارسی بلکہ اُردو لکھنے پربھی جیسا کہ چاہیے قدرت نہین رکھتے یہی وجہ ہی کہ جو طلبا ہر سال اسلامی مدرسون سے فارغ التحصیل ہوکر نکلتے ہین اُنمین کوئی مصنف یا مؤلف یا مترجم پیدا نہین ہوتا ہماری قوم مین جسقدر لائق مدرسون کی ضرورت ہی اُس سے زائد لائق مصنفونکی ضرورت ہی۔عربی سے اُردو مین ترجمہ کرنا ایک عربی دان فاضل کا سب سے زیادہ سہل اور آسان کام معلوم ہوتا ہی۔مگر افسوس ہی کہ ایسا سہل کام بھی اونسے سر انجام نہین ہوسکتا۔

قرآن مجید کا کوئی ترجمہ آج ایسا موجود نہین ہی جس سے اُسکا مطلب صاف صاف ہر شخص کی سمجھ مین آسکے۔صرف ایک ترجمہ شاہ عبد القادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ہی جو اُسوقت کیا گیا تھا جبکہ اُردو زبان نہایت ابتدائی حالت مین تھی اُسوقت کے سیکڑون محاورے اور الفاظ اب متروک ہوگئے ہین اور اسلیے اب وہ ترجمہ اکثر مقام سے سمجھ مین نہین آتا۔مگر فارغ التحصیل فاضلون مین کوئی شخص ایسا نظر نہین آتا جو اِس ضروری کام کو سر انجام کرے اور قرآن مجید کا عام فہم اور خاص پسند ترجمہ کرکے مسلمانون مین شائع کرے۔یورپ مین کم سے کم بیس ترجمے قرآن مجید کے مختلف زبانون مین اب تک ہوچکے ہین اور ہمیشہ پانچ چار برس کے بعد ایک نیا ترجمہ شائع ہوتا ہی۔

عیسائی قومین تو قرآن مجید کیطرف اسقدر متوجہ ہین اور ہمارا یہ حال ہی کہ

ایک ترجمہ جواٹ سے سو برس پہلے ہوا تھا وہی آجتک چلا آتا ہی۔ اسکا سبب سوا اسکے اور کچھ نہین کہ ہمارے اسلامی مدرسون مین تصنیف اور تالیف اور ترجمہ کرنیکی لیاقت طالب العلمون مین نہین پیدا کیجاتی۔

پس میرے نزدیک یہ نہایت ضروری بات ہی کہ چھوٹے چھوٹے رسالے عربی جملون اور فقرون کے عرب عربا کے کلام سے انتخاب کرکے بنائے جائین جو ابتدائے تعلیم سے صرف و نحو کے ساتھ پڑھائے جایا کرین اور عربی بولنے اور لکھنے کی مشق طلبا کو اول ہی سے شروع کرائی جائے۔ تاکہ صرف و نحو کے قواعد بھی اُنکے دلون پر نقش ہون اور عربی زبان مین گفتگو کرنے اور عربی عبارت لکھنے کا ملکہ بھی اُنمین پیدا ہو اور جب تک کتب درسیہ کا سلسلہ ختم ہو ہر درجے مین اُس درجے کی حیثیت کے موافق ادب کی کتابونکا برابر درس جاری رہے۔ چونکہ اس قسم کی کتابین اور رسالے ہمارے معمولی سلسلۂ درس مین بالکل موجود نہین ہین۔ اسواسطے ضرور ہی کہ ایسی کتابین عرب عربا کے کلام سے انتخاب کرکے چند علما کے مشورے اور اتفاق سے ہر درجے کے موافق بنوائی جائین۔

ابتک ہمارے یہان ادب کی تعلیم کا یہ طریقہ رہا ہی کہ جب طالب العلم منتہی ہونے کے قریب پہونچتا ہی۔ اُسوقت بعض اُستاد اُسکو دفعۃً ادب کی نہایت مغلق اور مشکل کتابین جیسے متنبی۔ حماسہ۔ سبعۂ معلقہ۔ مقامات حریری۔ وغیرہ پڑھانا شروع کردیتے ہین۔ مگر لکھنے کی اب بھی مشق نہین کرائی جاتی ہی۔ چونکہ طالب علم ابتدا سے عربیت سے اجنبی ہوتے ہین۔ جب دفعۃً کوئی غریب وغیر مانوس نظم یا نثر اُنکے سامنے آتی ہی تو بعض اوقات اُنکو یہ خیال ہوتا ہی کہ یا تو یہ عربی زبان نہین

اور یا جس زبان مین ہمنے ابتک کتابین پڑھی ہین وہ عربی زبان نہ تھی۔ خلاصہ یہ کہ اُنکو ان عربی کتابون سے کوئی معتد بہ فائدہ حاصل نہین ہوتا۔ اگر کسی کو اس فن سے ایسی مناسبت ہوئی تو اُسکو صرف اسقدر فائدہ ہوتا ہی کہ وہ اُن کتابونکو اُسیطرح جسطرح کہ اُستادنے اُسکو پڑھایا ہی اورونکو پڑھانے کے قابل ہوجاتا ہی مگر انشا کرنے پر اُسکو کچھ قدرت حاصل نہین ہوتی۔ (الا ماشاء اللہ)

ادب کی تعلیم کا ایک نہایت جلیل القدر فائدہ یہ ہی کہ جسقدر ادب سے زیادہ مناسبت پیدا ہوگی اُسیقدر قرآن وحدیث کے سمجھنے مین زیادہ آسانی ہوگی اور نظم قرآن کی عظمت اور جلالت شان نہ محض حسن عقیدت سے بلکہ اذعان قلب اور جزم ویقین کے ساتھ دل مین متمکن ہوگی۔ اور قرآن کے وجوہ اعجاز بیان کرنے پر قدرت حاصل ہوگی۔

دوسری بات جس سے اسلامی مدرسون مین ابتک ابتدائی تعلیم کے متعلق غفلت کی گئی یہ ہی کہ فارسی یا اُردو کو سہل یا ذلیل سمجھکر اُنکی طرف مطلق اعتنا نہین کیا گیا۔ بعض مدارس مین صرف اسقدر انتظام ہی کہ جو طالب العلم عربی پڑھنا نہین چاہتے اُنکے لیے ایک آدھ مدرس فارسی سکھانے کے لیے مقرر کردیا گیا ہی۔ مگر جو طلبا عربی زبان مین تحصیل کرتے ہین اُنکو جہانتک کہ مین واقف ہون فارسی اور اُردو سے بالکل علحدہ رکھا گیا ہی۔ لیکن میرے نزدیک یہ بڑی غلطی ہی فارسی زبان کی اگر تکمیل نہ کرائی جائے تو کم سے کم فارسی کی ادنی اور اوسط درجے کی کتابین ضرور سلسلۂ درس مین داخل کرنی چاہئین۔ اور اُردو زبان مین اگر اور کچھ نہین تو اُسکے انشا اور املا کی ضرور مشق کرانی چاہیے۔

فارسی زبان کی تعلیم کو مین صرف اسی لیے ضروری نہین کہتا کہ اُس سے اُردو زبان کی تکمیل مین مدد ملتی ہی۔ بلکہ اسلیے بھی اُسکی ضرورت ہی کہ وہ ہندوستان مین مسلمانون کے بزرگون کی نشانی ہی اور اِسلیے اُسکو قائم رکھنا اور اُس سے مناسبت پیدا کرنا ہمارا فرض ہی۔ اِسکے سوا ہماری اکثر مذہبی۔ تاریخی۔ اخلاقی اور علمی کتابین فارسی ہی مین ہین اِسلیے بھی ہمارے فضلا کو مناسب نہین ہی کہ اُس سے بالکل اجنبی اور نا آشنا رہین۔

یہ خیال کرنا کہ عربی زبان سیکھنے سے فارسی اور اُردو دونون پر قدرت حاصل ہو جاتی ہی صحیح نہین ہی۔ البتہ اگر انشا کرنیکی پوری پوری مشق طلبا کو کرائی جائے تو ممکن ہی کہ اُنکو اُردو کے لکھنے مین کسیقدر مدد ملے لیکن اُردو انشا پردازی مین فاضلانہ لیاقت جسکی کہ ضرورت ہی ہرگز حاصل نہین ہو سکتی۔ رہی فارسی سو وہ خود ایک علیحدہ اور مستقل زبان ہی۔ اور ہماری مادری زبان بھی مثل اُردو کے نہین ہی وہ عربی سیکھنے سے کیونکر آسکتی ہی۔ اُردو زبان جسمین ہزارون لفظ ہندی بھاشا کے ہین جب اُنکے جاننے سے ہمکو بھاشا نہین آتی۔ تو عربی جاننے سے فارسی (صرف اسوجہ سے کہ اسمین بہت سے عربی الفاظ ملے ہوئے ہین) کیونکر آسکتی ہی۔

تیسرا امر قابل غور یہ ہی کہ ہمارا معمولی سلسلۂ درس تاریخ اور جغرافیے سے بالکل معرا ہی۔ حال آنکہ تاریخ اور جغرافیہ اُن فنون مین سے ہین جنکو تمام دنیا کی قومون مین سب سے اوّل مسلمانون نے ترقی دی ہی اور اپنے زمانے کے موافق اُنکو کمال کے درجے تک پہنچایا ہی۔ تاریخ کے درس مین داخل نہونے سے یہ نتیجہ پیدا ہوا ہی کہ مسلمانونکو فن تاریخ سے بالکل مناسبت نہین رہی یہان بے علمون اور اَن پڑھ آدمیونکا ذکر نہین ہی۔ خود ہمارے اکثر علما فضلا

اسلام کے اُن تمام مہتم بالشان واقعات سے بالکل بیخبر ہین جنکو آجتک مغربی قومین
حیرت کی نگاہ سے دیکھتی ہین۔ قطع نظر مسلمانون کے ملکی فتوحات اور علمی ترقیات کے
جو خلافت راشدہ مین یا اُسکے بعد ظہور مین آئے خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے
زمان برکت نشان کے حالات سے بہت ہی کم اطلاع رکھتے ہین۔ علم انساب اور
علم رجال صرف کتابون مین رہگیا ہی۔ جو قومین آج اپنے تئین تمام علوم وفنون مین
ساری دنیا سے افضل اور برتر سمجھتی ہین وہ علانیہ اس بات کا اقرار کرتی ہین کہ ہماری
تمام علمی وعملی ترقیات کا ماخذ مسلمانون کے علوم وفنون تھے مگر ہمکو مطلق خبر نہین کہ
ہم کیا چیز تھے اور ہمارے بزرگون نے علم وحکمت کو کس درجے تک پونہچایا تھا
جغرافیے مین مسلمانون کی تحقیقات کو آجتک غیر قومین نہایت عزت کی نظر سے دیکھتی
ہین۔ جغرافیے مین اُنکے بے مثل تصنیفات اس قابل ہین کہ اونپر فخر کر سکتے ہین
اور یورپ کی قومین اُنکو ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر چھپواتی اور شایع کرتی ہین۔ مگر ہمارے
اسلامی مدرسون مین اُنکا نام تک کوئی نہین جانتا۔ ہمارے علم ادب مین۔ حدیث
مین۔ قرآن مین ہزارون نام امصار۔ وقریٰ۔ واماکن۔ ومواضع کے آتے ہین۔ مگر
طالب علمون کو سوا اسکے کہ کسی شہر یا مقام کا نام ہی اُنکی بنسبت اور کچھ نہین بتایا جاتا
حال آنکہ بہت سے مقامات احادیث وغیرہ مین ایسے آجاتے ہین کہ جب تک
اُنکا محل اور موقع اور مفصل حال معلوم نہو عبارت کا مطلب ہرگز ذہن نشین نہین ہو سکتا
بہت سے مقامات قرآن انجیل۔ توریت مین ایسے ہین کہ جب تک انکا موقع اور محل
معین نہ کیا جائے تب تک مخالفین اسلام کے مقابلے مین اسلام کی تائید نہین
کیجا سکتی۔ اسیطرح جغرافیہ اور نیز تاریخ کے جاننے سے بیشمار فائدے متصور ہین

جنکی تفصیل کا یہ موقع نہین ہی۔

ہمارے علما نے ظاہرا سلسلۂ درس کے مقرر کرنے مین اس بات کا بہت لحاظ رکھا تھا کہ جو فن نہایت آسان ہین اور جنکو مستعد طالب العلم اپنی قوت مطالعہ سے نکال سکتے ہین اُنکو سلسلۂ درس مین داخل کرنے کی ضرورت نہین۔ اور یہ کچھ عجب نہین کہ تاریخ اور جغرافیے سے بھی اِسی بنا پر قطع نظر کی گئی ہو۔ لیکن فی الواقع یہ خیال صحیح نہین تھا اوّل تو آسان سے آسان مضمون جب اُسکی طرف توجہ نہین کیجاتی تو نہایت مشکل مضمون ہو جاتا ہی اور مشکل سے مشکل مضمون پر جب زیادہ غور اور توجہ کیجاتی ہی تو آسان ہوجاتا ہی۔ چنانچہ کسی نے پہلے ہی سے اس مضمون کو کس عمدہ فصاحت و بلاغت کے ساتھ اِس شعر مین ادا کر دیا ہی ؎

مشکل ز توجہ تو آسان	آسان ز تغافل تو مشکل

لغت کی کتاب سے لغت نکالنا طالب العلم کا سب سے زیادہ آسان کام ہی مگر ہمارے اکثر طلبا عدم مہارست کے سبب صراح و قاموس وغیرہ سے لغت بہت کم نکال سکتے ہین۔ حساب کے ابتدائی قاعدون کے سوالات انگریزی مدرسون کے مبتدی نہایت آسانی سے نکال دیتے ہین۔ اور ہمارے اکثر فارغ التحصیل طلبا اُنکا مُنہ تکتے رہجاتے ہین۔ تاریخ اور جغرافیے کو اگر فرض کر لیا جائے کہ وہ فی الواقع نہایت آسان فن ہین تو بھی اُنکی طرف سے بے اعتنائی کرنے کا نتیجہ یہ ہوا ہی کہ ہمارے علما کو تاریخ اور جغرافیے سے بالکل مناسبت نہین رہی۔

دوسرے تاریخ کو یہ سمجھنا ہی غلطی ہی کہ وہ نہایت آسان فن ہی بیشبہ مسلمانون نے جب اوّل ہی اوّل تاریخ لکھنی شروع کی تھی اُسوقت وہ نہایت

ابتدائی حالت مین تھے اور اسیلیے نہایت آسان معلوم ہوتی تھی۔ مگر اب وہ ایسا دقیق فن ہوگیا ہی کہ تاریخ اور فلسفہ دونون ہم پلہ سمجھے جاتے ہین۔ خود بعض مسلمان عالمون کی ایسی تاریخی تحقیقاتین موجود ہین جوکسیطرح فلسفے سے کم رتبہ نہین رکھتین۔ منطق کے اُصول انسان کی معمولی بول چال سے استنباط کیے گئے ہین گویا منطق کی ابتدائی حالت انسان کی معمولی بول چال تھی۔ لیکن اب وہ نظر اور فکر کے عمدہ نتائج کا ایک نہایت عمیق اور دقیق فن سمجھا جاتا ہی۔ اسیطرح تاریخ ابتدائی حالت مین کیسی ہی آسان ہو لیکن اب وہ فلسفے کے ساتھ پہلو بہ پہلو چلتی ہی۔ جغرافیے کا حال بھی تاریخ ہی کے قریب قریب ہی مسلمانون نے صرف ملکی جغرافیہ لکھا تھا اور وہ فی الواقع نہایت آسان تھا لیکن اب جغرافیے مین بعض قسمین ایسی اضافہ ہوئی ہین جو فلسفے اور حکمت مین داخل سمجھی جاتی ہین۔

بہرحال میرے نزدیک کم سے کم ابتدائی جماعتون کے لیے کسیقدر عربی جغرافیون کا انتخاب اور کل جماعتون کے لیے اُنکی استعداد اور لیاقت کے موافق عربی تاریخون کے انتخابات بھی سلسلۂ درس مین ضرور اضافہ کرنا چاہیے۔

تیسری بات جو سب سے زیادہ توجہ کے لائق ہی وہ یہ ہی کہ ریاضی کو ہمارے سلسلۂ درس مین بہت ہی کم حصہ دیا گیا ہی۔ جبر و مقابلہ کو مسلمانون کے ساتھ وہ خصوصیت ہی کہ بعضون نے اُسکو خاص مسلمانون ہی کا ایجاد قرار دیا ہی ہندسہ جو آج تمام دنیا مین پھیلا ہوا ہی وہ بالاتفاق تحریر اقلیدس کے اُس ترجمے کی بدولت پھیلا ہی جو محقق طوسی نے عربی زبان مین کیا تھا۔ اُقلیدس کی یونانی تحریر دنیا سے مفقود ہوگئی تھی۔ صرف محقق کا ترجمہ باقی تھا۔ اول اُسکا ترجمہ

لاطینی زبان مین ہوا- اور پھر رفتہ رفتہ تمام یورپ کی زبانون مین لکھا گیا- ہیأت مین مسلمانون کی ترقی کو تمام یورپ نے تسلیم کیا ہی- چنانچہ ستارون کے بیشمار عربی نام آجتک یورپ کی زبانون مین موجود ہین- علم مناظر اور مرایا مین جو نہایت مہتم بالشان مسأئلے مسلمانون نے حل کیے تھے اُنین سے ایک وہ تھا جسکی بنیاد پر زمانۂ حال مین عکسی تصویر کا حیرت انگیز فن ایجاد ہوا- جرّ ثقیل مین جو آجکل بے انتہا ترقی ہوئی ہی اُسکے بڑے بڑے اصول مسلمانون ہی کے قائم کیے ہوئے ہین- غرضکہ ریاضی کے تمام فروع مین مسلمانون نے اپنے زمانے کے موافق انتہا درجے کی ترقی کی تھی- باوجود اسکے ہمنے ریاضی سے مطلق سروکار نہین رکھا- یہانتک کہ ریاضی سے مسلمانون کی نامناسبت اس زمانے مین ضرب المثل ہوگئی ہی- جہانتک کہ مجکو معلوم ہی اکثر اسلامی مدارس مین تو ریاضی کی ایک کتاب بھی نہین پڑھائی جاتی- حساب- ہندسہ- جبر و مقابلہ ہیأت- علم مثلث- مناظر و مرایا- غرضکہ کوئی فرع سلسلۂ درس مین داخل نہین ہی مگر سنا جاتا ہی کہ بعض مدارس مین صرف خلاصۃ الحساب حساب مین تشریح الافلاک اور شرح چغمینی ہیأت مین- اور کہین کہین چند مقالے تحریر اُقلیدس کے ہندسے مین پڑھائے جاتے ہین- جو لوگ مدارس اسلامیہ کو ترقی دینا اور مفید بنانا چاہتے ہین اُنکا فرض ہی کہ جہانتک ممکن ہو سلسلۂ درس مین ریاضی کو جو نہایت ضروری فروع ہین اُنکے مفید کتابین علما کے مشورے سے داخل کرین- اور ہیأت[لہ]

لہ — زبان فارسی مین مفتاح الافلاک اور حدائق النجوم ہیأت فیثاغورسی مین اچھی کتابین ہین اور ہندوستان مین چھپی ہین مگر اب بہت کم یاب ہین ۱۲- ناظم-

جدید کی کتابین جو غالباً مصر مین ضرور لکھی اور چھاپی گئی ہونگی اگر ہم پونہچین تو اُنکو بھی وہانسے طلب کر کے درس مین شامل کرین تاکہ دونون ہیأتون کے مقابلہ کرنیکا موقع ملے اور اُنمین سے جو ہیأت غلط ثابت ہو اُسکو ترک کرین اور جو ہیأت صحیح ہو اُسپر اپنے علم کی بنیاد رکھین۔

ہیأت جدید کو یہ سمجھکر کہ وہ نصوص قرآنی کے خلاف ہی ترک کرنا اور اُس سے دین مین فتنہ پیدا ہونے کا اندیشہ کرنا گویا اس بات کا تسلیم کرلینا ہی کہ دین اسلام اُسکے حملے کی تاب نہین لاسکتا۔ جو لوگ دین اسلام کو دین برحق اور خدا کا بھیجا ہوا دین سمجھتے ہین اُنکا یہ اعتقاد ہونا چاہیے کہ اگر ہیأت جدید سچی ہی تو یقیناً وہ اصول اسلام کے خلاف نہین ہوسکتی اور اگر وہ اصول اسلام کے خلاف ہی تو یقیناً جھوٹی ہی اور ہم ضرور ضرور اُسکی غلطی اور جھوٹ ثابت کرسکین گے لیکن اس بات کے دریافت کرنیکے لیے کہ وہ غلط ہی یا صحیح۔ یا اصول اسلام کے خلاف ہی یا نہین ضرور ہی کہ اول اُسکا علم حاصل کیا جائے حکمت یونانیہ جو صدہا سال سے ہمارے یہان درس مین داخل چلی آتی ہی اُسمین بہت سے مسائل اب تک ایسے موجود ہین جو عقائد اہل اسلام کے خلاف سمجھے جاتے ہین۔ باوجود اسکے اُسکو درس مین داخل رکھا گیا ہی۔ کیونکہ جب وہ مسائل اور اُنکے جوابات جو ہمارے علماے متکلمین نے دیے ہین ساتھ ساتھ پڑھے جاتے ہین تو اُن مسائل کی غلطی طلبا کے خوب ذہن نشین ہوجاتی ہی۔ اسیطرح ہیأت جدید کو بھی درس مین داخل کرنا چاہیے تاکہ اگر وہ فے الواقع اصول اسلام کے خلاف ہو تو ہمارے علما کو اُسکے رد کرنے کا موقع ملے۔

یہ چند باتین جو اوپر لکھی گئی ہین اِنکے لکھنے سے یہ غرض نہین کہ خواہ نخواہ اِنکے موافق عمل درآمد کیا جائے۔ بلکہ یہ غرض ہی کہ اُنکو غور سے سنا جائے اور اگر کوئی بات تسلیم کرنیکے قابل ہو تو اُسکے موافق یا اُسمین کچھ کمی بیشی کرنے کے بعد عمل درآمد کیا جائے۔

تقریر جناب مولوی محمد یونس خانصاحب رئیس دتاولی ضلع علیگڑھ

جناب صدر انجمن و حاضرین جلسہ

اگر آپ لوگ یہ اجازت دین تو مین بھی اِس مبحث یعنی سلسلۂ تعلیم عربی مین کچھ گفتگو کرنا چاہتا ہون۔ میری رائے مین موجودہ سلسلۂ تعلیم بہت کچھ قابل اصلاح ہی۔ عموماً مدارس اور مکاتب عربی مین بشیتر اوقات طلبا کے تحصیل علوم معقولات مین صرف ہوتے ہین۔ خصوصاً ابتدائی تعلیم ایک زمانۂ دراز تک صرف معقولات (منطق وغیرہ) پر منحصر رہتی ہی اور دینیات کا سلسلہ عرصے تک متروک رہتا ہی۔ جب طالب العلم معقولات مین منتہی ہونے کے قریب ہوتا ہی اُسوقت دینیات کیطرف توجہ کیجاتی ہی۔ نتیجہ اسکا یہ ہی کہ جو طالب العلم اپنی خانگی ضروریات کی وجہ سے درمیان مین تعلیم کا سلسلہ چھوڑنے پر مجبور ہوتے ہین (اور یہ لوگ بہ نسبت اُن لوگون کے جو انتہا تک تحصیل علم کرتے ہین بہت زیادہ ہین) بجز اِسکے کہ نام کے مولوی کہلائین اُنکو دینیات مین مطلق استعداد نہین ہوتی۔ صرف قبا و عمامے تک اُنکی مولویت کا دارومدار ہوتا ہی۔ مسائل و نکات شرع شریف سے بالکل بے خبر اور جاہل ہوتے ہین

جہلا جو اُنکی استعداد علمی سے ناواقف ہوتے ہین اُنکے لقب مولویت سے دھوکے
ہین پڑکر اُنکو اپنا رہنما بناتے اور مسائل دین مین اونکی طرف رجوع لاتے ہین۔
نام کے مولوی صاحب جو مسائلہ کہ اونکو معلوم نہو اُسمین کتاب کی طرف رجوع کرنیکی
استعداد نہین رکھتے۔ اور کسی عالم دین سے دریافت کرنا عار سمجھتے ہین۔ مجبورًا
اپنے اجتہاد پر تکیہ کرکے اُلٹا سیدھا کچھ سُنا سُنایا کچھ اختراع کرکے عوام کو مسائلہ
بتاتے اور مصداق ضَلُّوْا فَاَضَلُّوْا بنتے ہین اور چونکہ بوجہ تحصیل و تکمیل علم منطق طبیعت
حضرت کی جولانیون پر ہوتی ہی اگر کوئی شخص سچا مسائلہ بتانیوالا یا معترض پیدا ہو تو
اوسکو خوب آڑے ہاتھون لیتے ہین۔ اور دلائل منطقیہ سے قائل و معقول کرنا
چاہتے ہین۔ جو لوگ کم علم ہین وہ اُنکے دلائل واہیہ کو تسلیم کرنے پر موجود ہوتے
ہین۔ اور اہل علم اُنسے بحث کرنا تضیع اوقات تصور کرکے خاموشی اختیار کرتے
ہین۔ یہ امر جہلا کی نظر مین مولوی صاحب کے مزید اعتقاد کا باعث ہوتا ہی۔ اِسی
طریقے سے بہت سے مسائل غلط اور رواجات خلاف شرع عوام اہل اسلام
مین رائج ہوگئے ہین کہ جنکا دور کرنا علماے راسخین پر دشوار ہی۔ اور ہر ایک
گانوئن اور قصبے مین جداگانہ مسائل عجیبہ لوگون کے اعتقاد مین دخل پائے
ہوئے ہین۔ اِسکا الزام نہ اُن جُہلا پر لگایا جاسکتا ہی اور نہ اُن ملاؤن پر۔ بلکہ اسکا
الزام ہماری موجودہ سلسلۂ تعلیم پر ہی مقصود تحصیل زبان عربی کا جو واقفیت دین ہی
اِس طریقے مین بالکل ہاتھ سے جاتا ہی۔

اہلِ اسلام جو بیچارے آجکل ویسے ہی اپنی روزی کیطرف سے
تنگدست اور واجب الرحم ہین اُنکو یہ فرصت کیونکر بہم پہونچ سکتی ہی کہ ایک زمانہ

دراز تک یعنی اپنی نصف عمر یا نصف سے زائد تک عربی کے علوم حاصل کرنے مین لگے رہین اور دنیا کے تفکرات اور ضروریات اُنکو اسقدر فرصت دین۔ ہمارے دین کی مضبوطی و ترقی ارسطو و افلاطون کفار فلاسفہ کے اقوال کی تحصیل مین عمر عزیز صرف کردینے سے نہین ہوسکتی ہے

بقیاسات عقل یونانی		نرسد کس بذوق ایمانی	

بلکہ اپنے پاک پیغمبرؐ اور اُنکے سچے پیرو ون یعنی اصحاب کبار و تابعین احرار و مجتہدین عظام و محدثین اعلام کے ارشادات و تحقیقات کی تلاش و تجسس سے ہوسکتی ہی اور یہی امر ہمارے واسطے موجب فلاح دنیا و عقبیٰ ہی۔

میرے خیال ناقص مین بعد اسکے کہ طالب العلم صرف و نحو مین استعداد بہم پوہنچائے فوراً سلسلہ دینیات کا اُسکو شروع کرادیا جائے اور معقولات کو دینیات سے مرتبۂ متاخر مین رکھا جائے۔ اِس حالت مین اگر طالب العلم درمیان سلسلہ مین کسی وجہ سے تحصیل علم ترک کردینے پر مجبور ہوگا تاہم تھوڑی بہت استعداد دینی اُسکو حاصل رہے گی شرع سے بالکل بے بہرہ نہ رہے گا اور علماے دین کے گروہ مین جاہل محض شمار ہونے کے قابل نہوگا۔ نہ اُسکو کسی وقت اِس تاسف کا موقع ملے گا کہ بلحاظ واقفیت دینی میری گذشتہ عمر بالکل برباد گئی۔

ای حضرات حاضرین آجکل تعلیم کے متعلق اہل اسلام کا فرقہ دو گروہ پر تقسیم ہوگیا ہی۔ ایک گروہ وہ ہی جو صرف انگریزی زبان اور جدید علوم کی تعلیم کو ضروری تصور کرتا ہی اور علوم عربی کا توغل غیر ضروری سمجھتا ہی۔ دوسرا گروہ وہ کہ

صرف قدیمی طریقے پر علوم عربی کی تحصیل مین اپنی تمام عمر صرف کر دینے کو ضروری سمجھتا ہی اور علوم جدیدہ کی تحصیل کو (جو اہل فرنگ نے اپنی ذہانت عقل سے ایجاد کیے ہین) غیر ضروری تصور کرتا ہی۔ لیکن مجکو افسوس ہی کہ مین دونون گروہ کے خیالات سے پوری طرح متفق نہین ہون۔ گروہ اوّل الذکر سے مخالف ہونے کی وجہ یہ ہی کہ اہل اسلام کا مایۂ ناز اور مدار فخر صرف ہمارا پاک مذہب ہی جسکو تیرہ سو برس سے ہم لوگون نے اپنی جان سے زائد عزیز رکھا ہی کیون نہ عزیز رکھین۔ جبکہ ہمارے خدا کیطرف سے توحید و رسالت کی معرفت اور نجات اُخروی کا سچا طریقہ اُسکے سچے پیغمبر سردار عرب وعجم کے ذریعے سے ہمکو تعلیم کیا گیا ہی۔ اگر مذہب سے قطع نظر کیجائے تو ہم لوگون کے پاس کچھ بھی نہ رہیگا اور ہم لوگ تمام اقوام دنیا کے مقابلے مین پست ترین قوم شمار ہونے کے قابل ہونگے۔ بہ نسبت اِسکے کہ ہمارے ہاتھ مین ہمارا سرمایۂ ناز نہ رہے یہ بہتر ہوگا کہ ہم خود معدوم ہوجائین۔ پس وہ لوگ جو صرف دنیاوی ترقی اور دنیاوی علوم پر مغرور ہوکر دین کی تعلیم سے غفلت پسند کرتے ہین وہ اعلی کو چھوڑکر ادنی کیطرف جھکتے ہین اور اشرفیون کو لٹاکر کوڑیون پر مُہر کرنا چاہتے ہین اور یہ نہین سمجھتے کہ مسلمانون کے واسطے ابتدا سے باعث ترقی کیا چیز ہوئی ہی۔

مین کہتا ہون کہ صرف مذہب ہی کہ جسنے مسلمانون کو وحشی سے شائستہ۔ چوپاؤن سے بادشاہ۔ ذلیل سے عزیز بنا دیا۔ کیا ای مسلمانو یہ امر بہتر ہوگا؟ کہ ہم ایسی پیاری شی سے غفلت اختیار کرین اور اپنی اولاد کو دیندار بنانے کی کوشش نہ کرین اور نہ اُنکو تعلیم دینی دین۔

دوسرا گروہ جو اس امر مین سعی و کوشش کرتا ہی کہ مسلمان دنیاوی اشغال چھوڑکر اپنی تمام عمر کو موجودہ سلسلۂ تعلیم عربی کی تحصیل مین صرف کرین۔ اُس سے میری یہ گزارش ہی کہ یہ آپکی راے میرے حقیر خیال مین درست نہین۔ کیونکہ اگر جملہ مسلمان اپنی ابتداے عمر تحصیل علوم صرف۔ نحو منطق فلسفہ مین خرچ کر دین تو بتایئے کہ بعد تکمیل علوم کونسا ذریعہ معاش کا حاصل کرسکین گے۔ ہمارے دین مین ہمکو یہ حکم نہین دیا گیا ہی کہ سب مسلمان تارک الدنیا ہوکر اپنی ساری اوقات عزیز تحصیل علوم مین صرف کر دین بلکہ یہ حکم دیا گیا ہی کہ ایک گروہ مسلمانون کا علوم دینی حاصل کرے مابقی کو اجازت دی گئی ہی کہ دنیاوی پیشون کو سیکھین اور امور معاش کی تحصیل مین اپنی اوقات صرف کرین۔

آپ حضرات یعنی جو علماے کرام اہل اسلام اس بلدے مین حسن اتفاق سے جمع ہوئے ہین تھوڑی دیر کے واسطے اہل فرنگ کی دنیاوی ترقی کو نظر عبرت سے دیکھنا چاہیے۔ کیسی کیسی ریلین۔ کیسے کیسے تار۔ کیسے کیسے پُل کیسی کیسی گھڑیان کیسی کیسی کلین کیسے کیسے عجیب و غریب صنائع و بدائع کے آلات اُن لوگون نے اپنی ذہانت اور اپنے مخترعہ علوم کی بدولت ایجاد کیے ہین کہ جنکے تصور سے ہم لوگون کے عقول خیرہ ہوتے ہین اور جنکی وجہ سے ہم لوگ اپنے ضروریات زندگی مین اُنکے سخت محتاج اور ناخریدہ غلام بننے پر مجبور رہین۔

کیا ہم لوگون کا یہ فرض نہین ہی کہ وہ علوم اُنسے سیکھین جنکا دروازہ نہایت فیاضی کے ساتھ اہل فرنگ نے ہمارے واسطے بلکہ تمام اقوام دنیا کے واسطے کھول دیا ہی اور اسیطرح اپنی دنیاوی حیثیت کو ترقی دین اور پست حالت کو

تبدیل کرین۔ اور اسلامی شان کی بلندی چاہین۔ اگر ہم ایسے ہوجائین اور بلند حوصلگی و عالی ہمتی کو کام مین لائین تو یقین مانیے کہ ہم جامع دین و دنیا کہلا سکینگے اور فلاح دارین کے مزے لوٹین گے۔ ورنہ اسیطرح ہمیشہ ذلیل اور خوار رہکر دوسرونکے محتاج اور غلام بنے رہین گے۔

گذشتہ زمانے مین جو امر باعث تنزل اہل اسلام ہوا وہ یہی ہی کہ ہم لوگون نے ایک طرف توجہ کی دوسری جانب کچھ خیال نہ کیا۔ یاد رکھو کہ مسلمانون کی ترقی اُسی حالت مین ہوگی جب کہ معاد و معاش دونون قسم کے علوم اپنی اولاد کو سکھائین۔

جبکہ بعض لوگون نے ایک شاخ تعلیم اور بعض نے دوسری شاخ کو اختیار کر لیا تو ضرور ہی کہ ہر دو فریق کے خیالات مین تباین اور اختلاف واقع ہو جیسا کہ اسوقت مین موجود ہی۔ اِس حالت مین ایک ایسے گروہ کی موجودگی کی ضرورت ہوگی جو معقول استعداد ہر دو علوم مین رکھتا ہو اور جامع الکمالین کہلانے کا فخر اُسکو حاصل ہو تاکہ وہ ہر دو فریق کے افراط و تفریط کو چھوڑکر ایک بین بین راستہ اختیار کرے اور فریقین کے جھگڑون مین ثالث بالخیر کا کام دے

اب بہت بڑا اعتراض اُس گروہ کی جانب سے جو دنیاوی تعلیم کا حامی ہی یہ پیش کیا جاتا ہی کہ علوم عربی کی تحصیل مین ایک حصۂ کثیر عمر کا یعنی تیرہ چودہ برس سے کم نہین صرف ہوتا ہی اسیطرح علوم انگریزی کی تحصیل کو بارہ برس سے زائد زمانہ درکار ہی ایسی حالت مین کیونکر ہو سکتا ہی کہ اہل اسلام علوم دنیاوی کی تحصیل کے ہمراہ علوم دینی کیطرف بھی توجہ کر سکین۔ اور کیونکر اشغال

دنیاوی وضروریات زندگی اُنکو اتنی مدت دراز تک سلسلۂ تحصیل علوم کی فرصت دینگے ؟ - اگر کتب درسیۂ عربی مین اختصار کیا جائے اور زیادہ تر توجہ علوم منقولات کیطرف صرف کیجائے تو اِس اعتراض کا جواب بھی آسان ہوتا ہی -

میری راے مین اگر بجاے علوم معقولات قدیمہ کے مسلمان علوم جدیدہ کیطرف توجہ کرین اور علوم دینیہ کو بدستور زبان عربی مین تحصیل کرین تو بہت فائدہ ہم لوگونکو پہونچ سکتا ہی - یہ مقصود نہین کہ قدیمی سلسلۂ معقولات بالکل چھوڑ دیا جائے اور مسلمان اُن علوم مفیدہ کو جنکو اُنکے اَسلاف نہایت محنت اور کد و کاوش کے بعد جمع کرکے ورثے مین چھوڑ گئے تھے بالکل بھلا دین - بلکہ صرف یہ غرض ہی کہ مقصود بالعرض مقصود بالذات پر مقدم نہ کیا جائے اور فرع کے واسطے اصل سے قطع نظر نہ کیجائے جیسا کہ آجکل ہمارے اکثر علمانے اختیار کر رکھا ہی اور اکثر مدارس مین سلسلۂ درس جاری ہی - آیندہ آپ خود اہل الراے ہین -

تقریر مولوی حافظ نیاز احمد صاحب ہیڈ ماسٹر اسکول فتحپور

مدرسے کی تحریر سے جو میرے پاس پونہچی ظاہر ہی کہ علاوہ اِس بحث کے کہ علوم دینیہ وحکمیہ کے اسباب تنزل کیا ہین اور اُنکے زندہ رہنے کی کیا تدبیرین مسلمانون کے اخلاقی اُمور پر بھی بحث ہوگی - میری راے مین اِس سال کے تینون جلسونمین علوم کے اسباب تنزل، پر بحث کرنا چاہیے اور دوسرے مباحث کو آیندہ سال کے جلسون پر ملتوی کرنا چاہیے - یہ ایک ایسا اہم مسالہ ہی کہ شاید اِس سال کے جلسون مین طی نہو - جو کچھ مین نے لکھا ہی اگر اُس سے

اتفاق نہو تو اِس سؤال کے حل کرنے کی یہ صورت بہتر ہوگی کہ سال آیندہ کے واسطے شرکاے جلسہ سے یہ درخواست کیجائے کہ اِسپر مضمون لکھین اور بزرگان دین مین سے جو یہان موجود ہین ایک مجلس پانچ یا سات ممبرون کی منتخب کیجائے اور کل مضامین جو اُس مسألے پر لکھے جائین وہ انکے سپرد ہون اور بعد ملاحظہ وغور کرنے کے یہ فیصلہ کرین کہ کونسا مضمون علوم کے زندہ اور قائم رکھنے پر عمدہ تدبیرین بتاتا ہی۔ اگر مدرسے کے سرمایے مین گنجایش ہو تو عمدہ مضمون کے واسطے کچھ انعام بھی مقرر کیا جائے۔ میری راے مین علوم دینیہ وحکمیہ کے اسباب تنزل اور وجوہ انحطاط یہ ہین۔

پہلی وجہ یہ ہی اکثر اسلامی سلطنتونکا باقی نہ رہنا جسوقت اسلامی سلطنتین ہند سے لیکر اسپین تک پھیلی ہوئی تھین۔ ہزارون عالم اور صدہا حکیم ومہندس موجود تھے جنکے تصانیف ابتک بڑی وقعت کی نظر سے دیکھے جاتے ہین۔ اِنکی تعلیم سے صرف اسلامی قوم ہی نہین بلکہ یورپ کی قومین بھی متمتع ہوئین۔ اُس قرضے کا بار ابتک اہل یورپ کی گردن پر ہی اور وہ اُسکے ادا کرنے کے لیے آمادہ ہین۔ کہتے ہین کہ مارٹن لوتھر جو پروٹسٹنٹ فرقے کا تھا اُسنے مسلمانون کے یہان اندلس کے مدارس مین تعلیم پائی اور اِس تعلیم کا یہ اثر ہوا کہ رومن کیتھولک کی باطل پرستی اور بت پرستی سے اُسکو نفرت ہوئی اور اُسی نے عیسوی مذہب کی اصلاح کی۔ جبر ومقابلہ اور علم مثلث اور دوسرے علوم مثل علم المعادن کیمیا وغیرہ جنکی ترقی پر آج یورپ کو فخر ہی اُسکی موجد قوم عرب تھی مسلمانون کی اعلی درجے کی ترقی خلفاے عباسیہ اور خلفاے بنی فاطمہ کے زمانے مین ہوئی

جو بغداد - اندلس - مصر مین حکمران تھے اور علوم کی ترقی کا ستارہ منصور اور عبد الرحمن ثانی کے عہد حکومت مین سمت الراس پر پونہچا - کہتے ہین کہ بغداد - قرطبہ - القاہرہ کے کتب خانون مین اٹھارہ لاکھ کتابونسے کم نہ تھین اور علما کی عزت کی یہ کیفیت تھی کہ سلاطین اور امرا تعظیم کرتے تھے قطب الدین شیرازی جو اپنے زمانے مین علم کی بیقدری کی شکایت کرتے ہین اُنکی تعظیم کے واسطے تیمور باوجود لنگڑا ہونے کے ایک پانوٗنسے کھڑا ہوجاتا تھا اور ابو نصر فارابی کو شرف الدولہ کُردی اپنے پاس بٹھاتا تھا -

علوم حکمیہ کے تنزل کا اسقدر افسوس نہین ہی جسقدر علوم دینیہ کے انحطاط کا تاسف ہی کیونکہ اِن علوم کا جاننا موافق حدیث شریف طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَّ مُسْلِمَۃٍ کے ہر مسلمان مرد اور عورت پر واجب ہی برخلاف دوسرے مذہبونکے کہ اُنمین دینی تعلیم کے واسطے ایک خاص فرقہ ہوتا ہی دوسرے لوگون کو دینی اصول کا جاننا ضروری نہین مثلاً عیسوی مذہب مین دینی تعلیم پادریونکے سپرد ہی اور ہنود کے یہان یہ کام برہمنونکا ہی - بجز اُنکے دوسرے کو وید اور شاستر کا سیکھنا سکھانا ممنوع ہی

دوسری وجہ یہ ہی کہ جسقدر علوم پڑھائے جاتے ہین اُنمین سے کوئی علم فی زمانناً معاش کا ذریعہ نہین ہو سکتا ہی - اسلامی سلطنتون کے زمانے مین علوم دینیہ بھی معاش کا ذریعہ تھے - یعنی طلبا بعد فراغ حاصل کرنے کے خطیب - قاضی مفتی - اور دوسرے جلیل القدر عہدون پر ممتاز ہوتے تھے - اب فراغ حاصل کرنے کے بعد کیا کھائین اور کیا کرین بغیر معاش کے چارہ نہین یہی وجہ ہی کہ اکثر لوگون نے بعد علوم دینیہ کی تحصیل کے وعظ گوئی کا پیشہ اختیار کرلیا ہی - اور

دہلی سے کلکتے تک شہر بشہر وعظ کہتے پھرتے ہین یہ بھی ایک قسم کی گدائی ہی۔ بلکہ بعض صورتون مین اِس سے بھی بدتر کھانے کمانے کا طریقہ نکالا ہی یا امرا کی مصاحبت سے اوقات بسری کرتے ہین اگر علوم دینیہ کی تحصیل کے ساتھ ریاضی کے چند ابتدائی فن مثل حساب و ہندسہ و پیمایش کے پڑھائے جاتے تو بھی یہ کیفیت نہ ہوتی اور یہ لوگ بآسانی تمام مدارس سرکاری مین عہدے پا سکتے۔ حساب بھی ایک ایسا فن ہی کہ طبیب کو نسخے کا مزاج نکالنے مین۔ تُجّار کو اپنے روزمرہ کے کاروبار مین ۔ عالم کو علم فرائض مین نہایت ہی ضرور ہی۔ مگر افسوس ہی کہ مسلمانون کے یہان اِسکو ابتدائی تعلیم سے بالکل خارج کر دیا۔

تیسری وجہ یہ ہی کہ طریقہ تعلیم کا ناقص ہی۔ اِسی سبب سے زمانہ سابق کے مانند فقیہ یا ادیب نہین ہوتے سلسلۂ نظامیہ کے موافق ہر فن کی دو تین کتابین پڑھا دی جاتی ہین نتیجہ یہ ہوتا ہی کہ کسی علم مین تبحر نہین ہوتا۔ عربی زبان مین ادب اور انشا پردازی کی تعلیم تو بالکل نہین ہوتی طلبا فارغ التحصیل ہو جاتے ہین اور اُنکے سر پر مولویت کا عمامہ بھی رکھدیا جاتا ہی مگر وہ عربی نہین لکھ سکتے نہ بول سکتے۔ چند انتہا کی کتابین مثل متنبی ۔ حماسہ شروح کے ذریعے سے مثل طوطے کے پڑھا دیجاتی ہین۔ طلبا کو لغت عربی سے مناسبت نہین ہوتی ۔ مطلب نگاری کا ملکہ کسی زبان مین نہین ہوتا۔ ایام طالب العلمی کے کل زمانے مین ایک جزو لکھنے کی نوبت نہین پہونچتی امتحان زبانی ہوتا ہی۔ اگر ابتدا مین سہل کتابین مثل الف لیلہ۔ نفحۃ الیمن۔ اخوان الصفا۔ تاریخ الخلفا وغیرہ پڑھائی جائین اور آخر مین تاریخ تیموری یمینی۔ مقامات حریری متنبی۔ حماسہ

وغیرہ کی تعلیم دیجائے تو ادب کی استعداد حاصل ہو ادب کی تکمیل سے حدیث۔ تفسیر۔ فقہ کے حاصل کرنے مین سہولت ہوتی اور صرف و نحو معانی و بیان کے قواعد و مسائل بخوبی ذہن نشین ہو جاتے۔ ریاضی کی ابتدائی کتابین درس سے خارج کردی گئین۔ مگر شرح چغمینی علم ہیأت مین جو آخری فن ریاضی کا ہی پڑھائی جاتی ہی حالانکہ طلبا نے کرہ ساوی کبھی نہین دیکھا اور نہ یہ جانتے ہین کہ دائرۂ صغریٰ و کبریٰ اور مستوی اور معکوس کسکو کہتے ہین۔ علاوہ برین عمدہ کتابون کے ہوتے ہوئے بعض فن مین ناقص کتابین جو ایک دفعہ داخل ہوگئین ابتک جاری ہین مختلف علوم کے پڑھانے کی ترتیب اچھی نہین۔ جو اول مین پڑھانا چاہیے تھا وہ بعد کو پڑھایا جاتا ہی۔

چوتھی وجہ یہ ہی کہ طلبا کو وظیفے نہین دیے جاتے اگر ہونہار طلبا کو وظیفے دیے جائین تو وہ بڑی سرگرمی سے علوم کے حاصل کرنے مین کوشش کرین اور نتیجہ پیدا ہو۔ اب وہ بڑی افسردگی سے پڑھتے ہین۔ دل و دماغ مین قوت نہین ہوتی۔ علالت کے زمانے مین کوئی تیمارداری کرنے والا موجود نہین ہوتا۔ دوا کے لیے دام نہین ہوتے۔ خراب و خستہ مکانون اور تاریک حجرون مین رہتے ہین اور چراغون کی کثیف روشنی سے پڑھتے ہین

پانچوین وجہ کاہلی جسکے سبب سے دولتمند مسلمانون کے لڑکے علوم کے حاصل کرنے کی کوشش نہین کرتے۔ رات دن لہو لعب و عیاشی مین مبتلا رہتے ہین اور متوسط الحال لوگون کے لڑکے سرکاری مدارس مین معاش کے علوم کے اکتساب مین مصروف ہین۔

چھٹی وجہ۔ الحاد کا پھیلنا جسکی وجہ سے لوگ دینی اُمور سے بے پروائی کرتے ہین اور علوم دینیہ کے حاصل کرنیکو ضروری نہین سمجھتے۔ یہی لوگ علما کو اُنکی شکستہ حالی کیوجہ سے مسجد کا مُلّا اور قل آعوذ یا وغیرہ بالفاظ تحقیر کہتے ہین۔ مگر خدا کا شکر ہی کہ ہندستان کے مختلف حصون مین مدارس اسلامیہ کے قائم ہونے سے اب الحاد کی روک ہوگئی۔ قوم کو ان دینداروں کا تہ دل سے شکریہ ادا کرنا چاہیے جو اپنا وقت اور مال صرف کرکے اِن مدارس کی ترقی اور بہبودی مین ہمہ تن مصروف ہین۔

اب میرے نزدیک اِن خرابیون کا یہ علاج ہی کہ ایک عالیشان مدرسہ قائم کیا جائے۔ اور اُسمین یہ علوم (۱) فقہ (۲) حدیث (۳) تفسیر (۴) ادب (۵) ریاضی کی اعلیٰ درجے کی تعلیم دیجائے اور خاص خاص فن کے جاننے والے معقول مشاہرون پر مقرر کیے جائین اور وہ اُس خاص فن کی تعلیم دین جسمین اُنکو ملکہ حاصل ہی اور یدطولیٰ رکھتے ہین اور یہ مدرسہ ادب۔ فقہ۔ ریاضی کے اعتبار سے دہلی کالج کا نمونہ ہو جو ۱۸۵۶ء تک رہا اور جسکے مدرس اول مولوی مملوک علی صاحب مرحوم تھے۔ اِس مدرسے کے متعلق ایک کتب خانہ قائم کیا جائے جسمین کل علوم و فنون کی کتابین عربی زبان مین بتدریج جمع کیجائین۔ اور طلبا کو دوران طالب العلمی مین اور بعد فراغ حاصل کرنے کے مختلف کتابون کے پڑھنے کی ترغیب دیجائے۔ کتب درسیہ کے صرف پڑھنے سے کوئی شخص عالم نہین ہوسکتا اور سلسلۂ تصنیف کے زندہ کرنیکے لیے ہر سال کیواسطے انعام مقرر کیے جائین۔ اِس مدرسے مین قدیم طبیعات کی جگہ جو اب تقویم پارینہ ہوگئے علم الماء۔ علم المناظر۔ علم المقناطیس علم الصوت وغیرہ اُردو ترجمون کے ذریعے سے پڑھائے جائین اور طلبا کو حال کی

تحقیقون اور ایجادونسے مطلع کیا جائے تاکہ اُنکو علم ہو کہ معلومات عقلیہ کی تعداد اب کسقدر زیادہ ہوگئی ہی۔ لیکن جوکچھ ابتک مین نے لکھا ہی یہ ایک مجذوب کی بڑ اور بے تکی ہانک ہی تا وقتیکہ یہ نہ تبلایا جائے کہ عالیشان مدرسے کے واسطے روپیہ کہانسے بہم پونہچایا جائے جس سے معقول مشاہرون پر علما تعلیم کے واسطے مقرر کیے جائین اور طلبا کو وظیفے دیے جائین۔ مدرسہ و نیز طلبا کی سکونت کے واسطے مکانات اور باغات تعمیر کیے جائین۔ پس اس کام کے واسطے حصول زر کی یہ تدبیرین ہین۔

اوّل گورنمنٹ سے یہ درخواست کیجائے کہ ممالک مغربی وشمالی و اودھ کے اوقاف کی آمدنی پر مسلمانون کو اختیار دیا جائے کہ وہ اُسکو تعلیم کے صرف مین لائین اور اوقاف کی نگرانی کے واسطے ایک کمیٹی بزرگان دین کی قائم کیجائے اور یہ ملحوظ رہے کہ اس قسم کے کام بغیر دستگیری حاکم وقت کے انجام نہین پا سکتے۔

دوم۔ گورنمنٹ سے علوم دنیاوی مثل ادب۔ ریاضی۔ حکمت وغیرہ کی تعلیم کے مصارف کا نصف صرفہ حسب قانون (گرانیٹ اِن ایڈ) طلب کیا جائے یہ لوگون کی خام خیالی ہی جو کہتے ہین کہ گورنمنٹ انگریزی زبان کی اشاعت کی غرض سے مسلمانون کے دینی علوم کو نیست و نابود کرنا چاہتی ہی۔ بلکہ برعکس اسکے آثار قدیمہ اور علوم قدیمہ کے باقی رکھنے مین کوشش کرتی ہی۔ چنانچہ اس غرض سے بیس سال کا عرصہ ہوا کہ آٹھ مدرسے خاص مسلمانون کی تعلیم کے واسطے قائم ہوئے تھے اور اُنمین ادب و ریاضی و معقول پڑھائے جاتے تھے مگر افسوس کہ مسلمانون نے توجہ نہ کی۔ کمی حاضری کی وجہ سے وہ آٹھون مدرسے موقوف ہوگئے۔ منجملہ اُنکے دو مدرسون سے میرا تعلق رہا۔ برائے چندے اوسط حاضری کا اچھا انتظام رہا

تھوڑے دنون مین کل طالبا انگریزی مدرسون مین داخل ہو گئے۔

سوم جو مسلمان اِن صوبون مین لاوارث مرین اُنکی کل جایداد منقولہ وغیر منقولہ مسلمانونکی تعلیم کے واسطے حاصل کیجائے۔

چہارم۔ ہندوستانی اسلامی ریاستونسے امداد حاصل کیجائے۔

پنجم۔ اِن صوبونسے چندہ فراہم کیا جائے۔

ششم۔ ہمارے علماے کرام سعی فرمائین کہ مصارف رسوم شادی وغمی مسلمانونسے یک قلم دور ہون اور وہی روپیہ اِسطرف صرف ہو۔

خط

مولوی حاجی ریاض الدین احمد صاحب اتالیق نواب محمد نصر اللہ خانصاحب

خلف نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ ولیعہدہٗ

ریاست بھوپال

مخدوم مکرم مولانا مولوی محمد علی صاحب دام ظلہ

سلام مسنون الاسلام کے بعد عرض ہی

مین نے متعدد اخبارات مین حال انعقاد جلسۂ ندوۃ العلما کا دیکھا سخت افسوس ہی کہ مین ایسے موقع پر حاضر نہین ہو سکتا ہون واقعی یہ جلسہ اپنی قسم کا پہلا جلسہ ہی۔ خدا کرے اِسکو روز افزون ترقی ہو۔ چونکہ ہر مسلمان کا فرض ہی کہ ایسے موقع پر اپنے خیالات کو ظاہر کرے پس مین بھی بحیثیت ایک مسلمان کے ذیل کی تحریک

پیش کرتا ہون۔ اُمید ہی کہ جناب اُسکو پسند فرما کر جلسے مین پیش کرینگے۔ وہ یہ ہی۔

اسلام نے شروع مین جب اکناف عالم مین پھیلنا شروع کیا تو اپنے ساتھ زبان عربی کو بھی پھیلاتا گیا۔ اور چونکہ اسلامی دنیا مین اُمرا۔ علما عربی زبان کے بخوبی جاننے والے تھے اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِھِمْ کی وجہ سے عربی زبان کے سیکھنے کیطرف ہر ایک نے رغبت کی۔ مگر افسوس ہی کہ مسلمانون کی ملکی ترقی بسبب نااتفاقی اور عیش پرستی کے رُک گئی اور غیر قومون نے عروج حاصل کرنا شروع کیا ہندوستان مین جہان بفضلہ تعالی چھ کرور کے قریب مسلمان ہین مشکل سے فیصدی ۱/۲ پورے طور پر عربی مین تعلیم یافتہ ہون۔ انگریزی کے رواج نے دنیوی ضرورتونکی وجہ سے ہر خاندان مین انگریزی تعلیم کیطرف مسلمانون کو راغب کر دیا۔ وہ مسلمان جو انگریزی کو بُرا سمجھتے ہین۔ اپنی اولاد کو انگریزی تعلیم دلاتے ہین اور والدین اپنی اولاد کی تعلیم ایسی بے پروائی سے کرتے ہین کہ اُنکو یہ خیال نہین گزرتا کہ ہماری اولاد انگریزی پڑھکر آیا مسلمان رہ سکتی ہی یا نہین۔ اسوقت کالجون اور اسکولون مین و نیز پادریونکے مدارس مین جہان دنیوی تعلیم کے ساتھ انجیل وغیرہ کی بھی تعلیم ہوتی ہی سیکڑون شریف خاندان کے مسلمان بچے انگریزی پڑھ رہے ہین۔ سوائے معدودے چند کے تمام اپنے مذہب سے بیخبر ہین۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوۃ۔ اور دیگر مسائل ضروری کے ارکان سے بالکل ناواقف رہتے ہین۔ ایسے مسلمان طلبا جب بی۔ اے تک انگریزی پڑھتے ہین تو صرف نام کے مسلمان رہجاتے ہین۔ یہ ایک ایسی بلا ہی جو نہایت ترقی کے ساتھ پھیل رہی ہی ابھی وقت ہی کہ اسکی پوری روک کیجائے۔ علماے اسلام کو جب کبھی ایسے مسلمانونسے سابقہ پڑتا ہی۔ نیچریہ کہکر الگ ہو جاتے ہین مگر نیچریہ

کہنے سے وہ اپنے فرض منصبی سے علیحدہ اور سبکدوش نہین ہوسکتے۔

میرا خیال ہی اور مین اسکو نہایت مؤدبانہ پیش کرتا ہون کہ اس واسطے باکیوا اور کوئی علاج ظاہرا معلوم نہین ہوتا سوائے اسکے کہ ایک گروہ ایسے علما کا بنایا جائے جو اس الحاد اور زندقے کو جدید علم کلام سے ہٹا دین۔

(۲) دوسرا امر ضروری یہ ہی کہ اب ہندوستان مین اور نیز غیر ملکون مین اسلام کے پھیلانے کے واسطے یہ ضروری امر ہی کہ اسلامی واعظ نہ صرف عربی مین تفسیر حدیث فقہ وغیرہ سے بخوبی واقف ہون بلکہ انجیل۔ توریت۔ زبور۔ وید۔ شاستر سے بھی بخوبی واقفیت پیدا کرین اور انگریزی مین اسقدر مہارت حاصل کرین کہ انگریزی مین گفتگو کرلین۔ اسکے واسطے کسی بڑے سرمایے کی ضرورت نہین ہی۔ اسلامی مدارس عربی مین ایک درجہ اس قسم کا بھی قائم کیا جائے کہ فارغ التحصیل طلبا کو دو برس تک ایسی تعلیم دیجائے اور اس دو برس کے واسطے اُنکو معقول وظیفہ ماہواری دیا جائے اور جلسہ ندوۃ العلما کی طرف سے بعد امتحان کے سند واجازت تحریری واعظ ہونے کی دیجائے اسوقت انگلستان۔ یورپ۔ افریقہ۔ امریکہ مین ایسے علما کی ضرورت ہی جو انگریزی مین وعظ کہ سکین۔ امریکہ سے برابر ایسی آوازین آرہی ہین کہ ہزارون بلکہ لاکھون عیسائی مذہب عیسوی سے بیزار ہین اور اسلام کی طرف نہایت رغبت سے دیکھ رہے ہین مگر کوئی مسلمان عالم ایسا نہین ہی کہ وہان جائے اور اسلامی احکام کی خوبیان بیان کرے اگر ندوۃ العلما مین ایسے مدارس علم الٰہی کے قائم کرنے کی تجویز منظور ہوجائے تو بہت جگہ کافی سرمایہ جمع ہوجائے گا۔ اسکے ذریعے سے لئیق واعظ ہندوستان کے مختلف اضلاع مین جہان اُردو کا اچھی طرح رواج نہین ہی بذریعہ انگریزی کے اشاعت اسلام

کر سکتے ہین اور انکو دین کا سیدھا راستہ بخوبی بتا سکتے ہین۔

میرے روبرو شروع ماہ اپریل ۱۸۹۴ء مین ایک بڑا جلسہ بریلی مین بصدارت کمشنر صاحب احاطۂ روہیلکھنڈ احاطۂ مشن مین منعقد ہوا تاکہ عیسائیون کے مدرسۂ علم الٰہی کو کھولا جائے۔ یہ وہ مدرسہ ہی جہانسے ہر سال دیسی عیسائی مذہبی تعلیم پاکر بازارون اور گانؤن اور قصبون مین منادی کرتے پھرتے ہین۔ علماے اسلام کو اس امر کے معلوم ہونے سے سخت افسوس ہوگا کہ صرف گذشتہ سال ممالک مغربی و شمالی و اودھ مین ان پادریون کی کوشش سے اٹھارہ ہزار دیسیونکو جنمین بچے بھی شامل ہین عیسائی بنایا گیا (دیکھو تقریر مول صاحب کمشنر بروقت افتتاح جلسۂ مطبوعۂ اخبار پانیر ۱۷۔ اپریل ۱۸۹۴ء ضمیمہ نمبر ۵ کالم ۳) اور کل تعداد دیسی عیسائیونکی جو میتھو وسٹ مشن کے ذریعے سے عیسائی بنائے گئے۔ اسوقت ستر ہزار ہی۔ جب ایک صوبے کا یہ حال ہی تو دیگر صوبونکا کیا حال ہوگا۔ انکے علاوہ ہندوونکے فرقۂ آریہ سماج نے بھی واعظون کا مقرر کرنا شروع کیا ہی۔ ایسی حالت مین ضرور ہی کہ مسلمان بھی بہت جلد ایسا بندوبست کرین کہ لئیق گروہ واعظون کا ہندوستان مین پھیلے تاکہ جو لوگ پہلے سے مسلمان ہین اُنمین اسلامی احکام کی تعلیم پھیلائین اور ہنود اور دیگر اقوام کو اسلام کیطرف رغبت دلائین اور لیاقت کے ساتھ اُن کتب کا جواب لکھین جو عیسائیون اور آریہ نے مذہب اسلام کے رد مین لکھا ہی۔ اور حال کے عقلی فلسفے سے الزام دیا ہی۔

(۳) ندوة العلما کے ذریعے سے اُن گروہ واعظین کی معاش کا بھی بندوبست ہو تاکہ وہ دنیوی افکار سے نجات پاکر محض اسی کام کے ہو رہین۔ مین نے اکثر واعظین رد نصاریٰ کو دیکھا کہ اوّل تو اُنکو دینی تعلیم بہت کم حاصل تھی اور نیز غیر مذہب کے دینی

کتب سے چندان واقفیت نہ تھی اِسکے علاوہ وہ پریشان حال بھی تھے۔ گھنٹہ یا دو گھنٹے اُنھون نے وعظ کہا اُسکے بعد کوئی تعویذ یا گنج العرش نکالا اور اُسکی حد سے زائد تعریفین کرنے لگے تاکہ لوگ اُسکو خریدین اور اسطرح سے اُنکی معاش کا ذریعہ ہوا۔ میرے دل پر ایسی حالت کو دیکھکر سخت افسوس ہوتا تھا اور دعا کرتا تھا کہ اِس بارے مین کوئی بندوبست ہو۔ خدا نے یہ آرزو پوری کی۔

خداوند تعالیٰ اُن لوگون کو اجر عظیم دے جو اپنے وقت اور روپے سے اِس کام مین مدد دے رہے ہین۔ اخیر مین التماس ہی کہ میری یہ تحریک اِس غرض سے نہین ہی کہ ابھی یہ کام شروع کر دیا جائے بلکہ اسپر غور ہوا ور جب ارا کین ندوۃ العلما مناسب سمجھین اُسکو عملی طور پر اور اصلاح دیگر شروع کرین۔ ابھی خوف ہی کہ مسلمان (کون مسلمان تعلیم یافتہ مسلمان) ندوۃ العلما کے خلاف ہو جائین اور اِس جلسے کی نسبت کہین کفر کا فتوی نہ جاری کردین ابھی اِس جلسے کے قیام اور سرسبزی مین ایک مدت چاہیے۔ سکریٹری اور اہل شوریٰ ایسے ہون جو نیک نیتی سے اور خالصاً لوجہ اللہ کام کرین۔ اور کسی کے بیجا طعن و تشنیع سے آزردہ خاطر نہون۔ مجکو خوف ہی کہ بہت سے مولوی صاحبان جنکا کام مسلمانون مین تفرقہ ڈالنا ہی اور اِسکے ذریعے سے آمدنی پیدا کرنا۔ اِس ندوۃ العلما کے قیام سے ناخوش ہونگے اور خیال کرینگے کہ اِس جلسے کی ترقی کے ساتھ اُنکی کارروائی مین سُستی آئیگی اور اُنکے کفر کے فتوے اور قوم کو گمراہ کرنے کے مشورے بے اثر ہو جائینگے۔ پادری بھی ضرور مسلمانون مین بغض کو اُبھارینگے کہ وہ مخالفت کرین کیونکہ پادریون کے زہریلے اثر کو دور کرنے کے واسطے ایسا کوئی بندوبست اسوقت تک مسلمانون نے نہین کیا۔

بعض دنیا دار مسلمان جنھون نے اپنا اصول زندگی دنیوی حکام کی خوشامد کرنا

اور اپنے دینی امور سے سخت بے پروائی کرنا (صرف اس غلط خیال سے کہ حکام ناراض نہو جائین) بنا رکھا ہی غالباً اسکی امداد نہ کرین مگر اُنکی سُستی اور بیہلوتہی کچھ نقصان نہین کرسکتی - کیونکہ خدا کے فضل سے مسلمانان ہندوستان ایسی گورنمنٹ کے تابع ہین جسنے اپنی حکمت عملی کا اصول یہ رکھا ہی کہ کسی کے مذہبی اُمور مین دست اندازی نکی جائے اور جسطرح امریکا اور یورپ کے پادریونکو حقوق اپنے مذہب کی اشاعت کے واسطے ثابت ہین اُسیطرح سے مسلمانونکو اپنے مذہب کی اشاعت کیواسطے حاصل ہین -

اُمید کہ آپ اس خط کو جلسے مین سناوینگے - اخیر مین مین اسقدر اور لکھنا چاہتا ہون کہ میرا تعلق اس ندوۃ العلما سے صرف اس تحریر کے بھیجنے سے ختم نہین ہوگیا بلکہ مین ہر وقت انشاءاللہ تعالی اس جلسے کے سچے خادمون مین سے رہونگا اور جو کام میرے لائق ہوگا اوسکو دل سے انجام دونگا - والسلام

رای مولانا مفتی محمد عبداللہ صاحب ٹونکی پروفیسر عربی اورینٹل کالج لاہور

نصاب تعلیم کے متعلق صرف اسقدر عرض کرسکتا ہون کہ موجودہ نصاب تعلیم مین علم ادب - علم فقہ علم اخلاق علم تاریخ جو مذہب سے متعلق ہو زائد کردینا چاہیے اور عملی طور پر طرز تعلیم ایسا ہونا چاہیے جس سے طلبا کے ذہن مین استقامت اور راست روی پیدا ہو - بجاے اسکے کہ نصاب تعلیم مین ترمیم طرز تعلیم بہت کچھ اصلاح کا محتاج ہی تمام عمر منطق پڑھنے پڑھانے مین گذر جاتی ہی لیکن اپنے دعوے باقاعدہ دلیلون مین قادر نہین ہوتے عربی عبارت لکھنا تو گویا مولویونکا کام ہی نہین ہی مسئلہ بتانے اور وعظ کہنے کو تو مولوی لوگ عیب جانتے ہین اگرچہ اندرونی اصلاح بیرونی حملات کی مدافعت پر مقدم ہی لیکن تاہم ایک ایسی کتاب کی ضرورت کو بھی مین تسلیم کرتا ہون جسکے ذریعے سے بیرونی حملات کی مدافعت ہوسکے - اسکے بعد مولوی صاحب نے نصاب تعلیم بھی بھیجا ہی جسمین کتب وجہ کا تبدل تغیر اور اضافہ کیا ہی

تحریر جناب مولوی محمد عبد العلی صاحب آسی مدراسی ثم اللکنوی

اَللّٰهُمَّ اَخرِجنا مِن ظُلُمَاتِ الوَهمِ وَاَكرِمنا بِنُورِ الفَهمِ وَافتَح عَلَينا اَبوَابَ فَضلِكَ وَيَسِّر عَلَينا خَزَائِنَ عِلمِكَ سُبحَانَكَ لَاعِلمَ لَنا اِلّا مَا عَلَّمتَنا اِنَّكَ اَنتَ العَلِيمُ الحَكِيمُ

علم کی دستار ہی حمدِ خدا
علم کا شملہ ہی نعتِ مصطفا

علم ہی سرچشمۂ فیضِ قدیم
علم ہی خضرِ صراطِ مستقیم

علم ہی مرقاتِ بامِ لامکان
علم ہی مرآتِ جانِ عارفان

علم ہی مفتاحِ بابِ کشف
علم ہی مصباحِ مشکوۃِ شرف

علم ہی تاجِ سرِ اہلِ ادب
علم ہی ماہِ عجم مہرِ عرب

علم ہی آبِ حیاتِ جان و دل
علم ہی راہِ نجاتِ آب و گل

علم ہی حلّالِ عقدِ سرِّ حق
علم ہی کشّافِ رازِ نُہ طبق

علم ہی پرہیز و تقوی کا لباس
علم ہی ایمان کی محکم اساس

علم ہی باغ و بہارِ بے خزان
علم ہی نقش و نگارِ جاودان

علم سے ہی صفحۂ دل منجلی
علم ہی آئینۂ روشن دلی

علم سے ایمان کی تہذیب ہی
علم سے انسان کی تادیب ہی

علم سے ہی حق و باطل مین تمیز
علم سے ہی آدمی ہر دل عزیز

علم سے ادراکِ کلّیات ہی
علم سے احساسِ جزئیات ہی

علم سے عالِم کا عالَم مین ہی نام
علم سے ہی دین و دنیا کا نظام

علم سے منقول بھی معقول ہی علم سے معقول بھی منقول ہی
علم سے ہی نقل کا عقلی بیان علم سے ہی عقل کا نقلی نشان
علم سے پاتا ہی عزت آدمی علم کی دولت سے مفلس ہی غنی
علم خندان گل ہی اور خوشبو عمل علم کا کوئی نہین نعم البدل
علم ہی سے عالمون کا ہی وقار علم ہی سے دین کا ہی اعتبار
علم ہی ہی مایۂ اہل کمال علم ہی ہی گنج مال لازوال
علم کیا ہی دین و دنیا کی فلاح علم کیا ہی زہد و تقوی کی صلاح
علم کیا ہی راہ حق پر دال ہی علم کیا ہی ہادیِ ہر ضال ہی
علم کیا نورٌ کشمسٍ فی الضحیٰ علم کیا ضوءٌ کبدرٍ فی الدجیٰ
علم کیا قد جاء ممن لم یزل علم کیا لولاہ لاختل العمل
علم ہی سے دردِ دل کا ذکر ہی علم ہی سے دل مین قومی فکر ہی
علم ہی بس خیر خواہِ قوم ہی علم سے بڑھکر نہین ہی کوئی شی
علم سے ہی حسنِ تعلیم علوم علم سے ہی لطفِ تفہیم فہوم
علم ہی قسطاسِ اصلاحِ نصاب علم ہی نبراسِ ایضاحِ صواب
علم سے ہی ندوۂ ارباب فن علم سے ہی نادیِ اہلِ سخن
علم سے عالم مین ہی سب دھوم دھام علم سے جاری ہی بحرِ فیضِ عام

پہلے حقیقت علم کو جاننا چاہیے کہ کیا چیز ہی بعد اُسکے طریقۂ تعلیم مین اس زمانے کی موجودہ حالت کے موافق بحث کیجائے اور رای دیجائے کہ آیا قدیم نصاب اسکا جسپر ہندوستان کے اکثر مدارس مین عمل درآمد ہو رہا ہی کہانتک مفید اصلاح اور مناسب ترمیم کی گنجایش رکھتا ہی

یا بالکل اِس سے ابا کرتا ہی۔ پس علم مطلق ادراک کو کہتے ہین عام ہی اِس سے کہ تصور ہو یا تصدیق یقینی ہو یا غیر یقینی ۔ جازم ہو یا غیر جازم ۔ مطابق ہو یا غیر مطابق ۔ ثابت ہو یا غیر ثابت ۔ حصولی ہو یا غیر حصولی ۔ تحقیقی ہو یا تقلیدی ۔ کیفی ہو یا انفعالی ۔ تفصیلی ہو یا اجمالی ۔ مجازی ہو یا حقیقی ۔ کلی ہو یا جزئی ۔ مشترک لفظی ہو یا معنوی ۔ نظری ہو یا عملی اور بعض محققین ادراک مسائل نفس مسائل ۔ ملکۂ حاصلہ ۔ ملکۂ صناعہ ۔ نفسِ بصیرت ۔ کُنہِ ماہیت ۔ یقین ۔ اعتقاد ۔ انتقاشِ صورت ۔ کیفیتِ نفسانیہ ۔ ماہیتِ معلومہ ۔ درکِ حقیقت متمثلہ ۔ ظنِّ صادق ۔ صورتِ حاصلہ معرفت معلوم ۔ موجود ذہنی ۔ معلومِ اعتباری علم کو کہتے ہین ۔ اور احساس ۔ تخیل ۔ توہم ۔ تعقل کو ادراک کے انواع قرار دیتے ہین اور علم و معلوم کو متحد بالذات اور مختلف بالاعتبار بتاتے ہین اور بداہتہً و اتفاقاً ظاہر ہی کہ حصولِ صورتِ ذہنیہ کے پہلے علم حاصل نہین ہو سکتا بلکہ علم بالشی وجودِ شیٔ ذہنی کو مستلزم ہی ۔ یا عالِم اور معلوم کے درمیان ایک ذہنی علاقہ ہی ۔ پس اول فلاسفہ اور بعض متکلمین کا مذہب ہی اور ثانی جمہور اہل کلام کا مذہب ہی ۔ پہلے قول پر یہ امر بلانزاع ثابت ہی کہ جب کوئی شیٔ معلوم ہوتی ہی تو تین امر اوسکے ساتھ متحقق ہوتے ہین ایک صورتِ حاصلہ ذہن مین ۔ دوسرے قبول کرنا اُس صورت کا نفس کو ۔ تیسرے نسبت مخصوصہ عالِم و معلوم مین ۔ پس اسمین تین مذہب ہین ۔ بعضے صورتِ حاصلہ کو علم کہتے ہین ۔ اس صورت مین علم مقولۂ کیف سے ہوگا ۔ بعضے قبول نفس کو اِس تقدیر پر مقولۂ انفعال سے ہوگا ۔ بعضے نسبت مخصوصہ کو اِس حالت مین مقولۂ اضافت سے ہوگا اور اصح مذہب اول ہی ۔ رہا معلوم سو وہ مقولۂ جوہر سے ہی لیکن

ہر کسے گفت چنانست و چنونست و چنین	اینہمہ وہم و گمانست و نہ آنست و نہ این
لیک معلوم حق و معرفتش علم الٰہی ست	حق ہمین ست و ہمین ست ہمین ست و ہمین

پس اصل علوم مین معرفت حق کا نام علم ہی اور یہی علمِ حق ہی کہ جسکے عمل سے معلوم حقیقی تک پہونچے

اور پھر وہانسے معمول لۃ تک عروج کرے کہ مقصود اُس سے تقرب الی اللہ اور حضور حظیرۃ القدس
ہی۔ بس یہی معرفت حق کمال نفس ناطقۂ انسانی کی غایت الغایات ورأس انواع السعادات
و نہایت النہایات ہی اسی کو علم الیقین بھی کہتے ہین وَهُوَ الْاِعْتِصَامُ بِالْعُرْوَةِ
الْوُثْقٰى وَالْوُصُوْلُ اِلَى السَّعَادَةِ الْعُظْمٰى اَلَّتِيْ هِيَ الْغَايَةُ الْقُصْوٰى-

اور تقسیمات معتبرہ واسطے علم کے پانچ ہین اگرچہ بعض علماے محققین سنے
مخالف اعتبارات سے قسمت علوم کی کمابیش کی ہی لیکن سب سے بہتر وہ تقسیم ہی جو صاحب
مفتاح السعادت نے لکھی ہی یعنی ہر شی کا وجود چار طرحپر ہوتا ہی۔ کتابت۔ عبارت۔ اذہان
۔ اعیان مین اور ہر سابق لاحق کا وسیلہ ہی چنانچہ خط لفظ پر دلیل ہی۔ لفظ ما فے الذہن
پر۔ ما فے الذہن ما فے الاعیان پر۔ اور وجود عینی ہر شی کا وجود حقیقی کی اصل ہی۔ اور وجود
ذہنی مین اختلاف ہی کہ حقیقی ہی یا مجازی حال آنکہ دونون نوع اول قطعاً مجازی ہین اور
جو علم تینون قسمون کے متعلق ہی البتہ وہ آلی ہی اور جو علم اعیان سے متعلق ہی وہ عملی ہی یا نظری
پھر ہر ایک مین انمین سے اس حیثیت کے ساتھ بحث کیجائے کہ وہ شریعت سے ماخوذ
ہی تو وہ شرعی علم ہی۔ اور اگر اس راہ سے ہی کہ عقلی حیثیت سے بحث کیجاے تو وہ
حکمی علم ہی۔ یہ سب چھ اصول ہوئے۔ پھر ہر اصل کے انواع ہین اور ہر نوع کے
فروع جنکا شمار ڈیڑھ سو نوع تک پہونچتا ہی بلکہ اس سے بھی زیادہ تک کہ سب اصول کے
اعتبار سے تین سو پانچ علم ہوتے ہین اور اصل ششم مین سارے علوم شرعیہ داخل ہین یعنی تفسیر
حدیث فقہ اور جو علوم عملیۂ فرعیہ یا اعتقادیۂ اصلیہ یا آلیۂ عربیہ ہون سب اسمین شامل ہین۔

دنیا مین علوم و فنون و صنائع بے شمار ہین سب مین زیادہ شرف و اعلی یہی علم شرعی
ہی کہ جو موجب نجات دنیوی و اُخروی ہی۔ ہر شخص بالطبع ایک نہ ایک فن صنعت یا حرفت

سیکھنا ہی مسلمان کے لیے بہترین پیشہ اور عمدہ ترین حرفہ علم حق کا سیکھنا ہی کہ باتفاق جملہ اہل علم کے یہ وہ علم ہی کہ حضرت الوہیت جلّ جلالہ کیطرف سے انبیا علیہم السلام پر اُترا ہی یا وہ علوم جو اس علم کے خدم اور حشم ہین کیونکہ وسائل کو مقاصد کا حکم ہی۔ اور بغیر معرفت علم نافع اور عمل صالح کے ممکن نہین ہی کہ انسان کے باطن و ظاہر کی صلاح و فلاح حاصل ہو اور جسم و روح کی شایستگی اور تہذیب کامل ہو۔

کسب سعادت علمی دو ہی قسمون مین منحصر معلوم ہوتا ہی جلب منافع۔ دفع مضرات اور ہر ایک انمین سے دینی ہی یا دنیوی۔ یہ چار قسمین ہوئین۔ اور علم ان سب قسمون پر شامل ہی۔ اور ہر قسم نفع سے خالی نہین کہ علم شی بہ از جہل شی مثل مشہور ہی۔ وہ کون علم ہی کہ جسمین امر معاش یا معاد کی کوئی منفعت یا انسانی کمال کی کوئی وقعت نہین۔ بعض علوم مین جو اس بات کا خیال ہوتا ہی کہ وہ مضر و غیر نافع ہی۔ بظاہر اسکی وجہ یہی معلوم ہوتی ہی کہ جن شروط کی مراعات علم اور علما مین واجب ہی اُنکا اعتبار نہین کیا جاتا کیونکہ ہر شی کے لیے ایک حد مقرر ہی جس سے وہ تجاوز نہین کرسکتی جیسا کہ کلام الٰہی اسکی تصدیق کر رہا ہی قَدْ جَعَلَ اللّٰہُ لِکُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا ۔ مثلاً کوئی کسی علم کی نسبت اُسکی غایت سے زیادہ گمان کرے جیسے یہ سمجھے کہ علم طب سارے امراض سے صحت دیتا ہی حال آنکہ یہ کلیۃً نہین اسواسطے کہ ہم اپنی آنکھون سے بارہا مشاہدہ کرچکے کہ بعض خفیف امراض مین تداوی کا بالکل اثر نہین ہوتا۔ اور بعض صعب امراض بدون معالجے کے خود بخود زائل ہوگئے۔ یا کسی علم کی نسبت اُسکے مرتبے سے زیادہ بڑھا دے جیسے یہ گمان کرے کہ علم فقہ من حیث ہو فقہ تمام علوم سے اشرف ہی حال آنکہ یہ کہنا نفس الامر کے خلاف ہی اسواسطے کہ علم تفسیر قطعاً علم فقہ سے اشرف و اعلیٰ تر ہی۔ یا کسی علم سے وہ قصد کرے جو اُسکی غایت نہین ہی مثلاً علم دین کو اسلیے حاصل کرے کہ دنیا کی دولت و حکومت ملے حال آنکہ اُس سے یہ غرض نہین ہی بلکہ غرض اُس سے حقائق احکام الٰہیہ تہذیب نفوس پر

اطلاع یابی ہی اور حسن عمل سے نجات دارین۔ اور جو کوئی واسطے احتراف اور کما کھانے کے علم دین سیکھتا ہی وہ عالم دین نہین ہو سکتا۔ ہان عالم کے مشابہ اور علما کے ملحقات سے ہوگا۔ بلکہ عالم بے عمل کا دین مین کچھ اعتبار نہین وہ تو جاہل کے برابر ہی بلکہ اس سے بد تر

علم چندانکہ بیشتر خوانی ۔۔۔ چون عمل در تو نیست نادانی

اور اس سے بڑھکر عالم بے عمل کی ذلت وخواری کیا ہوگی کہ حق تعالی نے اُسکو گدھا فرمایا ہی

مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا

نفوس بشریہ کی تکمیل صرف قوای نظریہ وعملیہ سے نہین ہوتی بلکہ متحلے بعلم وعمل ہوکر مشغلہ معرفت وعبادت وامر بالمعروف ونہی عن المنکر ومطالعہ کتب اسلام مین رہے تو البتہ وہ ظاہر مین عالم علوم دین اور باطن مین صاحب صدق ویقین ہوسکتا ہی۔ اور علم حقائق اشیا سے یا جو اسکی طرف مثل وسائل کے ہی قصد فضائل واجتناب عن الرذائل ہوتا ہی نہ کہ خود ہی وہ منہیات کا مرتکب ہو اور بجائے ہادی ہونے کے ضال بلکہ مضل بنے اور عالم مکلف ہو کر شریعت غرا کے احکام سے مُعرض اور علوم دنیا مین منہمک رہے تو وہ بادشاہ علی الاطلاق کی عدالت عالیہ مین بہت بڑے جرم کی سزا پانے کا مستحق ہوگا کہ اُسنے جان بوجھ کر خلاف قانون آسمانی کے منشور محمدی کی عدول حکمی کی۔ بس عالم ربانی وفاضل حقانی وہی ہی کہ جسکی پہچان خداوند عالم نے اپنے کلام پاک مین ہمکو صاف صاف بتادی کہ وہ متقی اور متصف بہ خشیت الٰہی ہو

اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا سبحان اللہ اس آیہ کریمہ کا کتنا سچا مضمون ہی کہ حق تعالی کی گرفت اور مواخذے سے علما ہی ڈرتے ہین اگرچہ اِتَّقُوا اللّٰهَ یعنی حق تعالی سے ڈرتے رہنے کا صدہا جگہ قرآن شریف مین عام خطاب ہی لیکن یہان

خوف خدا اور تقوے کو خاص علما کے حالات مین حصر کرکے خبر دیدی اور ظاہر ہی کہ ساری دینداری عمل تقوی پر موقوف ہی اور وجہ اس تخصیص کی بظاہر یہی معلوم ہوتی ہی کہ قرآن وحدیث سے عذاب نار اور وعیدِ آخرت کی باتین اور جزا و سزا کے احکام جسقدر علما جانتے ہین جہلا اُنکو نہین جان سکتے پس جو عالم اللہ تعالی سے ڈرتا رہیگا وہ ضرور علوم دینیہ پر عمل بھی کرے گا اور جو عالم بے عمل کہ صوم وصلوۃ وحج وزکوۃ کا پابند نہین ہی وہ ہرگز ان علمای ربانی مین داخل نہین ہوسکتا۔ چنانچہ ہمنے بہت سے جھگڑا کرنیوالے اور لڑنیوالے معقولیونکو دیکھا کہ دینیات سے شوق نہین نماز روزے کا ذوق نہین کبھی جی مین آیا اور نمازیون کی صحبت ہوئی تو ایک دو وقت کی طوعاً وکرہاً نماز بھی پڑھ لی اور سال بھر مین جبراً وقہراً دو تین روزے بھی رکھ لیے اور بعضے تو بالکل تارک الصلوۃ فقط نام کے عالم ہین کفّارِ فلاسفہ اور حکمای یونان کے عقلیات مین ایسے ڈوبے کہ دین وایمان کے نقلیات پر شبہہ کرنے لگے خصوصاً احوالِ عالمِ برزخ واہوالِ حشرِ اجساد و درکاتِ دوزخ مین اُنکو شیطانی وساوس نے گھیر لیا اُنکو آخرت کا کچھ بھی خیال نہین رہا غضب تو یہ کہ اگر کوئی ثواب اُخروی کی راہ سے زیادہ وظیفہ اور نوافل پڑھتا ہی تو اُسپر طعن کرتے ہین اور ہنستے ہین اور جو کسی اہل علم سے مناظرہ کرتے ہین تو بجای اظہارِ صواب واثباتِ امرِ حق کے الزامِ خصم کے درپے ہو جاتے ہین بلکہ مکابرہ اور مجادلہ کرکے مُشاتمے پر آجاتے ہین نہ اُنکو ایمان کا پاس ہی نہ خدا کا خوف بس الزام دینے کو آندھی ہین

شادم کہ از رقیبان دامن کشان گذشتی	گو مشتِ خاکِ ما ہم بربا د رفتہ باشد

پس یہ پکّے دنیادار علما ہین دین سے انکو کچھ بھی حصّہ نہین۔ اور طرہ یہ کہ جو کوئی سلف صالح کا لباس یعنی جُبّہ۔ عمامہ۔ عبا۔ قبا پہنے تو اُسپر پھبتیان کہتے ہین اور آوازے کستے ہین اور ہنستے ہین کہ یہ دقیانوسی بہروپ کا سامان جہالت لادے ہوئے بیوقوف آدمی معلوم ہوتا ہی حال آنکہ

هر کرا جامه پارسا بینی	پارسادان و نیکمرد انگار

اور نیچریونکے نیم انگریزی لباس کو جو جاکٹ پتلون بوٹ کے سوا ایک ڈبل گھڑی بھی لگی ہو اور بلاضرورت برای زینت عینک کی لگام بھی چڑھی ہو جنٹلمینی لباس - دانشمندی پوشاک سمجھتے ہین حال آنکہ درحقیقت مسلمانونکے واسطے یہ لباس تلبیس ناس ہی - یہ ہندوستانی کالے آدمی خواہ مخواہ گورونکا لباس جو محض دنیاوی عزت اور حکام وقت کی خوشنودی حاصل کرنیکے لیے پہنتے ہین بیشک وہ انکو بہروپیا جانتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ دیسی آدمی اپنا خاندانی قدیمی لباس چھوڑکے خلاف وضع ولایتی بننا چاہتا ہی پس ایسا شخص قابل اعتبار نہین کہ اسنے اپنا قومی لباس چھوڑ دیا جسطرح آج ہماری خوشنودی کے واسطے اسنے وضع بدلی ہی اسیطرح کل دوسرونکی رضامندی کے واسطے جیسا رنگ دیکھے گا ڈھنگ بدلے گا غرضکہ یورپین اس تلبیس سے ہرگز خوش نہین ہوتے

وَکُلٌّ یَدَّعِی وَصْلًا لِلَیْلٰی	وَلَیْلٰی لَا تُقِرُّ لَہٗ بِذَاکَا

ونیز ہمارے علمای اسلام کو چاہیے کہ مسلمانون کو ایسے لباس خلاف وضع سلف صلح سے روکین اور حدیث شریف کی وعید مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُمْ سنا وین کہ اسکے معنی مجمع بحار الانوار مین طیبی شرح مشکوۃ سے اسطرح منقول ہین اَیْ مَنْ تَشَبَّہَ بِالْکُفَّارِ فِی اللِّبَاسِ وَغَیْرِہٖ اَوْ بِالْفُسَّاقِ اَوْ بِاَھْلِ التَّصَوُّفِ اَوْ بِالصُّلَحَاءِ فَھُوَ مِنْھُمْ خیر اسمین تو فقط تشبّہ لباس کی ممانعت ہی لیکن اپنا خاندانی اور پرہیزگاری لباس اور قومی عادات کے چھوڑنے اور غیر قوم کا چال چلن اختیار کرنے مین تفصیل کے ساتھ ممانعت آگئی ہی کَمَا اَخْرَجَ الْبَغَوِیُّ عَنْ اَبِیْ عُثْمٰنَ النَّھْدِیِّ قَالَ اَتَانَا کِتَابُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ وَنَحْنُ بِاَذْرَبِیْجَانَ مَعَ عُتْبَۃَ بْنِ فَرْقَدٍ اَمَّا بَعْدُ فَاتَّزِرُوْا وَارْتَدُوْا وَانْتَعِلُوْا وَاَلْقُوا الْخِفَافَ

وَاَلْقُوا السَّرَاوِيلَاتِ وَعَلَيْكُمْ بِلِبَاسِ اَبِيْكُمْ اِسْمٰعِيْلَ وَاِيَّاكُمْ وَالتَّنَعُّمَ وَزِيَّ الْعَجَمِ وَعَلَيْكُمْ بِالشَّمْسِ فَاِنَّهَا حَمَّامُ الْعَرَبِ وَتَمَعْدَدُوْا وَاخْشَوْشِنُوْا وَاخْلَوْلِقُوْا وَاعْطُوا الرُّكُبَ وَانْزُوْا وَارْمُوا الْاَغْرَاضَ وَفِيْ رِوَايَةٍ وَانْزُوْا عَلٰى ظُهُوْرِ الْخَيْلِ نَزْوًا یعنی فتح اسلام کے بعد جب قوم عرب اطراف عجم مین جا بجا پھیل گئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خیال ہوا ایسا نہو کہ یہ لوگ زیادہ صحبت و اختلاط سے عجم کے رسوم اختیار کرلین اور عرب کے اطوار و شعار چھوڑ دین ناچار اپنی قوم کو ایک تاکیدی فرمان باین مضمون بھیجا کہ لنگی اور تہبند باندھو اور چادر اوڑھو اور جوتا پہنو اور موزون کو چھوڑ دو اور پایجامونکو ترک کرو اور اپنے باپ حضرت اسمٰعیل ؑ کا لباس اختیار کرو اور عجم کی آرام طلبی اور چال ڈھال سے پرہیز کرو اور دھوپ مین بیٹھنا اختیار کرو اسواسطے کہ آفتاب عرب کا گرمابہ ہی اور ہر کام مین چُستی و چالاکی سے رہو اور موٹا کپڑا پہنو اور پھٹے پُرانے لباس کی عادت ڈالو اور اونٹونکو فرمانبردار بناؤ اور گھوڑونپر کود کے سوار ہوا کرو اور مشق تیراندازی کی عادت کرتے رہو۔ پس اس خط کے مضمون سے معلوم ہوا کہ ہمیشہ سے اسلامی قوم پر محنت اور جفاکشی کا مینہ برستا رہا اور سادگی کے ساتھ بے تکلفانہ اور مسافرانہ دنیا اور مال دنیا کو ہیچ و پوچ سمجھ کے مسکینونکی طرحسے دو روزہ زندگی کو عبادت اور ہدایت خلق اللہ مین بسر کرنیکا حکم ملا۔ نہ ہمکو دنیا کی مال و دولت چاہیے نہ جاہ و حشمت کہ اَلدُّنْيَا جِيْفَةٌ وَطَالِبُوْهَا كِلَابٌ وارد ہی۔ ہان دولتِ دین وملت۔ دولتِ زادِ آخرت۔ دولتِ زہد و ریاضت دولتِ ہمت واستقامت۔ دولتِ صبر وقناعت۔ دولتِ توفیقِ عبادت۔ دولتِ اتباعِ شریعت۔ دولتِ استفادۂ طریقت۔ دولتِ کشفِ حقیقت۔ دولتِ خلوصِ نیت

دولتِ حسنِ استشارت - دولت اتفاق و اخوت - دولتِ علم و ہدایت کی طلبگاری ہی اور انھین نعمتونکی منعم حقیقی سے خواستگاری کہ یہی باقی اور جاودانی ہین اور باقی فانی اور آنی -

بِمَا قَسَمَ الْقَضَاءُ جَرٰی رَضِیْنَا	لَنَا عِلْمٌ وَّلِلْجُهَّالِ مَالٌ
فَاِنَّ الْمَالَ یَفْنِیْ عَنْ قَرِیْبٍ	وَاِنَّ الْعِلْمَ یَبْقٰی لَایَزَالُ

پس سب سے بڑی دولت انہین اسلامی اتفاق و اخوت - اور ایمانی علم و ہدایت ہی کہ یہی دو چیزین اصل اصول ہین اور سببِ حصولِ مامول - اسلام کے دو دریای آرزو ہین اور ایمان کے دو قوت بازو - پہلے یہ دونون باتین حاصل ہون تو دوسرے مقاصد مین کامیابی ہو سکتی ہی - ہم مسلمانونکی مدت سے دلی آرزو تھی کہ مسبب الاسباب کوئی سبب ایسا پیدا کردے جس سے آیۂ کریمہ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ کے مضمون کی پوری پوری تصدیق ہو جائے کہ کبھی ہم مسلمان بھائیونکے دلونمین نفاق اور نااتفاقی کی بو بھی نہ آنے پائے - اور اسلامی مدارس کے حسن تعلیم سے علم و ہدایت کا آفتاب ایسا چمک جائے کہ کسی وقت جہل و ضلالت کی تاریکی اپنا کالا منہ نہ دکھائے ارحم الراحمین مجیب الداعین نے محض اپنے فضل و کرم سے ہماری درخواست منظور فرمائی اور حسب منطوقِ لازم الوثوق اِذَا اَرَادَ اللہُ شَیْئًا ھَیَّاَ اَسْبَابَہٗ کے اپنی قدرتی مسببیت دکھائی یعنی انھین دو امر اہم المطالب و اعظم المآرب مہتم بالشان کی کارروائی پر عمل درآمد کرنیکے واسطے **ندوۃ العلما** قائم کرنیکی ہمکو حسن توفیق دی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ اَلنَّادِیْ

للہ الحمد ہر آن نقش کہ خاطر میخواست	آمد آخر ز پس پردۂ تقدیر پدید

یہ وہ ندوۃ العلما ہی کہ پہلے پہل اور سب سے اوّل جسنے مدارس مین حسنِ تعلیم دینی اور علما مین اتفاقِ باہمی کی اصلاح اور تدبیر نکالی بلکہ بہت بڑے امر خیر - مبدأ حسنات - راسِ طاعات

کی بنیاد ڈالی۔ ہم اسوقت بہ نسبت امر اول کے امر ثانی کو چند مصلحتوں سے ضروری سمجھکر اپنی عقل ناقص کے موافق اُسمین کچھ رای دیا چاہتے ہین بلکہ حضرات ناظرین کاملین سے رای لیا چاہتے ہین۔ ہر چند کہ اس بارہ مین خاکسار نے اپنی سُوء فہمی اور نقص ذہنی کا عذر پیش کیا کہ

صلاحِ کار کجا و منِ خراب کجا	ببین تفاوتِ راہ از کجاست تا بہ کجا

لیکن ہمارے مولانا بالفضل اولانا سیدنا مولوی سید محمد علی صاحب ناظم ندوۃ العلما نے اصرار فرمایا تو ناچار اَلْمَامُوْرُ مَعْذُوْرٌ وَالْمَعْذُوْرُ مَجْبُوْرٌ کے سوا کوئی عذر ہمارا چلنے نپایا۔

چونکہ حق تعالی نے انسان کو فی نفسہٖ تعلیم و تعلم پر مطبوع اور مجبول فرمایا ہی کیونکہ یہی فکر اسکی تمام حیوانات سے امتیاز کا سبب واقع ہوئی ہی پس انسان کے لیے اس سے بدتر و اشنع و اقبح تر کوئی چیز نہین ہی کہ وہ اپنے نفس کو کسب علوم سے مہمل اور معطّل چھوڑ دے حال آنکہ اسکو اللہ تعالی نے نطق و قبولِ علم و ادب کی استعداد دی ہی اسیواسطے حدیث مین وارد ہوا طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَّمُسْلِمَۃٍ۔ اُطْلُبُوا الْعِلْمَ وَلَوْ بِالصِّیْنِ اور نیز اہل علم نے کہا ہی اُطْلُبُوا الْعِلْمَ مِنَ الْمَھْدِ اِلَی اللَّحْدِ مگر وہی علم حق ورنہ ع علمیکہ رہ بحق نرساند جہالت ست

امر طبیعی ہونا علم کا انسان کے لیے ثابت بالبداہت ہی کہ جوہر نطق کے سبب اُسکو کلیات کا ادراک ہوا جنکے سبب فکرِ معاش کرتا ہی اور علم کی حاجت رکھتا ہی اور احکام شرعیہ کے علم سے عمل کیطرف راغب ہوتا ہی اور اُمور آخرت کی اصلاح کرتا ہی ورنہ حس و حرکت و غذا و عضا امور لوازم حیوانیت مین سارے بہائم انسان کے شریکِ حال ہین۔ یہ علم و کتابت تمدّن کے لوازم سے ہی حکمت الہیہ کے مقتضا سے انسان کو گویائی کی قوت عنایت ہوئی جس سے حرفونکا تلفظ کرنا آیا اور ترکیبات حروف سے مختلف زبانونکے ایجاد کرنے پر عبور پایا۔ اسی سے اسکو تعلیم و تعلم علوم متنوعہ کی استعداد حاصل ہوئی۔ پھر اسکی ہمت بڑھی تو صرف محاورے پر اکتفا نہوا بلکہ

لطائفِ انظار و معارفِ اسرار کا استنباط کرنے لگا یہانتک کہ تلاحقِ افکار سے علوم کا ازدیاد ہوا

سچ پوچھیے تو بنی نوع انسان کو حضرت آدم علی نبینا و علیہ السلام کیطرف سے تعلیم و تعلم کا

موروثی حصہ ملا جیسا کہ حضرت الوہیت سے ارشاد ہوا وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا اس سے

معلوم ہوا کہ حضرت آدم علی نبینا و علیہ السّلام عالم جمیع لغات او معلم اسمای مخلوقاتِ ارض و

سماوات تھے جیسا کہ امام فخر الدین رازی نے اسکی تفسیر مین لکھا ہی اَلْمُرَادُ اَسْمَآءُ كُلِّ مَا خَلَقَ

اللّٰهُ تَعَالٰى مِنْ اَجْنَاسِ الْمَخْلُوْقَاتِ بِجَمِيْعِ اللُّغَاتِ الَّتِىْ يَتَكَلَّمُ بِهَا وُلْدُهُ الْيَوْمَ

اور نیز یہ صفت حسن تعلیم کی منجملہ محاسن صفاتِ محمدیہ ہی جیسا کہ یہ آیۂ کریمہ شاہد حال مصدقِ مقال ہی

وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ

و نیز قول نبوی ہی اَنَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا بلکہ بحکم تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰهِ ہمکو حق تعالی کے فیض تعلیم

سے کہ وہ مبدأ فیاض ہی اس تعلیم علوم کا استفاضہ کرنا چاہیے اور سبکی تعلیمو کا مرجع اُسکی تعلیم کو

سمجھنا چاہیے چنانچہ خود جناب باری نے اس آیۂ پاک مین اپنی صفت تعلیم ارشا فرمائی

وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ

یہ تعلیم و تعلم کبھی بالطبع ظہور مین آتی ہی کہ استفادہ اُسکا وقائع زمان سے تردد اذہان

کے ساتھ ہوتا ہی اسکو علم تجربی کہتے ہین اور کبھی اعمالِ فکریہ و مباحثِ عقلیہ سے حاصل ہوتی ہی

اسکو علم قیاسی کہتے ہین - اور کبھی محض افاضۂ الہی سے ہکو علم وہبی کہتے ہین - اور عادت قدما کی

تعلیم مین مشافہت تھی نہ کتاب تاکہ علم الہی حسب استعداد طبائع کے مادۂ صلح مین پونہچے نہ مادۂ فاسد

مین - اور یہ دولت حقانی اور نعمت ربانی غیر مستحق کو نہ ملے اور جب ہمت قدسی ضعیف ہوگئی اور

قوت اشراقی کم ہونے لگی تو تدوینِ کتب کا اسطرح اتفاق ہوا کہ جب اسلام پھیل گیا تابعین اقطار زمین

مین منتشر ہوگئے اور فتووں مین اختلاف ہونے لگا تو اہل علم نے قرآن و حدیث سے استدلال کرکے

مسائل کا استنباط کیا تفسیر۔ حدیث۔ فقہ۔ تمہیدِ قواعد۔ اصول۔ ترتیبِ ابواب و فصول۔ تکثیرِ مضامین مع قوانین۔ ایرادِ شبہات مع جوابات۔ تعیین اوضاع۔ تدوینِ لغات و اصطلاحات۔ تبیین مذاہب و اختلافات۔ تنقیح روایات۔ توضیحِ درایات۔ تحقیقِ مبانی۔ تدقیق معانی مین لکھنا شروع کیا۔ یہ بہت بڑی مصالحِ عظمےٰ و منافع کبریٰ کی تعلیمِ حفظِ دین تھی کہ اُسوقت واجب سمجھی گئی۔

علوم اسلام کے ساتھ علوم اوائل کا اسطرح اختلاط ہوا کہ عہدِ دولتِ اُمویہ مین علومِ اوائل بالکل مہجور تھے جب آل عباس کی سلطنت کا غلبہ ہوا تو سب سے پہلے خلیفہ ثانی ابوجعفر منصور نے اُن علوم کیطرف توجہ کی۔ جب خلیفہ ہفتم مامون بن رشید کی خلافت ہوئی تو خوب ہی علومِ اوائل کی قدر بڑھی اور بڑی تلاش سے اونکی کتابین بہم پونہچائی گیئن اور ملوکِ روم سے راہ و رسم پیدا کر کے اسفارِ افلاطون و ارسطو و بقراط و جالینوس و اقلیدس و بطلیموس طلب کیے گئے مامون نے اہل مہارت کو جمع کر کے اِن کتابونکا ترجمہ کرایا اور اُنکی درس و تدریس کا حکم دیا تا قواعدِ اسلام عقائدِ انام عقلی دلائل سے بھی مضبوط و مستحکم ہو جایئن اور علمای دین کیطرف سے مخالفین اور منکرین جواب دندان شکن پایئن بعدہ اِن علوم کی گرم بازاری بالکل سرد ہوگیئی۔ اور وہ جوش و خروش کم ہونے لگا یہانتک نوبت پونہچی کہ قریب تھا کہ بالکل علم فلسفہ اُٹھ جائے یہ کیا بلکہ تمام صنائع اور دول کی ترقی اور تنزل کا یہی حال ہی کہ مرورِ دہور سے ذرا ذرا آغاز ہو کر بڑھتے رہتے ہین اور جب اپنے کمال کو پہونچ جاتے ہین تو پھر کم ہونے لگتے ہین اسکی مثال حسب حال ہی

ہر ترقی را تنزل ہر کمالے را زوال	ہر تنزل را ترقی ہر زوالے را کمال
آفتابِ آفتاب آسی ہمین دارد مثال	ہمچنین بیش و کم اندر کیف و کم بدر و ہلال

ہر زمانے مین جسطرح تبدل تغیر علم کا ہوتا گیا اُسی طرح طرز تعلیم بھی بحسب اقتضای وقت وداعیۂ ضرورت کے قوت استعداد متعلمین کی رعایت سے بدلتا رہا اگلے طلبہ با وصف قلتِ مدارس وکمیابی کتب قلمیہ کے تحصیل علم وتکمیل کتب مین اہتمام بلیغ کرتے تھے اور منزلون سفر کرکے اساتذہ سے پڑھتے تھے اُنکے علم مین کسقدر خیر وبرکت ہوتی تھی۔ کیا کچھ اُنکو دلائل وبراہین مسائل مین ملکۂ تام حاصل تھا۔ اورکسدر خبرہ بہن اُنکا دقائق معقول ومنقول کے حل کرنے مین کامل تھا جنکے تصانیف دیکھنے سے اُنکے مبلغ علم وقوتِ استعداد کا حال معلوم ہوتا ہی بخلاف اس زمانیکے طلبہ کے کہ باوجود کثرتِ مدارس ودستیابی کتبِ مطبوعہ وتحصیل سندِ فراغ وتکمیل کے پڑھی ہوئی کتاب کی عبارت کا آموختہ طوطے کیطرح پڑھ دینے کے سوا (وہ بھی غلط سلط نحو وصرف کے خلاف) کوئی کمال نہین آتا اور کوئی مطلب نگاری کا معاملہ عربی عبارت مین لکھنا کیسا پڑھا تک نہین جاتا علے ہذا ترجمہ بھی اپنی مادری زبان اُردو مین صحیح صحیح نہین ہوسکتا اگر کام پڑے تو وہی پرانے طرز کا متروک الحال غیرفصیح ترجمہ کہ فارسی کی اضافت اُردو کی طرف اور اُردو کی فارسی کی طرف یا اردو کی اردو کی طرف حال آنکہ یہ تینون صورتین غلط ہین اگر کوئی زبان جاہلیتِ عرب کا شعر پیش کیا جائے تو اُسکی کمبختی آئے کہ اعراب اور ترجمے کی غلطی کے سوا ناموزون پڑھا جائے۔ نہ زحاف کا خیال نہ اشباع کی رعایت۔ نہ قصر کا لحاظ۔ اگر کوئی پوچھے تو ارشاد ہوتا ہی کہ یہ تو عربی زبان نہین معلوم ہوتی بلکہ پہاڑی بدّون کے مہمل الفاظ ہین۔ سبحان اللہ وہی مثل کہ شعرِ مرا در مدرسہ کہ برد۔ اور باینہمہ الفاظ کی تصحیح اعراب کی تنقیح۔ املاکی توضیح۔ انشا کی تلمیح تو کوسون دور۔ افسوس کہ عربی دانی کا وہ حال اور شعر خوانی مین یہ کمال

دل کو روؤن یا جگر کا غم کرون	ایک مین کس کس کا اب ماتم کرون

پس یہ سب رونا دھونا تو طرزِ تعلیم کے قصور کا ہی نہ نصاب تعلیم کے فتور کا اسواسطے کہ تعلیم کا حُسنِ انتظام پڑھانیوالونکا کام ہی نہ نظامی نصاب درس کے نظام پر حرفِ الزام۔ ہان اس نظامی سلسلے کے نصاب مین زمانے کی موجودہ حالت اور طلبہ کی علمی ضرورت اور استعدادی کیفیت پر نظر کر کے بعض کتابونکی تبدیل و تغییر اور بعض کی تقدیم و تاخیر عمل مین آئے تو درس قدیم مین کوئی خرابی لازم نہ آئیگی۔ راس الترتیب اکثر دہی ہیگی مین امید کرتا ہون کہ شکایت مذکور کی نسبت اسقدر میرا عرض کرنا ناظرین انصاف بین کے گوشۂ خاطر مین قبولِ عذر کی جگہ پائیگا رد و انکار کے لائق نہ ٹھیریگا کہ کتب ادبیہ کے پڑھاتے وقت عربی عبارت بامحاورہ لکھوانے اور صحیح ترجمے کی مشق کرانے سے مدرّسون کو کون امر مانع ہوا اور لکھنے پڑھنے مین ایسی کارآمد عمدہ تعلیم سے معلّمون کو کسنے روکا۔ ہان اُسی پُرانی لکیر نے اور قدیمی تاثیر نے۔ اگر صاحبان درس و تدریس انصاف کو اپنے دل مین بٹھادین اور اعتساف کو اُٹھادین اور اس بارے مین ذرا خیال کرین کہ ہمارے عربی پڑھانے سے اگر ان پڑھنے والونکو عربی نظم و نثر کا لکھنا پڑھنا نہ آیا تو اِس تعلیم کا کیا نتیجہ نکلا بلکہ بفائدہ طرفین کا نقدِ وقت ضائع ہوا۔ اور قطع نظر اسکے شاگرد کے نالائق نکلنے سے استاد کی لیاقت مین دھبا لگتا ہی۔ بیچارے شاگردونکا اسمین کچھ قصور نہین۔ اگر معلم صاحب چاہین تو انکو مبادی سے نکالکر مقاصد مین پونہچادین لیکن

عمر بھر دل تو مبادی کے بوادی مین رہا	مگر افسوس کبھی قصدِ مقاصد نہوا

یہ تحریر میری جو بالکل اخلاص اور خیر خواہی پر مبنی ہی اگرچہ متعلمونکے ناگوارِ خاطر ہوگی مگر معلّمونکو بھی کسی وجہ سے ناپسند ہو تو دونون صاحب یہ الزام مالا یلزم میرا مجھے واپس دین

اور اس جرأت کو معاف کرین اور اسکو بطریق طعن و اعتراض کے نہ سمجھین حال آنکہ مجکو آپ صاحبونسے نہایت محبت والفت ہی - اس بیجا گستاخی اور بے موقع زبان درازی کا منشا یہی ہوا کہ ایک روز ایک شخص مجھ ایسے آپکے خیر خواہ نے نہایت افسوس کرکے کہا کہ ہمارے ہم پیشہ دینی بھائی مسلمان جو آج علما کے لقب سے ممتاز ہین علم ادب مین کیون نہین کوشش کرتے کہ یہ علم قرآن و حدیث کی فصاحت و بلاغت جاننے مین بھی نہایت کارآمد ہی تمام عمر معقولات کے کان ٹٹولنے مین رہتے ہین ذرا عرب العربا کے بلیغ لغات اور فصیح محاورات کی طرف بھی توجہ فرمائین توحکام وقت بھی ہمکو عزت کی نگاہون سے دیکھینگے اور قومی حیثیت اور علمی فضیلت کی راہ سے ذلیل و خوار نہ سمجھینگے چنانچہ آجکل ہمارے ایک دینی بھائی جو عربی پڑھانے پر مامور تھے علم ادب نہ جاننے کے سبب نوکری سے برخاست کیے گئے جسکا صدمہ عموماً سارے عوام کو اور خصوصاً خواص کو ایسا ہوا کہ بمقتضائے اخوت اسلامی و بحیثیت اعزاز علمی اس ذلت کو خود مین اپنی ذلت سمجھتا ہون اور اس علم مین ملکہ پیدا کرنیکی اپنے بھائیونکو ترغیب دیتا پھرتا ہون - پس راقم نے بھی بنظر خیر خواہی یہان اس بحث کو ضروری سمجھکر لکھا - اس اجمالی شکایت کی تفصیلی حکایت یہ ہی - دس پندرہ برس گذرے کہ مولوی محمد شاہ صاحب کابلی رزیڈنٹ اندور کے ہمراہ یہان لکھنؤ مین آئے تھے اور راقم سے بھی ملاقات ہوئی فرمایا کہ مجھے چند کتب عربی تواریخ کی ضرورت ہی اور ہمارے رزیڈنٹ صاحب بہادر ابوالفضل بدیع ہمدانی کے مقامات اور رقعات مجھسے پڑھتے ہین اور خاص اس خدمت کے دو سو روپے ماہواری مجھے دیتے ہین اور علماسے علم ادب کے استفادے کا شوق رکھتے ہین اور انسے ملاقات کرنا چاہتے ہین تا عربی زبان مین کچھ باتین کرکے فائدہ لین

فَطِیبُ العَیْشِ اَنْ تَلْقیٰ اَدِیْباً	غَذَاءُ العِلْمِ وَالظَّنُّ المُصِیْبُ

فَیَکْشِفُ عَنْكَ حَیْرَۃُ کُلِّ جَھْلٍ	وَفَضْلُ الْعِلْمِ یَعْرِفُہٗ الْاَدِیْبُ
سَقَامُ السُّوْءِ لَیْسَ لَہٗ شِفَاءٌ	وَدَاءُ الْجَھْلِ لَیْسَ لَہٗ طَبِیْبُ

اتفاقاً یہان ایک عالم سے ملاقات ہوئی صاحب بہادر نے کچھ اُنسے عربی مین پوچھا تو گھبرا کر جواب دیا کہ اَنَا مَا قَرَأْتُ عِلْمَ الْاَدَبِ وَلَا اَعْلَمُ لِسَانَ الْعَرَبِ صاحب نے ہنس کے اُردو مین کہا کہ تم اس سے لاعلمی بیان کرتے ہو پھر اِس علم کی کتابین کیونکر پڑھا سکتے ہو کہا کہ کچھ دینیات پڑھاتا ہون۔ پھر متعجب ہوکے پوچھا کہ حدیث و قرآن کی فصاحت و بلاغت پر بغیر علم ادب کے پڑھے ہوئے کوئی کیونکر پورے طور پر مطلع ہو سکتا ہی وہ تو خود بہت اعلیٰ درجے کا علمِ ادب ہی کہ اکثر گذشتہ واقعات۔ حال کے معاملات۔ آیندہ کے سانحات پر مشتمل ہی۔ کیا یہ قرآن و حدیث و دینیات نہین ہی۔ تم مسلمانونکے سمجھنے کیواسطے قرآن شریف عربی زبان مین آسمان سے بھیجا گیا جیسا کہ اِس آیت مین آیا اِنَّا اَنْزَلْنٰہُ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا لَّعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ مولوی محمد شاہ صاحب نے فرمایا کہ یہ صاحب بہادر سوای اپنی زبان یورپ کے چار زبانین جانتے ہین اور اب مجھسے عربی پڑھتے ہین مگر ابھی سے عربی عبارت کے لکھنے پڑھنے مین بہت ہوشیار ہین اور زبان عرب کے جاننے والونکی بڑی قدر کرتے ہین چنانچہ مجھے کابل سے اسی ادب دانی کے سبب بُلایا اور میرے طرزِ تعلیم سے بہت خوش ہین بنظر اسی کمال کے تنخواہ مذکور سے زیادہ مجھے عنایت فرماتے ہین اور جہان جہان دورے پر جاتے ہین مجھے بھی ہمراہ لیجاتے ہین ایک دفعہ لاہور جانیکا اتفاق ہوا تو وہان سرکاری مدرسے مین پونچے جو مدرس عربی پڑھانے پر مامور تھے اُنسے پوچھا کہ آپکو ادب کی کن کن کتابونکے پڑھانے پر عبور و ملکہ ہی اُنھون نے منجملہ کتب دیگر مقامات بدیعی کا بھی نام لیا کہ اُن دنون صاحب بہادر خود مجھسے اس کتاب کے بعض اشعارِ مشکلہ کا حل کرتے تھے اُنھین مین سے یہ شعر بلا اعراب لکھکر دیا

شاوٍ مِشَلٌّ شُلشُلٌ شَوِلُ	ولقد غدوت الی الحانوت یتبعنی

اول تو مدرس صاحب نے مصرع ثانی کے بعض الفاظ غلط پڑھے اور پھر مطلب کے بیان کرنے مین سٹ پٹا گئے اور تقطیع بھی نہ کر سکے۔ صاحب بہادر نے کہا کہ بس تمہاری ادب دانی اور عربی خوانی ہمکو معلوم ہو گئی کہ تمکو اس فن مین بالکل دخل نہین بعد اسکے تحریر حکام کی یادداشت کا رجسٹر منگوا کے انگریزی مین کچھ لکھدیا جب اسکو ڈایرکٹر افسر مدارس نے دیکھا تو مدرس صاحب کو معزول کرکے یہ الزام دیا کہ تمہاری اس ادب دانی کے جھوٹے دعوے نے صرف تمکو نہین بلکہ ہمکو بھی نالائق بنایا کہ ایک لائق حاکم رزیڈنٹ صاحب بہادر نے تمہاری نسبت لکھا ہی کہ یہ شخص تعلیم علم ادب کی کرسی پر بیٹھنے کی لیاقت نہین رکھتا۔ ہمنے اسکا امتحان لیا تو ناقص نکلا۔ پس مولوی محمد شاہ صاحب کابلی نے مجھسے کہا کہ اس امتحان کے وقت مین بھی وہان حاضر تھا۔ مجھے بسبب قومی ہمدردی اور اُخوت اسلامی کے اس کیفیت کو دیکھکر نہایت شرمندگی اور خفت ہوئی حال آنکہ اس فن مین لغت دانی و معاملہ نگاری کی زیادہ تر ضرورت ہوتی ہی اور یون تو ہمارے علما اس فن کے بارہ علوم مین سے اکثر پڑھے ہوئے ہوتے ہین یعنی ۱ علم لغت ۲ علم صرف ۳ علم اشتقاق ۴ علم نحو ۵ علم معانی ۶ علم بیان ۷ علم عروض ۸ علم قافیہ۔ کہ یہ آٹھ اصول ہوئے۔ اور اسکے چار فروع ہین ۱ علم رسم الخط ۲ علم قرض الشعر کہ اس سے شعر کا عیوب سے سالم و غیر سالم ہونا معلوم ہو جاتا ہی ۳ علم انشاے نظم و نثر ۴ علم محاضرات یعنی علم تواریخ وغیرہ من الواقعات و المعاملات اور لغت مین ادب بمعنی فرہنگ و دانش و نگہداشت حد ہر چیز ہی۔ اور اصطلاح مین علم عربی کو اسواسطے ادب کہتے ہین کہ اسمین بھی لفظ یا کتابت کے اغلاط سے

* ترجمہ۔ اور گیا مین دکان شراب فروش کیطرف درحالیکہ میرے ساتھ تھا گوشت بھوننے والا۔ تیز رفتار۔ خوش صحبت۔ ہوشیار۔
یہ شعر عویص ہی یعنی دقیق المبانی و بلیغ المعانی۔ اسمین سواے صنعت اشتقاق کے مناسبات معنویہ بھی ہین ——

جو خرابی زبان عرب مین محاورے کی حیثیت سے واقع ہوتی ہی ادیب اوس سے اپنی حفظ
ونگہداشت کرتا رہتا ہی۔ شرح مفتاح سکاکی مین علم عربی کا نام علم ادب ہی کہ لفظاً وکتابۃً
کلام عرب مین خلل نہ واقع ہو۔ اور جو علم ادب بارہ علوم مذکورہ مین محدود کر دیا گیا اوسکی
تقسیم حصر عقلی بطریق لف ونشر مرتب کے اسطرح سمجھنا چاہیے کہ اُنھہ اصول مین تو اسطرح بحث
کیجائیگی کہ اگر وہ مفردات مین من حیث جواہر ومواد کے ہی تو علم لغت ہی یا ازروی صورت
وہیأت کے ہی تو علم صرف ہی یا اُسمین انتساب بعض کا بعض کے ساتھہ من قبیل صلیت و فرعیت
کے ہی تو علم اشتقاق ہی اور اگر وہ مطلقاً مرکبات مین باعتبار ہیأت ترکیبیہ و تادیۂ معانی
اصلیہ ہو تو علم نحو ہی یا باعتبار افادۂ معانی زائدہ اصل معنی پر ہو تو علم معانی ہی یا کیفیت
فائدۂ مراتب وضوح کے لحاظ سے ہو تو علم بیان ہی اور اگر مرکبات موزونہ مین من حیث
وزن ہی تو علم عروض ہی یا ازروی اواخر ابیات کے ہی تو علم قافیہ ہی۔ اور چار فروع مین تو
اسطرح تقسیم کیجائے کہ اگر تعلق اُسکا نقوش کتابت سے ہی تو علم خط ہی یا نظم سے خصوصیت ہی
تو علم قرض شعر ہی یا نثر سے علاقہ ہو تو علم انشا ہی کہ مکاتیب ہون یا خطبے یا ان دونوسے کچھہ لگاؤ
نہو تو علم محاضرات ہی لیکن علم بدیع کوئی قسم علیحدہ نہین ہی بلکہ علم بلاغت کا ذیل و تتمہ کر دیا گیا۔
موضوع اس علم کا تلفظ وکتابت ہی منفعت اسکی اظہار ما فی الضمیر علی وجہ الیسیر ہی۔

عربی ہون یا فارسی ہمارے قدیمی علوم کی کساد بازاری ورنا پرسانی کا فی الحال
بظاہر یہی منشا معلوم ہوتا ہی کہ حکام وقت کو اسکی چندان ضرورت نہین معلوم ہوتی حال آنکہ
سابق کل دفاتر اسلامیہ سیاست مدن کے تمام کاروبار مین اسکی طرف محتاج تھے اور تمام رعایا کے
دینی اور دنیاوی معاملات کی کارروائی کا عمل درآمد انھین علوم مین تھا۔ اِفتا اور
قضا کے محکمے جاری تھے۔ فارغ التحصیل طلبا معزز عہدے اور خاندانی علما

جاگیر و معافی پاتے تھے۔ علوم دینیہ کی تکمیل مین سیکڑون فتوحات معاش کے ہاتھ آتے تھے۔ بڑے بڑے اُمرا اور رُوسا دیانت دار اہل علم کی ایسی قدردانی اور عزت افزائی فرماتے تھے کہ گھر بیٹھے اونکو مُحتاج دیجاتے تھے اور بڑی تعظیم و توقیر کے ساتھ پیش آتے تھے اور جہان جاتے تھے لوگ اُنکے لینے آنکھین بچھاتے تھے

وجود عالم و فاضل مثال زر طلاست	بہر کجا کہ رود قدر و قیمتش دانند

مگر اب وہ شور و فتن کا زمانہ آگیا اور پُر آشوب وقت کا سامنا ہوا کہ نہ ایمان کا امن۔ نہ اسلام کی سلامتی۔ نہ جان کا آرام۔ نہ دل کا اطمینان۔ نہ حفظ آبرو کا سامان۔ نہ دین کی پاسداری۔ نہ خدا کا خوف۔ نہ رسول سے شرمساری۔ نہ والدین کی اطاعت۔ نہ اولاد مین سعادت۔ نہ احباب مین موافقت۔ نہ اقارب مین اہلیت۔ نہ ازواج مین انسانیت۔ نہ بھائیون مین الفت۔ نہ علم مین برکت نہ علما مین عمل نہ عمل مین تقوی نہ تقوے مین اخلاص۔ نہ عقائد کی درستی۔ نہ عبادت مین چُستی۔ نہ اُمرا مین ہمت۔ نہ فقرا مین قناعت نہ معاملات مین راستی۔ نہ دلون مین صفائی۔ نہ شریعت کی پابندی۔ نہ طریقت کی پیروی۔ نہ مرنے کا کھٹکا۔ نہ قیامت کا اندیشہ۔ نہ ہنر کی جوہرشناسی نہ جوہرشناسی کی قدردانی۔

اندرین دور کہ کاسد شدہ بازار عمل	بجوی کس نخرد جوہر عقل اول
از سر اوج عروج آمدہ امروز بخاک	جوہر علم و ہنر گوہر بے مثل و بدل

بلکہ اسلامی علوم کے جاننے والے اور خدا و رسول کے پہچاننے والے علما۔ فضلا۔ طلبا کیسے ہی ذی جوہر اور اہل ہنر کیون نہون نہایت ذلیل و خوار سمجھے جاتے ہین اور بندگان دراہم و دنیار بلکہ جیفۂ دنیا کے فضلہ خوار کیسے ہی بے علم و بے جوہر بیعقل سہی شریف القوم

واجب التعظیم - قابل التکریم - حضرت قبلہ کے لقب سے شرفِ امتیاز پاتے ہین - لیکن ہمکو چندان اسکا استعجاب نہین یہ بات تو ہمیشہ سے زمانۂ سفلہ پرور کی عادت ہی بقول آجکل کی شکایت

ابلہانرا ہمہ شربت زگلاب و قند است	قوتِ دانا ہمہ از خونِ جگر می بینم
اسپ تازی شدہ مجروح بزیر پالان	طوقِ زرین ہمہ در گردنِ خر می بینم

ہماری غایت وغرض اس تکمیل علوم وتحصیل فنون سے تو محض دنیا کمانا اور دنیا پرست بنجانا نہین ہے بلکہ مقصود اس سے عملِ صالح کی توفیق - نجاتِ آخرت کی اُمید - خدا و رسول کی مرضیات کا استرضا - قوم کی خیر خواہی - خلقُ اللہ کی دلجوئی - راہِ راست کی ہدایت - علمِ نافع کی اشاعت - تہذیبِ اخلاق کی تکمیل - احکامِ الٰہیہ کی تعمیل - نیک و بد مین تمیز خیر و شر کی پہچان - اوامر کی بجاآوری - نواہی سے پرہیز - دین و دنیا کی فلاح نفس قلب کی اصلاح - زادِ عقبیٰ کی فکر - خدا و رسول کا ذکر - ترکِ دنیاے فانی - اخذِ دولتِ جاودانی - علم کی فیض رسانی محسنِ عمل پر رغبت دلانی ہی اور دنیا کی عزت و ذلت تو کوئی چیز نہین بلکہ اصل عزت تو خداوند عزّ وجلّ اور اُسکے نبیِ مرسل کے واسطے خاص ہی جیساکہ قرآن شریف مین ارشاد ہوا وَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ اور عامۂ مومنین کی عزت کا اعتبار تو جبھی ہی کہ دینداری کے پرہیز و تقویٰ سے عنداللہ مقبول اور معتبر ٹھیرے جیساکہ خود حق سبحانہ و تعالیٰ شانہ اپنے بندون کی طرف خطاب کرکے فرماتا ہی اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ بس معلوم ہوا کہ دنیا کی عزت - دنیا کی ثروت - دنیا کی دولت - دنیا کی لذت مرد عاقل - دور اندیش - انجام بین کے نزدیک کوئی چیز نہین سب آنی اور فانی ہی - ہان علم وعمل کی وجدانی کیفیت - روحانی لذت - ایمانی نعمت - خداداد حالت بے شک دولت جاودانی ہی وسعادت دوجہانی

کوئی شی علومِ دنیا مین علومِ دین کی نعمت سے زیادہ الذ و اشہی نہین خصوصًا جبکہ ان علوم کا تعلق تفکرِ حقائقِ ملکوت و اسرارِ لاہوت سے ہو چنانچہ امام محمد بن حسن شیبانی تفکر علمی کی بدولت عالمِ بالا کے کسی مقام اعلیٰ پر پہونچکر تقرب الی اللہ کی لذت پاتے تو یہ فرماتے اَیْنَ اَبْنَاءُ الْمُلُوْكِ مِنْ هٰذِهِ اللَّذَّةِ - پس ہم کیا اور ہماری بضاعتِ مزجات کا کیف و کم کیا جبکہ بادشاہونکی دنیاوی لذتِ عاجلہ سے یہ علم دین کی لذتِ آجلہ بدرجہا بڑھ گئی تو پھر کیا کسی اہل علم کو زیبا ہی کہ ایک دنیاوی عیشِ فانی کی لذتِ وہمیہ زائلہ کیواسطے اپنا دین برباد کرے اور محض دنیا کمانیکے واسطے علم پڑھے - ہان البتہ علمی کمال حاصل ہو جانیکے بعد اسکے ضمن مین دنیا کی دولت وہ بھی برای رفع احتیاج بقدر مایحتاج میسر آئے تو کچھ مضایقہ نہین - اور در حقیقت ہمارا محلِ عیش و عشرت تو دارِ آخرت ہی جیسا کہ مخبر صادق نے ہمکو اسکی سچی خبر دی لَا عَيْشَ اِلَّا عَيْشَ الْاٰخِرَةِ ادنا اثر اس دولتِ علم کا یہ ہی کہ اہل علم کی تدریس و افتا و تصنیف کا فیض جاوید قیامت تک مدارس مین جاری رہیگا اور انکے عام وعظ سے خلق اللہ کا ہدایت پانا بھی یہی حکم رکھتا ہی کہ اسنے اپنے بانی کو بھی اپنے مثل زندۂ جاوید بنا دیا پس اہل علوم کے واسطے یہ کتنی بڑی فخر کی بات ہی کہ غیرتِ صد دنیا بات ہی

وَمَا الْفَخْرُ اِلَّا لِاَهْلِ الْعِلْمِ اِنَّهُمْ	عَلَى الْهُدٰى لِمَنِ اسْتَهْدٰى اَدِلَّاءُ
فَقُمْ بِعِلْمٍ وَّلَا تَبْغِيْ بِهٖ بَدَلًا	اَلنَّاسُ مَوْتٰى وَاَهْلُ الْعِلْمِ اَحْيَاءُ

ترویج علوم کے اسباب مین جسقدر والیانِ ملک و حکامِ وقت و رؤسای زمانہ کو دخل ہوتا ہی اور انکی ترغیب سے علم کی ترقی مین جیسا اثر پڑتا ہی وہ دوسرون سے ممکن نہین وَهٰذَا هُوَ الْحَقُّ لِاَنَّ اَعْظَمَ الْاَسْبَابِ فِيْ هٰذَا الْبَابِ رَغْبَةُ الْمُلُوْكِ لَا اِرَادَةُ الصُّعْلُوْكِ دور کیون جائیے اسی دورِ انگریزی کو ملاحظہ فرمائیے کہ علم انگریزی نے تھوڑے زمانہ مین کتنی بڑی ترقی کی

ہندوستان مین اسکے ہزارون مدرسے قائم ہوگئے اور لاکھون آدمی انگریزی پڑھنے لگے
ہندو ہون یا مسلمان - انگریز ہون یا کرسٹان سبھون نے اسکو دنیا کمانے کے واسطے حاصل کیا
اور کر رہے ہین لیکن ہزارون پڑھتے پڑھتے مرگئے اور مر رہے ہین اور سیکڑون سندیافتہ کو
اُمیدواری مین کامیابی کی نوبت نہ آئی - اور بعضون نے نوکری بھی پائی - افسوس کہ انگریزی
دانونکی تو اسقدر کثرت اور پھر نوکریونکی اسدرجہ قلّت کہ لاکھ مین قابل روزگار ہزار - ہزار مین
سو امیدوار - سو مین دس ملازم سرکار - پس علّت اس قلّت کی بجز اسکے کیا کہی جائے
کہ جای تنگ ست و مردمان بسیار - تاہم اگرچہ ہر انگریزی پاس شدہ کو سرکاری نوکری کا ملنا
ضرور نہین ہی اور نہ سرکار گورنمنٹ نے اس بات کی ذمہ داری کی ہی کہ اِف اے یا بی اے
یا ایم اے کے نصاب لیاقت تک پاس کیے ہوئے آدمی کو ہم ضرور ضرور خواہ مخواہ فلان
دفعۂ قانون کی رو سے معزز نوکری دینگے لیکن چونکہ نوکری بدون سندِ امتحانی کے نہین
ملتی ہی اور ملازمتِ سرکاری کے واسطے اعلی درجے کی لیاقت کا سرٹیفکیٹ طلب کیا جاتا ہی
لہذا اِس اُمید کے خیال سے کہ شاید اُمیدوارونمین ہمارا نام بھی کسی وقت دفترِ کامیابی مین
لکھا جائے اور اتفاقاً کوئی نوکری ہاتھ آئے - اکثر لوگ انگریزی پڑھتے ہین کہ لَو لا
الاَمَلُ لا ختلّ العَمَلُ لیکن جب سنِّ شریف چھبّیس برس کا ہوگیا تو نہ اَمل رہا نہ عمل سارا
کارخانہ اُمید کا تشریف لیگیا اور قطعاً امیدواری کی بیکار نوکری سے بھی تمام عمر نااُمید کا
استعفا دینا پڑا اور مدارسِ اسلامیہ کی تحصیلِ علومِ دینیہ سے تو اتنی بھی اُمید نہین کہ
سندِ تکمیل پانے اور دستارِ فضیلت بندھ جانے کے بعد کہین اُمیدوارون مین
نام لکھوا کے تدریس یا اِفتا یا قضا کی خدمت ملنے کی امید ہو - پھر باینہمہ حرمان و
یاس اور باوجود پریشانی و افلاس کے کس قدر اسلامی مدارس کی بھی کثرت ہی

اور دینی طالبانِ علوم کی کس درجہ استقامت وہمت ہی کہ بیچارے دُور دُور دسے
پڑھنے کے واسطے آتے ہین اور تھوڑی مدت مین بہت بڑی دولتِ ابدی
نعمتِ سرمدی۔ نجاتِ اخروی کما لیجاتے ہین یعنی علمِ نافع کی تحصیل سے مسلمان
بھائیون کو نفع پونہچاتے ہین۔ اللہ اور رسول کے احکام اوامر ونواہی تباتے
ہین مرضیاتِ شارع سناتے ہین۔ علومِ دینیہ کی تعلیم فرماتے ہین۔ بھٹکے ہوؤنکو
راہ پر لگاتے ہین۔ بس اس تکمیل اور تحصیل کا یہی نتیجہ ہی کہ اصلاح ظاہر و باطن
کی تکمیل ہو نہ مالِ دنیا کی تحصیل۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۵
آجکل صرف نام کے ہمارے بھائی بند مگر مکلّف بقید شرعی ہوکے آزادی
اندیش اور نیچریت پسند رات دن بآوازِ بلند پکار رہے ہین قومی صلاح۔ قومی فلاح۔ قومی
ہمدردی۔ قومی جوالمردی۔ قومی دلسوزی۔ قومی بہبودی۔ قومی خیرخواہی۔ قومی ترقی
قومی اخلاق۔ قومی اتفاق۔ قومی اُخوت۔ قومی مُروت۔ قومی پاسداری۔ قومی
غمگساری۔ حال آنکہ یہ سب الفاظ اصل وضع کے اعتبار سے موضوع ہین اور مورد
استعمال کی رو سے مہمل یعنی مصداقاً معنی سے معرا اور مطلب سے خالی ہین بلکہ محض
خیالی ہین ورنہ مصداق اور مورد اسکا دکھا دین کہ کس غریب جاہل کو عالم بنایا۔ کس
ادنا آدمی کو اعلیٰ درجے پر پونہچایا۔ کس بیوہ کا نکاح کردیا۔ کس بھوکے کا پیٹ بھردیا
۔ کس اُفتادہ کو خاکِ مذلت سے اُٹھایا۔ کس مصیبت زدہ کو اپنے پاس بٹھایا
۔ کس بیکس کی خبر لی۔ کس لاوارث بچے کی تعلیم وتربیت کی۔ کس آفت رسیدہ
کو بچایا۔ کس قیدی کو چھڑایا۔ کس بیکار کو نوکر رکھوا دیا۔ کس خانہ بدوش کا
گھر بنوا دیا۔ کس گرتے ہوئے کو سنبھالا۔ کس ڈوبتے ہوئے کو نکالا

کس نامہذب کو شرعی تہذیب سے مہذب کیا۔ کس بے ادب کو دینی تادیب سے مؤدب کیا کس مظلوم کو پنجۂ ظالم سے چھوڑایا۔ کس ظالم کو عادل و رحم دل بنایا۔ کس بے قید اور آزاد طبیعت کو شریعت کے احکام کا پابند کیا۔ کس پابندِ علائق دنیا کو قطع تعلقات کا سبق دیا۔ کس قوم کو صراط مستقیم کی ہدایت کی۔ کس جماعت کو علومِ دین کی تعلیم دی۔ اُمرای عالی ہمت سے کن کن پردیسی محتاج طلبہ کے واسطے تحصیل علم کے ضروری سامان کی صورت نکالی۔ مدارس اسلامیہ مین کس کس تدریس علم و ہدایت کے لیے خیرِ جاری کی بنیاد ڈالی۔ قوم کی ہمدردی کا کیا کام کیا۔ قوم سے دینداری کا کیا کام لیا۔ بس ان چند الفاظ اضافی کے ساتھ بار بار قوم کا نام لینا بھی ایک قسم کا قوم کو دھوکا دینا ہی۔ بڑا دھوکا تو یہ ہی کہ دین کی عزت اور قوم کی ترقی یا یون کہیے کہ دین کی ترقی اور قوم کی عزت دونونکا موقوف علیہ بحیثیت مجموعی دنیا کی عزت۔ دنیا کی ترقی کو بنالیا۔ حال آنکہ قومی عزت و دینی ترقی کا سر منشا اور سببِ اقوی۔ تقویٰ اور اتباعِ شریعتِ غرا بعلم و عملِ بے ریا ہی اور یہی موجب فلاحِ دنیا و نجاتِ عقبیٰ ہی۔ بس اسی علم نافع و عمل صالح کو حاصل کرنا چاہیے اِس علم و عمل کے حاصل کرنے مین جب تک تعلیم و تعلم کے جملہ مراتب کا لحاظ الاھم فالاھم کے قاعدے پر نہ کیا جائیگا تو آسانی ترتیب کا سلسلہ اور تدریجی تحصیل کا سر رشتہ ہاتھ نہ آئے گا یعنی اہم کو مقدم کرنا چاہیے۔ اور سمجھنا چاہیے کہ مقاصد سے پہلے مبادی ہوتے ہین۔ چنانچہ فرضِ عین فرضِ کفایہ پر۔ فرضِ کفایہ مندوب پر۔ مندوب مُباح پر مقدم ہوا ہی ورنہ وہی مثل کہ فرائض کو چھوڑ کر نوافل پر جھکے اور واجبات کو ترک کرکے مستحبات پر گرے۔ فرضِ عین وہ ہی کہ جسکو شارع نے خاص خاص ہر مکلف کی ذات پر واجب کردیا ہو۔ فرضِ کفایہ وہ ہی کہ جسکو ایک جماعت پر واجب ٹھیرایا ہو

پھر اگر ایک نے بھی انمین سے وہ کام کیا تو اورونکے ذمے سے وجوب اُسکا ساقط ہوجائیگا - اور جو علم فرض عین ہی جسکے باب مین یہ حدیث وارد ہوئی طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَّمُسْلِمَۃٍ جیسا کہ صفحہ ۶۳ مین ہم اسکا بیان کرچکے ہین حضرت امام غزالی علیہ الرحمہ نے اسکی تعیین مین قریب بیس اقوال کے لکھے ہین مگر اقرب بتحقیق ابوطالب مکّی علیہ الرحمہ کا قول معلوم ہوتا ہی کہ انھون نے اُس علم کو فرض عین فرمایا ہی کہ جسپر اسلام کی بنا ہونیکا ذکر اس حدیث شریف مین آیا ہی بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَھَادَۃِ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَآءِ الزَّکٰوۃِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ (متفق علیہ) مگر یہ علم اللہ تعالی اور اُسکے فرشتون اور کتابون اور رسولون اور روز قیامت اور خیر وشر کی تقدیر پر ایمان لانیکے بعد ہی اگرچہ ایمان کی شاخین کچھ اوپر ستر آگئی ہین جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلْاِیْمَانُ بِضْعٌ وَّسَبْعُوْنَ شُعْبَۃً لیکن صرف توحید ورسالت کی تصدیق کا علم اجمالی بھی نفس ایمان کے واسطے کافی ہوسکتا ہی اور اسیقدر معرفت تو عامہ مسلمین پر فرض عین ہی - اور مبانی خمسہ اسلامیہ کا علم ضروریات دین اسلام سے ہر مسلمان پر واجب ہی - اور امور فرض عین کا علم علی وجہ الکمال تو بدون تفسیر - حدیث فقہ - اصول کے حاصل نہین ہوسکتا اگر مع دیگر علوم آلیہ کے انھین علوم کا قصد تکمیل ہو اور انکے سب معلومات واطراف وجوانب مالہ وما علیہ کا قصد تحصیل ہو تو یہی فروض کفایہ مین داخل ہوجائین - اور علوم کے معلومات تو نہایت وسیع اور زائد ہین انکا کوئی حد و احصا نہین اسیواسطے حق تعالی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا ط اور اس نبی امی روحی فداہ کی اُمت مرحومہ مین ایک سے ایک بڑھکر عالم وفاضل ہوتے چلے آئے ہین اور قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہیگا چنانچہ اسکی طرف اس آیہ کریمہ مین اشارہ ہی وَفَوْقَ کُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیْمٌ

اور کبھی علمای کاملین کو کمالات علمیہ سے قوام امر دنیا و نظام قانون شرع مین بے نیازی حاصل نہین ہوسکتی بلکہ صدای ہل من مزید بلند رہتی ہی جیسے قرآن تفسیر حدیث۔ اصول۔ فقہ تصوف۔ ادب کلام۔ قرأت۔ منطق حکمت ہیأت۔ ہندسہ۔ تشریح۔ حساب۔ تاریخ۔ طب۔ وغیرہ مین کمال تبحر پیدا کرنا۔ اور کتاب وسنت کو تحریفات غالّین وانتحالات ضالّین سے بجوابات معقول ومنقول وتقریرات فروع واصول بچانا۔ اور دین اسلام پر سے نئے فلسفے کے اندرونی اور بیرونی حملات مخالفین کا اُٹھانا وغیرہ وغیرہ۔

لیکن اس زمانہ کساد بازاری جوہر نارسائی علم وہنر مین اسقدر تبحر علمی کے کمال پر عبور کرنیکے اسباب ووسائل کہان نہ معاش کا سامان نہ پڑھنے کا اطمینان قطع نظر اسکے دل ودماغ مین ایسی سستی وناتوانی کہ اگلون کی سی محنت ومشقت نہین ہوسکتی۔ اور ذہن وحافظہ مین اسقدر ضعف وپریشانی کہ طبیعت جلدی نفس مطلب کو نہین پہونچتی اور کوئی چیز یاد نہین رہتی آنکھونکی وہ حالت کہ جوانی مین عینک کی حاجت۔ کتاب ہی تو کتاب بینی کی قوت نہین۔ قوت ہی تو کتاب خریدنے کی استطاعت نہین۔ سچ ہی۔ وَلِكُلِّ شَيْءٍ آفَةٌ وَلِلْعِلْمِ آفَاتٌ لَا سِيَّمَا النِّسْيَانُ أَشَدُّهَا

لیکن ایسی چند در چند آفتونمین علم ایسی دولت جاودانی بلکہ کمال اسلام کے باقیات صالحات کی نشانی کسب سے علی وجہ الکمال نہ ملسکے تو ہمت اور قوت کے موافق ونیز اس زمانے کی قدر ضرورت کے مطابق ضرور حاصل کرنا چاہیے کہ مَا لَا يُدْرَكُ كُلُّهُ لَا يُتْرَكُ كُلُّهُ

عمر قصیر آمد وعلمت کثیر	انچہ ضروری ست ہمان پیش گیر

حق تعالی کے فضل وعنایت سے ہمکو یقین واثق ہی کہ اگر اس تھوڑی تحصیل کے قصد مین دینداری کی نیت خالص بھی شامل ہو تو انشاء اللہ العزیز ہر طالب علم کمالات علمیہ کی

جامعیت مین فرد کامل ہوا اسواسطے کہ نتائج افکار کسی حد پر نہین ٹھہرتے ہین اور نہ تصرفات انظار کسی غایت تک منتہی ہوتے ہین بلکہ ہر عالم و متعلم کے لیے اُنہین سے ایک حصۂ ہی جسکو وہ اپنے وقتِ مقدر مین فراہم کرتا ہی دوسرے کو اُسمین مزاحمت کرنا نہین پہونچتا۔ یہ علوم دینیہ نہین بلکہ مواہب لَدُنیہ ہین کہ مبدأ فیاض کے سرچشمۂ فیوض ازلیہ سے تمام عالم مین بلا انقطاع جاری اور ساری ہین۔ کیا عجب کہ اس دَورِ اخیر مین **ندوۃ العلما** نے اس زمانیکی بے سامانی اور پریشانی کو دیکھکر طالبۂ علوم کی اصلاح تعلیم مین کہ زمانہ کم صرف ہو اور علم زیادہ حاصل محنت تھوڑی ہو اور استعداد کامل کوئی آسان تجویز اور سہل تدبیر باہمی اتفاق اہل علوم سے نکالی ہو کہ شاید متقدمین کا ذہن اس بات سے خالی ہو کَمْ تَرَکَ الْاَوَّلُ لِلْاٰخِرِ

ہنوز آن ابرِ رحمت دُر فشان ست
می و میخانہ با مُہر و نشان ست

ظاہر ہی کہ ہر زمانے مین مختلف ضرورتوں کے لحاظ سے اور میلان طبائع کے اختلاف سے تعلیم و تعلم کا طریقہ بدلتا رہا اور سلسلۂ درس کا نصاب بھی کم و بیش ہوتا گیا اور طرزِ تعلیم مین بھی ہمیشہ سے ایک حالت نہ رہی چنانچہ ابتو درس کی صورت بالکل بدل گئی کہ شاگرد پڑھتا ہی اور استاد سنتا ہی لیکن زمانۂ سابق مین اسکے بالعکس عمل درآمد تھا اسواسطے کہ حَدَّثَنَا اَخْبَرَنَا کا سلسلۂ روایت اسی پر دلالت کرتا ہی و نیز تواریخ سے بھی پتا اسکا بخوبی لگتا ہی کہ بنو اُمیہ کے عہدِ دولت مین بھی استاد کی قراءت اور شاگرد کی سماعت معلوم ہوتی ہی اور دولتِ عباسیہ مین بھی چندے یہی درس کا طریقہ رہا پھر بعد اس زمانے کے کتبِ عربیہ کیطرف رغبت کم ہونے لگی تو علمانے ان کتابونکا ترجمہ زبانِ فارسی مین کرنا شروع کیا یہانتک کہ یہ زبان نظماً و نثراً اپنی غایت کو پہونچ گئی اور ساری فصاحت اور بلاغت کے بدائع صنائع اسی پر

ختم ہوگئے اور بڑے بڑے اِس زبان کے ماہر ناظم و ناثر پیدا ہوئے ایک مدت تک اسکی گرم بازاری رہی جب دولتِ اسلام بالکل سست و مضمحل ہوگئی اور اکاسرہ وقیاصرہ کے رسوم کا سلاطین مین رواج ہوا تو اختلاط اہل عساکر سے اردو زبان ریختہ حادث ہوئی۔ اِس زبان نے بھی خوب ہی تراش خراش پائی اور عربی فارسی کتابونکا ترجمہ بھی اِسی زبان مین ہونے لگا اور یارون نے نظم و نثر مین کیا کیا طبیعت کی جولانیان دکھائین۔ مگر ریاستون کے اکثر دفاتر فارسی زبان مین تھے جب سے انگریزی حکومت کا پورا پورا تسلط ہوا تو دفاتر کی کارروائی بھی اِسی زبانِ اُردو مین ہونے لگی۔ ابتو یہ زبان انگریزی لفظون سے مختلط ہوکر مثل معجون مرکب کے کوئی اور ہی چیز بنگئی اور سارے علوم کا دارُمدار اسی زبانِ مختلط پر آرہا معلوم نہین کہ بعد اِسکے زبان اور اہلِ زبان کا کیا رنگ ہوگا اور اونٹ کس کل بیٹھے گا وَاللہُ یَعلَمُ وَاَنتُم لَا تَعلَمُونَ ۞

یہان ایک لطیف نکتہ اور بدیہی معجزہ قرآن وحدیث کی بلاغت و فصاحت کو تسلیم کرنے کا اور اِس پاک زبانِ اعجاز بیان کی نسبت حق سبحانہ وتعالی شانہ کے حافظ اور نگہبان رہنے کا ایسا القا ہوا کہ متعلق حالِ وِجدانی ہے نہ وابستۂ قیل وقالِ زبانی

بطبع معنیے باشد کہ در گفتن نمی آید	خموشی گوہرے دارد کہ در سفتن نمی آید

ساری دنیا کے زبان دانون مین آج ہمکو اپنے کلامِ خداوندِ قدیم و حدیثِ رسولِ کریم کے ابلغ البلاغات و افصح الفصاحات ہونے مین دعوے کے ساتھ فخر کرنے کا موقع ملا۔ اور نبیِ اُمّی کے افصح العرب والعجم ہونے کا معجزہ آج ہمپر کُھلا کہ اس عالمِ کون وفساد کے مُرورِ دُہور سے زبانونکا بننا اور بگڑنا ایک بدیہی بات ہے چنانچہ فارسی۔ انگریزی۔ اُردو زبان کو دیکھیے کہ الفاظ کی شایستگی

۔ کلام کی تہذیب۔ مضمون کی حسن بندش مین کسقدر روزانہ ترقی کرتی جاتی ہی کہ اگلی زبان اِسکے سامنے متروک الاستعمال ہوگئی اور زبانون پر کریہ اور بُری معلوم ہوتی ہی خصوصًا اپنی مادری اُردو زبان کی فصاحت کو ملاحظہ کیجیے کہ نظم و نثر مین آجکل ضرب المثل ہی اور میر اور دلی کی اگلی زبان اِسکے سامنے بالکل مہمل اور رذل۔ علی ہذا القیاس دوسری زبانین بھی روز بروز نکھرتی جاتی ہین اور تراش خراش مین عمدگی کے ساتھ ادنیٰ سے اعلیٰ کیطرف ترقی پاتی ہین بخلاف اس عربی زبان کے کہ اعلیٰ سے ادنا کیطرف ترقی معکوس کررہی ہی جسقدر پہلے اسمین اعلیٰ درجے کی فصاحت اور بلاغت تھی اُسیقدر اسمین رکاکت اور ثقالت آگئی اور آفاقیونکے اختلاط سے روزانہ بگڑتی چلی جاتی ہی یہانتک کہ فی الحال عرب کی بول چال عربی خوانونکی سمجھ مین نہین آتی ہی کیونکر سمجھ مین آئے کہ عربی دان تو قرآن و حدیث کے طرز پر بولنے کے عادی ہین مگر وہان الفاظ اور اعراب خلاف کتب لغت کے بولے جاتے ہین اور تخفیفات بہت کثرت سے شائع ہین اور حرف گاف جو زبان عجم کے ساتھ مخصوص اور ثقل و گرانی کے سبب عرب مین بالکل متروک تھا اب وہ بجاے قاف کے ایسا مستعمل ہوا کہ کوئی عرب قاف نہین بولتا سب کے سب گاف بولنے لگے مثلاً قُل کو گُل۔ قُم کو گُم۔ قبلہ کو گبلہ۔ عقبی کو عگبی۔ نقل کو نگل۔ شوق ذوق کو شوگ ذوگ۔ قال یقول کو گال یگول۔ قد قامت کو گد گامت۔ اسیطرح تاے مثلثہ جو حرف مخصوص عربی زبان کا تھا اوسکو تاے مثنات فوقانی بنالیا کیا عوام کیا خواص سب کے سب کثیر کو کتیر۔ تاثیر کو تاتیر۔ ثواب کو تواب۔ ثُمَّ کو تُمَّ۔ ثقیل کو تقیل۔ ثلاثہ کو تلاتہ۔ ثانیہ کو تانیہ۔ قثاء کو گتاء۔ استثقال کو استتگال۔ مثقال کو متگال۔ وثیقہ کو وتیگہ کہنے لگے۔ غرض کہ کوئی زبان مثل اسکے نہین بگڑی۔ اگر خدانخواستہ یہ زبان بھی مثل

اور زبانونکے صاف اور عمدہ ہوتی جاتی تو قرآن وحدیث کا حُسنِ فصاحت ولطفِ بلاغت پایۂ اعتبار سے ساقط ہوجاتا اور مثل دوسری اگلی زبانونکے اسپر بھی حرفِ بدنامی آتا بس عالمِ کون فساد مین یہ بھی ایک معنوی نکتہ تھا کہ فساد مین صلاح نکلی یعنی اٰجکل کی عربی زبان بگڑ گئی اور قرآن وحدیث کی فصاحت و بلاغت اُسی طرح بنی رہی بلکہ اس اختلاط سے بدرجہا بڑھگئی اور تمیز ہوگئی کہ اَلْاَشْیَاءُ تُعْرَفُ بِاَضْدَادِھَا نہین نہین خیرالقرون مین اعجازِ قرآنی کا یہ بھی ایک مُعجزنما اثر تھا جو اس زمانۂ شرّ القرون مین قدرتی انتظام سے ظاہر ہوا۔ فِعْلُ الْحَکِیْمِ لَا یَخْلُوْ عَنِ الْحِکْمَۃِ۔

تو چہ دانی کہ درین شر چہ بود خیر آسی	فِیْھِمَا مَصْلِحَۃٌ یَعْلَمُ رَبُّ النَّاسِ

ندوۃ العلما کے اجلاس مین جو یہ مسئلہ مسلّم ہوچکا کہ مدارس اسلامیہ کا موجودہ طریقۂ تعلیم قابلِ اصلاح وترمیم ہی۔ اور سلسلۂ درس کا نصاب کتب بھی کسیقدر تبدیل وتغیر کا محتاج ہی سو واقعی امر ہی اسمین کوئی شک نہین کہ یہ قدیم درس کا طریقہ اور پُرانی کتابونکا نصاب زمانۂ حال کی روش کے موافق ہماری دینی تعلیم کو تکمیل کے درجے تک نہین پونہچا سکتا اور اس طریقے پر ہمکو تھوڑے دنونمین کہ عمر کا زمانہ بھی کم صرف ہو اور محنت مشقت بھی کم پڑے علوم دینیہ کی تحصیل مین زیادہ کمال نہین آسکتا ضرور ہی کہ ہم اپنے قصد وہمت۔ معاش کی ضرورت۔ اطمینان کی وسعت۔ اوقات کی فرصت۔ اسباب کی حاجت کے موافق کتب مروجہ کے انتخاب وعلوم درسیہ کی تعیین سے مہما امکن اپنی تعلیمی حالت کو درست کرین اور اس باب مین غور وفکر کے ساتھ جہانتک ہوسکے عمدہ رائے دین۔ نظر بران طرزِ طریقۂ تعلیم ونصابِ کتب درسیہ کی نسبت بنظر کمال خیرخواہیِ طلبہ جو کچھ زبانِ قلم پر آیا اُسکو چند اُمور ذیل مین قلمبند کرکے پیشکش کرتا ہون

(۱) تعلیمِ اطفال کی ابتدائی حالت نہایت خراب ہورہی ہی کہ بہت دنونمین

ہجی اور حرف شناسی کی قوت حاصل ہوتی ہی۔ پھر بعد اسکے ایک مدت تک بلالحاظ مخارج کے اور بغیر درستی زبان کے قرآن شریف پڑھایا جاتا ہی۔ اور پھر اسکے ساتھ ہی ساتھ یا بعد کریما۔ ماقیمان دستور صبیان۔ آمدنامہ۔ محمود نامہ۔ قاف نامہ۔ چراغ نامہ۔ دیوان نویدی وغیرہ گھرون پر معلم رکھ کے طوطے کیطرح براے بیت بازی رٹایا جاتا ہی۔ پانچ چھ برس اسمین عمر عزیز انکی ضائع ہو جاتی ہی نہ معنی سمجھتے ہین نہ لکھنے پڑھنے کی استعداد آتی ہی۔ بعد اسکے جو عربی پڑھانیکا خیال آیا تو میزان منشعب شروع کرادی جاتی ہی چونکہ قبل اسکے چھوٹے چھوٹے بامعنی عربی کلمات اور فقرات سے کچھ مناسبت نہین ہوتی ہی تو انکو اجنبیت کے سبب اس قاعدۂ اوزان کی کتاب پڑھنا مصیبت کا سامنا ہو جاتا ہی پس باوجود ایک عمر صرف ہو جانے کے صرف و نحو کے برتنے پر قادر ہونمین ناکام اور خام رہنے کی یہ وجہ ہی

صرف شد عمرت بحث نحو و صرف	از سواد دل نخواندی یک دو حرف

ظاہر ہی کہ جب مبتدی کی تعلیمی ابتدا بگڑ جاتی ہی تو پھر کچھ بن نہین آتی ہی۔ ساری صرف و نحو پڑھ چکے لیکن نہ صیغونکے اشتقاق اور استخراج پر قدرت نہ عربی عبارت کے صحیح پڑھنے پر طاقت پھر اس پڑھنے سے کیا نتیجہ اور کیا منفعت۔ پس ایسے نقصان و مضرت کی دیدہ و دانستہ صورت مین ہمکو اُسی پُرانی لکیر کے فقیر بنے رہنے کی ضرورت نہین بلکہ صرف و نحو کی تعلیم حسب دستور قدیم ابتدا سے نہ دیجائے اور بعد پڑھانے چند لغات مفردات و الفاظ مستعملہ روزمرہ کے قواعد کی کتابین پڑھائی جائین۔ اگر مذہبی تعصب کو دخل نہ دیا جائے اور طرز تعلیم کے سہل طریقے پر انصافانہ نظر ڈالی جائے تو بعد حرف شناسی کے مبتدیون کو ابتدائی کتابونکے سیکھنے مین انگریزی سررشتۂ مدارس کے طریقے پر تعلیم دیجائے چنانچہ وہان

دو حرفی - سہ حرفی - چہار حرفی - پنج حرفی - شش حرفی - ہشت حرفی بول چال کے مفرد لغات یاد کرانے کے بعد دو لفظی - سہ لفظی مرکبات - اور نصیحت آمیز چھوٹے چھوٹے جملوں کے حکایات پڑھائے جاتے ہین - جب لڑکون کو کچھ الفاظ اسکے یاد ہوجاتے ہین - اور اُنکے ترجمہ کرنے پر فی الجملہ قدرت پاتے ہین تو اوسوقت صرف ونحو قواعد کی کتابین پڑھائی جاتی ہین - یہی وجہ ہی کہ اسکول کے تعلیم یافتہ لڑکے (باوجودیکہ انگریزی زبان بہ نسبت فارسی اور عربی کے ہندوستانیون کو سخت مشکل اور محض اجنبی ہی) ایکہی سال مین اسی تعلیم کی بدولت گِٹ پِٹ کرنے لگتے ہین اور دوسرے سال آپہمین بول چال اور ترجمہ کرنے کی استعداد اور لکھنے کی مشق بڑھاتے ہین - بخلاف ہمارے عربی مدارس کے مبتدیون بلکہ منتہیونکے کہ دس بارہ برس مین نحو صرف معنی بیان منطق حکمت - فقہ حدیث - تفسیر قرآن سب پڑھ چکے اور دستار فضیلت بھی سر مبارک پر بندھ گئی - اور لمبی چوڑی تکمیل علوم کی سند بھی مِلگئی مگر افسوس کہ باوجود مناسبت قرآن خوانی و حدیث دانی کے عربی زبان کی انشا پردازی اور معاملہ نگاری مین بالکل کورے اور ناقص رہگئے اور عربی زباندانی اور بامحاورہ مطلب خیز اپنی اُردو زبان مادری مین ترجمہ کرنا تو کجا شعر تک موزون نہین پڑھا جاتا عروض اور قافیے کو کون کہے - پس اس قسم کی ابتدائی کتابین ڈھاکہ - کلکتہ - لاہور کے مدارس مین پڑھائی جاتی ہین - اور ایک کتاب راقم نے بھی جدید عدیم النظیر نہایت مفید اسطرح کی طیار کی ہی کہ ہر صفحے کے نصف حصۂ بالا مین تین حصے کیے ہین ایک حصے مین مثلاً بیس مصادر مستعملہ لکھے ہین اور دو حصون مین اُسکے دونے لغات جامدہ روزمرہ مگر دونون مع ترجمۂ اُردو - اور علی ترتیب

حروف التہجی اور نصف حصۂ زیرین مین چھوٹے چھوٹے فقرات اور جملات اسطرح لکھے
ہین کہ تمام مصادر و اسمای جامدۂ بالا کا ذکر انہین آگیا کہ مصادر سے کہین مصدر۔ کہین
ماضی کہین مضارع۔ کہین امر۔ کہین نہی۔ کہین اسم فاعل۔ کہین اسم مفعول ہی۔ اور اسماے
کہین اسم۔ کہین تصغیر۔ کہین جمع۔ تاکہ مفردات مرکبات مین برتنے سے بآسانی یاد ہوجائین

(۲) حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ نے لکھا ہی (سعید از ما کسے
است کہ بلسان عرب و صرف و نحو و کتب ادب مناسبت پیدا کند و حدیث و قرآن را
ادراک نماید) اس عبارت مین بھی نحو صرف وغیرہ پر لسانِ عرب کو مقدم کرنے سے معلوم
ہوا کہ پہلے کچھ عربی زبان سے مناسبت پیدا ہونیکے واسطے مبتدیونکو آسان آسان مفردات
اور مرکبات اور چھوٹے چھوٹے کلمات اور فقرات مع ترجمہ پڑھائے جائین پھر
بعد اسکے صرف و نحو کی تعلیم دیجائے تاکہ سمجھ مین آئے اور شوق بڑھے۔ نہ یہ کہ پہلے
ہی سے قواعد کی کتابین شروع کرا دیجائین۔ میزان منشعب کے بعد پنج گنج کے باب
اول سے صرف چار فصلین پڑھائی جائین کہ انہین مع تعلیلات کے آسان گردانین
ہین باقی خاصیت ابواب وغیرہ کی مشکل بحثین چھڑوا دیجائین کہ مبتدی کے ذہن مین
ابھی یہ مضامین بخوبی نہین جم سکتے بعدہ ضمیمہ تصاریف مشکلہ کے ۱۴ نقشے کہ ہر ورق
کے نقشے مین ایک مصدر کے ۲۱۲ صیغے ہین حسب قواعد مندرجۂ دیباچہ یاد کرادین کہ
راقم نے اسی مجموعۂ پنج گنج مین اسکو نہایت مفید سمجھ کے بطریق ضمیمہ بڑھا دیا اور انہین ہر
گردان کے تعلیلات بھی لکھدیے بعد اسکے صرف میر کہ اس فن مین بہت آسان کتاب
ہی تمام و کمال پڑھائی جائے بشرطیکہ اوسکی ناتمام گردانونکی مشق اس ضمیمے
کے مطابق پوری کرائی جائے اور ایک کتاب صاحب منتہی الارب کی

تصنیف کہ صرف ونحو کا مجموعہ ہی۔ اول کا نام غَایَۃُ البَیَانِ فِی عِلمِ اللِّسَانِ۔ اور
ثانی کا نام المَسَالِکُ البَہِیَّہ فِی القَوَاعِدِ النَّحوِیَّہ۔ یہ عجیب وغریب کتاب
نافع طلاب جامعِ ابواب ہی کہ اسقدر مسائل مع شواہد ودلائل شافیہ اور کافیہ مین
بھی نہین اور فارسی زبان نفیس نہایت سلیس۔ یہ کتاب کلکتے اور کانپور مین چھپ
چکی لیکن افسوس کہ درس مین داخل نہوئی بظاہر منشا اسکا یہی معلوم ہوتا ہی کہ اسکے
مصنف نے ازراہ کمال ادب وانی انطباق قواعد کے امثال ونظائر مین اکثر عرب العرباء کے
اشعار سے استدلال کیا ہی اور نیز جابجا مثالون مین عربی لغات کو لکھدیا اور حاشیے پر
ان دونوںکا حل نہین چھپا اسواسطے کیسکو اسکے پڑھانے پر جرأت نہین ہوئی ورنہ
یہ کتاب ضرور پڑھائی جاتی اور سلسلۂ درس مین اندراج پاتی کہ طلبہ کیواسطے اس فن کی ضبی
باتین ضروری ہین سب اسمین بالاستیعاب علی وجہ الکمال درج ہین اور فی الحال راقم نے
اسکے اشعار مشکلہ اور لغات معضلہ کا ضروری حل مطلب کر کے حاشیے پر چڑھا دیا ہی تاکہ چھپ
جانیکے بعد یہ کتاب منفعت نصاب سلسلۂ درس مین داخل ہو اور عام فائدہ اسکا سبکو
شامل ہو وَاللّٰہُ المُعِینُ وَالمُستَعَانُ وَبِیَدِہٖ اَزِمَّۃُ الاِفَادَۃِ وَالاِحسَانِ

(۳) قطع نظر نقصان طریقۂ تعلیم وخرابی نصاب سلسلۂ درسیات کے علم مین دین
خالص کی منفعت اور حسن نیت کی خیر وبرکت نہونے مین معلم اور متعلم کی دلی حالت وقلبی
سیرت کو بھی بہت بڑا دخل ہی اسواسطے کہ استاد مرتبۂ افاضہ مین ہی اور شاگرد محل
استفاضہ مین۔ اور جب تک مفیض اور مستفیض مین نسبت معنوی نہوگی تاثیر
حسن قبول کی فائدۂ تامہ نہ دیگی سو پہلے کچھ آداب تعلیم وتعلم وشرائط درس وتدریس کے
لکھے جاتے ہین۔ سو انہین سے استاد کے آداب وشرائط یہ ہین اول علم کے افاضے

اور افادے کو بہ نیتِ خالص عبادت سمجھے اور اسمین رضای الٰہی ملحوظ رہے اور زیادہ جاہ و دولتِ دنیاوی کا ارادہ نہ کرے اور بفحوائے خَیْرُ النَّاسِ مَنْ یَّنْفَعُ النَّاسَ علم کی نفع رسانی کو اپنی خیریتِ خاتمہ کا ذریعہ جانے **دوم** افاضے کی اُجرت لینا مقصود بالذات نہو اور یون بالتبع ازراہ خدمت گذاری اہل علم کے بقدر مایحتاج ملجائے تو مضایقہ نہین **سوم** شاگرد کو بکمال شفقت علوم کی غایت وغرض پر خبردار کرے۔ اور اخلاقِ ردیہ سے روکے۔ اور رتبۂ فوق الاستحقاق کے تشوق سے مانع ہو۔ اور طاقت سے زیادہ کسب علم مین مشغول ہونے نہ دے **چہارم** جس چیز سے زجر کرے وہ بطور تعریض کے ہو نہ بطریق تصریح اور جو امر متعلم کے حق مین فی الحال اہم معلوم ہو اُسی سے آغاز کرلے خواہ وہ امر معاش ہو یا امر معاد **پنجم** بقدر استعدادِ متعلم تعلیم کرے۔ ترتیبِ احسن کی رعایت رکھے **ششم** جب شاگرد علم مین رشید ہو جائے تو حقائقِ علومِ ربانیہ کا اسپر افاضہ کرے ورنہ نااہل کو ایسے فیوضِ قدسیہ کے استفاضے سے روکتا رہے **ہفتم** کوئی بات معلم مفید کی مستفید کے فہم مین نہ آئے تو امثالِ خارجیہ ونظائرِ بدیہیہ سے سمجھائے اگر اسپر بھی نہ سمجھے تو اُسکو زیادہ تکرارِ مضمون سے سمجھنے پر مجبور نہ کرے **ہشتم** صاحب افادہ کا قول مخالف فعل کے نہو اگر مقال مکذب حال ہوگا تو لوگ اُس سے نفرت کرینگے اور طالبِ رشد نہونگے

خلافِ قول فعلِ راستان ہرگز نمیگردد	کہ گفتار قلم باشد ز رفتار قلم پیدا

نہم معلم پرہیزگار اور عالمِ باعمل ہو تاکہ علم اُسکا انفع اور قول اُسکا پُراثر واقع ہو **دہم** ہزل ولعب وضحک وتمسخر کو پاس نہ آنے دے بلکہ وقار اور حلم اور بردباری اختیار کرے **یازدہم** وقت تدریس کے ہمہ تن نفسِ ناطقہ کی توجہ متعلم کیطرف رہے کہ اِسکو تعلیم مین بڑا اثر ہی۔ ورنہ معلم کا انتشارِ خاطر شاگرد کی دلجمعی کو مضر پڑیگا

دوازدہم مطالعۂ سبق کی تاکید کرے اور بعد سبق کے اوّل مرتبہ ایک دفعہ بجاے
خود پڑھ لینے اور سمجھ لینے کا حکم دے ورنہ اکثر شاگرد نہ دیکھکے پڑھتے ہین نہ پڑھ کے
دیکھتے ہین **سیزدہم** صرف نحو۔ لغت کی رو سے الفاظ کی تنقیح۔ عبارت کی تصحیح کا امتحان
لیا کرے اور نفس مطلب کتاب کا جہانتک ممکن ہو شاگرد سے نکلوائے **چہاردہم**
خواہ تعلیم ہو خواہ مناظرہ ایک علم مین دوسرے کو داخل نہ کرے کہ یہ موجب تشویش
طالب علم و متعلم ہوتا ہی اور امور زائدہ کے پوچھنے اور دریافت کرنے سے روکے **پانزدہم**
مبتدیون پر القاے مشکلات نہ کرے مراتب فہم متعلم کا لحاظ رکھے جب طالب علم کو زائد الفہم
پائے اور حل مشکلات و کشف معضلات پر قادر دیکھے اُسکی تعلیم مین مزید اہتمام کرے
ورنہ اتنا سکھا دے جس سے وہ فرائض و سنن کو پہچان لے اور ضروریات دین کو جان لے
شانزدہم شاگرد کوئی بات پوچھے اور استاد کو اُسمین شک ہو اور اسکی پوری تحقیق او تصدیق نہو
لَا اَدْرِیْ کہدے اور اُسکو اپنی نادانی اور لاعلمی کا اعتراف سمجھ کے اِسکے کہدینے مین کچھ
ننگ و عار کا خیال نکرے اسواسطے کہ لَا اَدْرِیْ کہنا بھی نصف علم ہی۔ اسیطرح اپنی غلطی پر مطلع
ہونیکے بعد کسی مسلے سے رجوع کرنا بھی کمال دیانت و تبحر علمی و انصاف فہمی پر دلالت کرتا ہی
مگر یہ مضمون رجوع کا اس زمانے مین بخیال کسر شان علمی کے کمتر کسی سے ظہور مین آتا ہی
اِلَّا مَنْ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی **ہفدہم** ہر سبق پڑھاتے وقت یہ تین باتین ملحوظ رہین
تا شاگردونکو کتاب کے مطلب سمجھنے اور عبارت سے مضمون نکالنے مین نفس استعداد اور ملکۂ
سواد حاصل ہو (۱) عبارت صحت اعراب کے ساتھ شاگرد سے پڑھوالئے جہان غلط پڑھے
اوسکو متنبہ کردے اگر اسپر بھی وہ صحیح نہ پڑھ سکے تو اُس لفظ کو بتادے نہ یہ کہ اول مرتبہ
شاگرد کے غلط پڑھتے ہی استاد بتانا شروع کردے بلکہ استاد آگے آگے اور شاگرد

تو پیچھے پیچھے پڑھے جیسا کہ آجکل بعض نئے پڑھانے والے محض اپنی مشق بڑھانے اور مضمون یاد رکھنے اور اپنی تقریر صاف کرنے کیواسطے شاگرد کو بولنے نہین دیتے آپ ہی سب کچھ کہے جاتے ہین حالانکہ یہ طرزِ تعلیم بہت برا ہی اور ہرگز اس طریقے سے شاگرد کو استعداد نہوگی (۲) لفظی لگاؤ کے ساتھ اپنی عام فہم سلیس زبان مین ایسا باقاعدہ ترجمہ کرائے کہ محاورہ بھی ہاتھ سے نہ جانے پائے (۳) سبق کا خلاصہ اور عبارت کا مطلب جو مصنف کا مقصود ہو شاگرد سے کہلوائے اور آپ نہ بتائے ہان بوقت ضرورت جو اُس سے مطلب ادا نہو سکے۔ اگرچہ پڑھاتے وقت ہر مرتبہ ان تین باتون کی رعایت کرنےمین کسیقدر دیر تو لگے گی اور اُستاد پر محنت بھی پڑے گی لیکن اس سے شاگرد کو عبارت صحیح پڑھنے اور مطلب نکالنے کی پوری پوری استعداد حاصل ہوگی اور اس فن مین جو پڑھ رہا ہی دوسری کتاب پڑھنے کی حاجت نہ پڑے گی اور استاد پر یہ محنت و مشقت بھی اوائل تعلیم مین ہی پھر تو شاگرد خود بخود صحیح عبارت پڑھنے لگے گا اور بغیر ترجمۂ لفظی کے خلاصۂ مطلب کہدیگا۔ پس جب شاگرد کو اسقدر استعداد ہوجائے تو اُستاد کو چاہیے کہ اُسی سبق کا خلاصۂ مطلب یا اُسکی شرح عربی عبارت مین شاگرد سے لکھوا کر دوسرے روز دیکھ لیا کرے اور اصلاح بھی دیدیا کرے تا لکھنے پڑھنے دونون مین مہارت تامہ حاصل ہوجائے ورنہ پڑھنا تو آجائیگا مگر لکھنے مین عاجز اور ناقص رہیگا حالانکہ یہ بڑے عیب کی بات ہی وہی مثل کہ پڑھے تو ہین مگر گڑھے نہین اور حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہٗ نے آداب تعلیم مین ارشاد فرمایا ہی کہ استاد بطریق درایتِ عبارت و فہمِ مطلب روایت پڑھائے اور ان پندرہ ۱۵ چیزونکی رعایت کرے (۱) ضبطِ مشکل مع حلِّ اعرابِ اسما و افعال (۲) شرحِ غریب بلغت و اصطلاح (۳) کشفِ مغلق در عبارت بقاعدۂ نحو و صرف (۴) تصویر مسئلہ بنظائر و امثلہ (۵) تقریب دلائل بمقدمات بدیہیہ

(۶) تحقیق تعریفات مع بیان فوائد قیود (۷) تبیین قواعد کلیہ مع وجوہ انتزاع (۸) کشف وجہ حصر تقسیمات بحسب استقرا یا بدلیل عقلی (۹) تفریق ملتبسین یعنی قسم مشتبہ یا دو مذہب مخالف (۱۰) تطبیق مختلفین بدلالت مطابقی یا ایک مطابقی و دیگر تضمنی یا التزامی (۱۱) دفع شبہات ظاہر الورود مثل استدراک و تعریف الشئ بالاخفے وعدم جمع و منع وغیرہ (۱۲) بیان حوالہ مقام و وجہ جاے منظور فیہ و تقدیر سوال۔ (۱۳) ترجمۂ عبارت کتاب بحسب فہم متعلم (۱۴) تنقیح توجیہات و تعیین اصوب وجوہ (۱۵) سہولت تقریر بعبارت واضحہ۔ پس وقت درس دینے کے بحسب موقع و محل مناسب ان امور مذکورہ کا لحاظ رکھنا مدرس کی تکمیل تدریس کا فرض منصبی ہی اور نیز وقت تصنیف کے انہین سے اکثر باتونکی مراعات مصنف پر ضروریات سے ہی۔ استاد شفیق کو چاہیے کہ اپنے شاگردونکو ان باتون پر پہلے سے بطریق اجمال مطلع کردے کہ وہ ان امور کو مطالعۂ کتاب مین پیش نظر رکھین اور خوب خیال کرین۔ اور کبھی کبھی انسے کسی معاملے اور واقعے کا مسودہ یا کسی مسلے کا جواب استفتا لکھواکر امتحان لیلیا کرے کہ اس صورت مین شاگرد کا حق تربیت تقریراً و تحریراً حدّ کمال کو پہونچ جاتا ہی

یہ سب امور جو مذکور ہوے تعلیم معلم سے متعلق ہین مگر جو آداب و شرائط تعلّم متعلم سے علاقہ رکھتے ہین وہ یہ ہین **پہلے** طالب علم کو طالب صادق۔ فارغ القلب۔ صحیح المزاج۔ متدین۔ منصف طبع ہونا چاہیے **دوسرے** سخت مزاج۔ درشت خو بدزبان۔ فحش گو۔ سیئی الخلق نہو۔ اپنے سے کم رتبے والے پر رحم کرے۔ خود بھی بدنام اور متہم نہو **تیسرے** کسی امر واجب مین مخل نہو اور رسوم و عادات مین جمہور سلف صالح کے موافق ہے **چوتھے** مؤنت یعنی کسب مایحتاج معیشت سے نہ ڈرے۔ حاجت سے زیادہ

مال جمع نکرے **پانچوین** استقامت اور راست روی اختیار کرے۔ علم پڑھکے آلۂ فساد نہ بنے
چھٹے تحصیل علم مین مسلک اخلاص پیش نظر رکھے۔ تعلم سے دنیا کی طمع نکرے بلکہ واسطے استرضاے
خدا و رسول کے بہ نیت خالص پڑھے **ساتوین** تعلقات اور عوائق کم کرے کہ اکثر یہ مقصود کو
مانع ہوتے ہین بلکہ جب طبیعت زیادہ افکار سے پریشان ہوتی ہی تو درک حقائق سے قاصر نکلتی
ہی کما قیل اَلعِلمُ لَا یُعطِیكَ بَعضَهٗ حَتّٰی تُعطِیَهٗ كُلَّكَ فَاِذَا اَعطَیتَهٗ كُلَّكَ
فَاَنتَ عَلٰی خَطَرٍ مِّنَ الوُصُولِ اِلٰی بَعضِهٖ **آٹھوین** فکر معاش بقدر ضرورت ہو بلکہ معاش ما یعاش اور
قوت لایموت پر قناعت کرے اور رفقر مکسب سے پناہ مانگتا رہے پڑھنا اور مطلب سمجھنا
کیسا کہ اس سے تو حواس باختہ ہوجاتے ہین اور پیش پا افتادہ مضامین بھی سمجھہ مین نہین آتے

غم معاش کند پست فکر ماہر را	تلاش دانہ نشاند بدام طائر را

نوین کسل و کاہلی نہ کرے بلکہ تعلم کی محنت مین مرتے دم تک ثابت قدم رہے تحصیل کے سررشتۂ
استقلال کو کبھی ہاتھ سے نہ چھوڑے بلکہ مِنَ المَهدِ اِلَی اللَّحدِ طلب علم مین سرگرم رہے
دسوین حتی الوسع استاد کبیر السن متقی صحیح النسب نقی الحسب کی تلاش رکھے۔ ایسے شخص پرہیزگار
سے تعلیم لے جو ملابس دنیا نہو اور دنیا اسکو دین سے نہ پھیرتی ہو اور لوگ بھی اسکو اعتقاد و
وقار اور بزرگی کی نظر سے دیکھتے ہون اسواسطے کہ سب سے پہلے استاد ہی کا ذکر آتا ہی اگر استاد
جلیل القدر ہی تو شاگرد بھی گرامی قدر سمجھا جاتا ہی جب ایسا استاد ملے تو پھر کامل اوسکا مطیع بنجائے
اور اوسکی نصیحت کو سنے۔ اپنی ذکاوت پر تکیہ نکرے **گیارھوین** استاد کی تعظیم اور توقیر
کرے اور کسی امر مین جو شرع اسکی مانع نہو ناخوش نہ رکھے اور اسکی تکلیف کا روادار نہو اسواسطے کہ
جس شخص سے استاد کو ایذا پہنچتی ہی وہ مقطوع الفیض ہوجاتا ہی اور برکت سے محروم رہتا ہی **بارھوین**
کتاب پوری پڑھے ناتمام نہ چھوڑے۔ مبادی سے مقاصد مین پہنچے اور تمام عمر علوم آلیہ کی تنگنا

مین اڑا انہ رہے ہے۔ بے سمجھے بوجھے طوطے کیطرح سے نہ پڑھے جو پڑھے اُسکو سمجھ کر تشتبات جمع کرے اور کتب جدّیدہ کا سبق لے اور کسی علم مین جبکہ وہ حاصل ہو جائے یہ اعتقاد نہ رکھے کہ اب اس سے زیادہ تحقیق ممکن نہین ہی اسواسطے کہ یہ خیال اکثر مانع ترقی کمال ہوتا ہی۔

در بندِ آن مباش کہ مضمون نماندہ است	صد سال میتوان سخن زلفِ یار گفت

تیرھوین جمیع علوم و فنون مین بطور مطالعہ نظر کرکے اُسکی غایت غرض پر مطلع ہو اور جب تک ایک علم کو خوب محکم اور مضبوط نہ کرلے دوسرے علم کو شروع نہ کرے۔ اور جو طلبہ اپنی استعداد سے زیادہ ہر روز مختلف فنون کے متعدد سبق پڑھتے ہین وہ مذبذب ہوکر طَلَبُ الْكُلِّ فَوْتُ الْكُلِّ کے مصداق ہوجاتے ہین اور یہ بھی نہ کرے کہ بعض علم کیطرف بالکل مائل ہو اور بعض سے بالکل کنارہ کہ یہ جہل عظیم ہی۔ ہان کتب فلاسفۂ کفارہ کا پڑھنا اور انہین نظر کرنا دو شرطون سے جائز ہی ایک یہ کہ شریعت حقّہ کے مسائل اعتقادیہ و عملیہ پر راسخ اور ثابت قدم رہے دوسرے یہ کہ جو مسائل حکمتِ یونانیہ ظاہر شریعت کے مخالف ہون تو اپنی فراستِ ایمانیہ کو اُنکے تابع نہ کردے بلکہ بدلائل حکمتِ یمانیہ اُنکے رد کا قصد کرے **چودھوین** اپنے اقران و امثال سے واسطے طلبِ ثواب و اظہارِ صواب کے مذاکرے اور مناظرے کا شغل رکھے اور واسطے ترقیِ علومِ دینیہ کے طالبانِ معارفِ حقّہ کو درس دے کہ اَلْعِلْمُ غَرْسٌ وَسَقْيُهٗ دَرْسٌ **پندرھوین** صاحب سعی و ہمت ہو کہ انسان انہین دو پرونسے کمالات کے اونچے اونچے پہاڑون پر اڑتا پھرتا ہی جس کام کو چاہے پورا حاصل کرکے چھوڑے ہمت مردانہ کی استقامت سے منہ نہ موڑے آج کا شغل کل پر نہ ڈالے کیونکہ ہر دن کے مشاغل جداگانہ ہوتے ہین۔ کار امروز بر فردا مگذار ہر وقت اپنے پاس قلم دوات رکھے جو فوائد سنے وہ لکھ لے کہ اَلْعِلْمُ صَيْدٌ وَالْكِتَابَةُ قَيْدٌ اور جہانتک ممکن ہو علمِ مکتوب کو سینے مین محفوظ رکھے اسلیے کہ علم وہی معتبر ہی جو ثابت ہو خواطر مین وہ جو مکتوب ہو دفاتر مین

سوطھوین مراتب علوم کی مراعات حسبِ مقصد ذکر کرے کیونکہ ہر علم کے لیے رعایت تحصیل کے مطابق ضرورت ترتیبی کا ایک مرتبہ ہی اور ایک حد ہی کہ تجاوز اُس سے جائز نہین اور پہچاننا اُسکا ضروری ہی مثلاً علم نحو مین اقامت براہین و ایراد حجج و دفع شبہات مقصود نہین۔

(۴) زمانۂ سابق مین شافیہ۔ کافیہ۔ تہذیب وغیرہ متون کے حفظ کرانے کا دستور تھا بلکہ اب بھی بعض مدارس مین بعض متون زبانی یاد کرائے جاتے ہین جسمین ایک بہت بڑا حصۂ عمر کا صرف ہوجاتا ہی اور پھر کچھ یاد نہین رہتا کیونکر یاد رہے کہ قرآن شریف حفظ ہوجانیکے بعد جب اُسکی مزاولت نہ کیجائے اور ہر سال حافظ کو نہ سنایا جائے تو وہ یاد نہین رہ سکتا اسیطرح بعد تحصیل کے کوئی اِن متون کا آموختہ نہ پڑھے اور مثل قرآن شریف کے کسیکو نہ سنائے تو کیونکر یاد رہین اور قرآن شریف کے یاد رہنے کی وجہ اور دوسری کتابونکے بھول جانے کا سبب ظاہر ہی کہ صرف حفظ قرارت اُسکی اگرچہ قاری کو ترجمہ اوسکا نہ معلوم ہو موجب ثواب ہی بحیاب اور یاد کرکے بھلا دینا اُسکا مستوجب وعید عذاب اسواسطے حُفاظ اُسکے بقای حفظ کے تدابیر کرتے ہین بخلاف حفظِ دیگر کتب کے کہ بعد تکمیل کے کوئی اُسکو بقای حفظ کیواسطے نہین پڑھتا سب یاد کرکے بھول جاتے ہین اور زمانہ حفظ کی تضییع اوقات پر پچھتاتے ہین لیکن جو کچھ سمجھکے پڑھا تھا اُسکی نفس استعداد باقی رہجاتی ہی اور وہی بعد فراغ تحصیل کے کام آتی ہی اور جو کچھ طوطے کیطرح رٹا تھا سب بیکار ہوگیا۔ ہان البتہ اُن لغات و اصطلاحات ضروریہ کا یاد کرا دینا چاہیے جو اُس علم مین کارآمد ہون جیسے منطق پڑھنے سے پہلے اقسام قضایا و شرائط انتاج وغیرہ اور نحو سے پہلے اقسام جملات و وجوہ اعراب وغیرہ یاد کرا دیے جائین اور پڑھتے وقت بطریق تمرین اسطرح پوچھا جائے کہ طالب علمونکو جا بجا حسب موقع اُنکے برتنے اور استعمال کرنیکی قدرت اور استعداد حاصل ہوجائے البتہ اِس صورت مین استاد پر تو زیادہ مشقت پڑیگی اور کسیقدر دیر بھی لگیگی لیکن شاگردوں کو لکھنے پڑھنے

ہین بہت جلد سواد و ملکہ حاصل ہوگا اسواسطے کہ حفظ اور چیز ہی اور ملکۂ علمیہ اور چیز پس جس شخص کی توجہ بہ نسبت تحصیلِ ملکہ کے حفظ کیطرف زیادہ ہوگی اُسکو زیادہ فائدہ نہوگا یہی وجہ ہی کہ دقائق علوم مین محصّلِ حفظ کی عقل قاصر ہوتی ہی - ہان اگر ملکۂ علمیہ کے ہمراہ ملکۂ استحضار بھی منضم ہو تو بہت بہتر ہی لیکن محض حفظ سے اس بات کی تکمیل نہین ہوسکتی اور منجملہ اسبابِ استحضار کے حفظ ایک سبب ہی کہ مرجع اسکا قوتِ حافظہ ہی نہ جودتِ طبیعت - خلاصہ یہ کہ جبکا قوتِ حافظہ کم ہو جیسا کہ آجکل کے زمانے مین اکثر اہلِ علم مرضِ نسیان مین مبتلا ہین تحمل سے زیادہ حفظ کرنیکا بار اوسپر نہ ڈالا جائے اور اُسکو اسپر مجبور نہ کیا جائے صرف بقدرِ ضرورت باقاعدہ صرف و نحو وغیرہ کے اصول مصطلحہ یاد کرا دیے جائین اور کچھ لغاتِ مصادر و اسما بھی کہ اسکے واسطے ابو نصر فراہی کی نصاب منظوم کافی ہی اور سوای اس فائدے کے اسمین عربی خوان کو فارسی کا سیاق نظم اور بہر بحر کی کیفیت تقطیع بھی معلوم ہو جاتی ہی اور اس تحصیل سے زیادہ غرض تو یہی ہی کہ ملکۂ تامہ - درایتِ کافیہ - تجربۂ دقیقہ - حدسِ صائب - فہمِ ثاقب حاصل ہو -

(۵) علوم مدونہ و فنون مروجہ جو امصار مین متداول ہین دو طرح کے ہین ایک طبیعی عقلی جو فکر و عقل سے حاصل ہوتے ہین اُنکو علومِ حکمیہ کہتے ہین دوسرے وہ علوم جو وضع شرعی سے حاصل ہوتے ہین وہ علوم نقلی ہوتے ہین عقل کو اُسمین کچھ مجال نہین بجز اسکے کہ فروعِ مسائل کو اصول سے لاحق کرے اور علمِ لسان بھی اسیکے ملحقات سے ہی کیونکہ زبان عربی زبانِ ملت ہی کہ قرآن پاک اسی زبان مین نازل ہوا ہی - اس زبان عربی کے چار ارکان ہین لغت - نحو - بیان - ادب شناخت انکی اہلِ شریعت پر ضروریات سے ہی اسواسطے کہ سارے احکام اسلام کا ماخذ لغتِ عرب ہی پس جن علوم کو زبانِ تازی سے علاقہ ہی اُن علوم کی معرفت ضرور ہی - باقی رہا تفاوت انکا تاکید مین سو وہ توفیۂ مقصودِ کلام کے مطابق متفاوت ہوتا ہی

اور ظاہر ہی کہ اہم انمین علم نحو ہی پھر لغت پھر بیان پھر ادب - غرض علم ادب سے یہی ہی کہ فن نظم و نثر مین اسالیب عرب پر جودت حاصل ہو - اسی لیے وہ اسباب جمع کیے جاتے ہین جیسے شعر و سجع وغیرہ کا ملکۂ تامہ ہاتھ آئے جیسے حفظ کلام عرب - و ایام عرب - و انساب عرب - و اخبارِ عرب - اور فن نظم و نثر مین سب طلبہ کو ایکسان جودت نہ حاصل ہونے کا یہ منشا ہی کہ کوئی سنِ تکلم سے - کوئی سنِ بلوغ سے - کوئی سنِ شباب سے اسکو سیکھتا ہی - جو مناسبت اسکی درجۂ اُولیٰ مین ہوگی وہ جودت دوسرے درجات مین نہوگی بلکہ بحسب مراتب ابعاد و نسب اضافیۂ درجات کے تنزل پذیر ہوتی جائیگی اسواسطے کہ یہ ملکۂ لسانی ہی جب اُس محل مین کسی اور ملکہ نے پیش قدمی کی ہی تو اب ضرور تمام ملکۂ لاحقہ سے قاصر رہیگا اور ظاہر ہی کہ قبول و حصول ملکات کا فطرت اُولیٰ پر سہل تر ہوتا ہی اور جب دوسرے ملکات کا تقدم ہو چکا تو اب باہم انکے جھگڑا پڑتا ہی اور منافات ہوتی ہی حتی کہ ملکۂ لاحقہ کا تمام ہونا مشکل ہو جاتا ہی وَهٰذَا فِی الْمَلَکَاتِ الصِّنَاعِیَّۃِ کُلِّهَا عَلَی الْاِطْلَاقِ - پس بنا بر اس قاعدے کے کوئی فن بچپن کا سیکھا ہوا بھولتا نہین بلکہ نقش حجر ہو جاتا ہی اور ملکۂ لسانی تو اول فطرت کے ساتھ مناسبتِ تامہ رکھتا ہی اسیواسطے بچونکو پہلے عقائد و اعمال کے متعلق کچھ دینیات اور کچھ ضروری جوابات اور مدافعات جو مخالفین کے حملونکو روکین پڑھا دینا چاہیے تاکہ ذہن مین انکے جم بیٹھین اور خوب راسخ ہو جائین اور کسی مشکک کی تشکیک سے زائل نہونے پائین بعدہ بچونکا اسکول مین بھیجنا مضایقہ نہین بلکہ قرآن - حدیث - فقہ تک اسطرح پڑھا کے اسکول بھیجنے مین کہ عربی عبارت بچو بی لکھ پڑھ لین انگریزی نوشت و خواند کی استعداد بہت جلد آتی ہی ورنہ جو لوگ بغیر تعلیم علوم دینیہ کے معصوم بچونکو انگریزی پڑھنے بھیجدیتے ہین وہ بیچارے بحسب قاعدۂ مذکورہ انگریزی مین پکے اور دینیات مین بہت کچے بلکہ اسلام سے محض بے بہرہ اور

ایمان سے بالکل ناواقف نکلتے ہین اور انگریزی تو اُنکی گھٹی مین آگئی اور آنکھ کھول کے جو اول سبق پڑھا تو اسی انگریزی کا پھر کیا کہنا کہ مشاہدات اور عقلیات کے بالکل پابند ہوگئے دین کیسا اور شریعت کیسی - یہ خرابی صرف انگریزی پڑھانے سے لازم نہین آتی بلکہ ہماری خلاف قاعدہ تعلیم نے ہمکو بُرا نتیجہ دکھایا از ناست کہ بر ماست مین یہ نہین کہتا کہ انگریزی پڑھوانا بُرا ہی یا وہ لڑکونکو بے ایمان کردیتا ہی یہ سب خام خیالی ہی انگریزی تو بادشاہ وقت کی زبان ہی اور وہ ایک علم ہی جسکی تعلیم سے ہر قوم کے واسطے عمدہ عمدہ نتائج نکلتے ہین اور اُسکے سیکھنے سے آدمی بڑے بڑے تجارتی صنائع اور کلداری بدائع ایجاد کرسکتا ہی اسکی تحصیل بے فائدہ نہین لیکن حسب قاعدہ مرقومہ ابتدائی تعلیم مین اس امر کا لحاظ ضرور چاہیے کہ جب تک لڑکا اپنے اسلامی مسائل اور دینی دلائل سے بخوبی واقف نہولے کبھی اسکول مین داخل نہ کیا جائے کہ یہی ناواقفیت اُنکے عقائد کو متزلزل کردیتی ہی اسواسطے کہ جب اُنکے دلونمین اپنے دین اسلام کی پوری وقعت مُستولی نہین ہی اور وہ بالکل نہین جانتے کہ دین وملت کیا چیز ہی تو لامحالہ مثل گم کردہ راہ کے ہر طرف بھٹکتے پھرتے ہین آخر کار آزادی کی عقلی راہ اختیار کرلیتے ہین اور خواہش نفسانی کے پابند ہوجاتے ہین -

(۶) جن لوگون نے علم معقولات کو حرام لکھدیا اور اُسکے پڑھنے سے منع کیا اسی اعتبار سے کہ رات دن اسی مین منہمک اور مستغرق رہتے ہین اور ان علوم آلیہ کے مبادی سے نکل کر مقاصد کیطرف رجوع نہین کرتے اور ہمیشہ اسی کے دلائل لاطائل اور مباحث بے حاصل مین پڑے رہتے ہین - ہمین کوئی شک نہین کہ اکثر زمانہ عمر کا اسی مین صرف ہوجاتا ہی نہ دنیا ملتی ہی نہ دین ہاتھ آتا ہی - اِس فلسفے کے زیادہ استغراق وانہماک مین معاذ اللہ سوء خاتمہ کا خوف ہی -

ہان تشحیذ ذہن و تیزی طبع کے واسطے بقدر ضرورت پڑھ لینا اسکا چندان مضایقہ نہین

منطق و حکمت ز بہر اصطلاح	گر بخوانی اند کے باشد مباح

جبکہ ارسطو اور افلاطون اور جالینوس کے بڑے بڑے معرکۃ الآرا مسائل عقلیہ کے حل کرنے اور سمجھنے مین جوانی کی عمر گذر گئی تو علوم نقلیہ کے پڑھنے اور اُنپر عمل کرنے کا پیرانہ سالی مین کتنا زمانہ باقی رہا۔ افسوس کہ معقولات کی تحقیق و تدقیق مین تو اوائل سِن کی قوّت دراکہ صرف ہو چکی اب اواخر ارذل العمر کے قُوای ضعیفہ دینیات کے حاصل کرنے مین کیا مدد دینگے۔ اس فن کی بفائدہ قیل و قال کی نسبت امام فخر الدین رازی نے سچ فرمایا

نِهَايَةُ اِقْدَامِ الْعُقُوْلِ عِقَالٌ	وَغَايَةُ سَعْيِ الْعَالَمِيْنَ ضَلَالٌ
وَلَمْ نَسْتَفِدْ مِنْ بَحْثِنَا طُوْلَ عُمْرِنَا	سِوٰى اَنْ جَمَعْنَا فِيْهِ قِيْلَ وَّقَالٌ

اور بڑی خرابی یہ ہی کہ مروجۂ حال کے کتب معقولات مین سے کوئی پورے فن کی جامع کتاب نہین اکثر درس مین تو وہی کتابین ہین جنمین خاص خاص جزئی مسائل پر لمبی چوڑی بحث لکیگئی ہی انکے پڑھنے سے تکمیل فن کی نوبت نہین آتی ہی اور عمر یونہی رایگان جاتی ہی جیسے قوانین منطقیہ مین جامع کتاب قطبی اور شرح مطالع ہی۔ اسیطرح مسائل حکمیہ مین تکمیل فن کے لیے مجموعۂ اسفار اربعہ ہی۔ سوا انکے درسی کتابونمین وہی جزئی مباحث اور خاص خاص مسائل ہین جنکے اثبات اصول پر تفریع در تفریع جاتے چلے جاتے ہین کاشش ان کتابونکی جگہ پر رسائل اخوان الصفا و خلان الوفا کا مجموعہ جو بمبئی مین چھپ چکا ہی پڑھایا جائے تو بے شک معقولات کے جملہ فنون کی تکمیل مین استحضار مضامین و تحصیل ملکہ کا کمال حاصل ہو سکتا ہی اسواسطے کہ شیخ بوعلی سینا نے لکھا ہی کہ مجھے ان رسالونکے مطالعے سے قطع نظر ملکۂ تہذیب نفوس کے جملہ معقولات کے معلومات سے بہت کچھ

فائدہ حاصل ہوا۔ اگرچہ یہ کتاب بحسب ظاہر علامۂ شیخ احمد بن عبد اللہ کیطرف منسوب ہی لیکن درحقیقت بڑے بڑے علمای کاملین اور حکمای محققین کے تصانیف کا مجموعہ ہی کہ ہر ایک نے فنون حکمیہ کے ایک ایک فن مین اپنی اپنی تحقیق اور طبع ازمائی کا جوہر دکھایا ہی گویا تکمیل حکمت کو عرش کمال پر پہونچایا ہی۔ اور عربی عبارت کی روشن بیانی اور شیوا زبانی کا کیا کہنا کہ باوجود رعایت متانت مبانی و جزالت معانی کے بڑے بڑے مشکل اور ادق مسائل کو نہایت آسانی کے ساتھ صاف صاف الفاظ مین اسطرح ادا کر دیا ہی کہ جس سے علم ادب کی بلاغت اور فصاحت کا حسن اُسلوب و سیاق عبارت کا لطف مطلوب اعلیٰ درجے پر معلوم ہوتا ہی اور اسکی تعلیم ادیب کیواسطے انشا پردازی کا بہت بڑا ذریعہ ہی۔ اس کتاب کے باون رسالے (وہ بھی چھوٹے چھوٹے دو یا چار یا آٹھ ورقون مین) چار قسم پر اسطرح منقسم ہین کہ ۱۴ رسالے فنون ریاضیہ تعلیمیہ مین ۱۷ جسمانیہ طبعیہ مین ۱۰ نفسانیہ عقلیہ مین ۱۱ ناموسیہ الٰہیہ مین

فَکُلُّ هٰذِهِ الرَّسَائِلِ فِیْ فُنُوْنِ الْعِلْمِ وَغَرَائِبِ الْحِکَمِ وَطَرَائِفِ الْاٰدَابِ وَحَقَائِقِ الْمَعَانِیْ وَدَقَائِقِ الْمَبَانِیْ مِنْ بَرَاهِیْنَ هَنْدَسِیَّةٍ یَقِیْنِیَّةٍ وَدَلَائِلَ فَلْسَفِیَّةٍ حَقِیْقِیَّةٍ وَبَیِّنَاتٍ عَمَلِیَّةٍ وَحُجَجٍ عَقْلِیَّةٍ وَقَضَایَا مَنْطِقِیَّةٍ وَشَوَاهِدَ قِیَاسِیَّةٍ وَطُرُقٍ اِقْنَاعِیَّةٍ وَالْغَرَضُ الْمَقْصُوْدُ مِنْهُنَّ تَهْذِیْبُ النُّفُوْسِ وَاِصْلَاحُ الْاَخْلَاقِ عَلٰی وَجْهِ الشَّرِیْعَةِ لِلْبُلُوْغِ اِلَی السَّعَادَةِ الْکُبْرٰی وَالْجَلَالَةِ الْعُظْمٰی وَالنَّعِیْمِ الْمُقِیْمِ وَاللّٰهُ یَهْدِیْ اِلَی الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِیْمِ

(۷) بعد تکمیل کتب درسیہ کے فن طب کا پڑھانا بھی ضروریات سے ہی کہ اسمین دین و دنیا دونونکی صلاح و فلاح ہی اور وجہ معاش کی بھی صلاح۔ اگرچہ پورا فائدہ اس فن کا مطب کی نسخہ نویسی اور مرض کی تشخیص او مریضونکے علاج مین ہی لیکن کسی وجہ سے مدرسے مین

اس عمل کا موقع نہ ملے تو کلیات و معالجات کے علم سیکھنے کا ضرور موقع دیا جائے اور معاش کے واسطے علوم صناعی و فنون تجارتی کی بھی تعلیم مناسب ہی جیسے علم جرثقیل ۔ تعمیر مساحت ۔ ترکیب فلزات ۔ حساب ۔ گھڑی سازی ۔ دندان بندی ۔ خوشنویسی ۔ عینک سازی ۔ نقشہ نویسی وغیرہ اور جو معزز صنعت ۔ عمدہ دستکاری ۔ باریک کاریگری ہو اُسکا اکتساب بھی زندگانی کے لوازم سے ضروری سمجھا جائے ورنہ بعد تکمیل علوم دینیہ کے سوای وعظ کہنے یا درس دینے کے زندگی بسر کرنے کی اور کوئی صورت نظر نہین آتی لیکن اس صورت مین بھی حُسن سؤال کی صورت ہی اور اسقدر سؤال کا شائبہ بھی مردِ عالی ہمت کے واسطے مذلت ہی کسب حلال کا کیا کہنا

لَنَقْلُ الصَّخْرِ عَنْ قُلَلِ الْجِبَالِ ۔ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ مِنَنِ الرِّجَالِ

یَقُوْلُ النَّاسُ لِیْ فِی الْکَسْبِ عَارٌ ۔ فَقُلْتُ الْعَارُ فِیْ ذُلِّ السُّؤَالِ

(۸) اور بعد تحصیل فن کے طلبہ کو استعداد تو حاصل ہو جاتی ہی اگرچہ بقوت قریبہ ہی لیکن عملی کارروائی کی فعلیت مین ناقص اور عاجز رہجانے کی یہی وجہ معلوم ہوتی ہی کہ کسی فن کے پڑھا دینے کے بعد اُنسے عملی طور پر کام نہین لیا جاتا مثلاً کسیکو علم فرائض اور حساب پڑھایا جائے لیکن اُسکو اس فن مین مختلف سؤالات کے جواب دینے کی عادت اور مشق نہو تو وہ ہرگز وقت ضرورت کے میراثی استفتے اور حسابی سوالات کا جواب نہ دے سکیگا ۔ اسیطرح کوئی علم ادب پڑھ جائے اور اُسکو نظم و نثر کے لکھنے کی نوبت نہ آئے تو وہ بھی بروقت ضرورت شعر گوئی اور معاملہ نگاری نہ کرسکے گا پس پڑھانے کے بعد ہر سبق مین روزانہ اُس علم کے عمل پر بھی بالفعل قادر ہونا ضرور ہی نہ بالقوہ جسطرح پڑھنے کیواسطے ایک وقت مقرر کیا جاتا ہی اسیطرح دوسرا وقت اُسکے علمی سؤال کا عملی جواب دینے کے لیے معین کیا جائے اور عربی نظم و نثر کا مسودہ بھی طلبہ سے لکھوایا جائے گویا برابر ہر روز سبق کا امتحان بھی بطریق تمرین چلا جائے پھر دیکھیے کہ طلبہ کی شاخ مراد سے علم و

عمل کا ثمرۂ استعداد کسقدر جلد حاصل ہوتا ہی - اور کس عجلت کے ساتھ ملکۂ سواد انکا کامل ہوتا ہی

(۹) آجکل اسلام کے مخالفین خصوصاً قوم آریہ سماج اور نئے متنصرہ کے بیرونی حملونکو روکنے کیواسطے کوئی الزامی جواب اور برہانی خطاب کی سپر بھی ہونا چاہیے اور یاد رہے کہ معمولی کتب فلاسفہ سے انکے عقلی الزامات اور تاریخی ایرادات کا جواب با صواب نہین ہوسکتا تاوقتیکہ اونکو انھین کے کتابی اقوالِ مسلّمہ یا واقعاتِ تاریخیہ سے جوابات نہ دیے جائین اور جب تک کہ عالمِ اسباب کے مشاہدات بدیہیہ اور عقلیاتِ عادیہ کے نظائرِ خارجیہ سے اُنکے شبہات دفع نہ کیے جائین ہرگز ان پُرانی کتابونکے تعلیم یافتہ طلبہ اُنکے نئے ہتھکنڈون اور جدید ڈھکوسلون پر غلبہ نہین پاسکینگے حالانکہ ہمکو حفظِ دین کے اسباب کا بہم پونہچانا بھی منجملۂ ضروریاتِ دین ہی بس ہمارے واسطے اس نئے فلسفے کے مطابق جواب دینے مین علم کلام سے (جسکو علم نظر و استدلال وعلم توحید بھی کہتے ہین) بڑی مدد ملسکتی ہی اسواسطے کہ اِس علم مین اثباتِ عقائد دینیہ ودفعِ شبہات واردہ پر بہ ایراداتِ الزامیہ وحجج اصولیہ قدرت ہوجاتی ہی اس باب مین حجۃ الاسلام بادشاہ علم کلام حضرت امام غزالی علیہ الرحمہ کی کتاب (تہافۃ الفلاسفہ) نہایت کارآمد ہی - اور نیز شیخ الہند مولانا مولوی رحمت اللہ دہلوی قرشی عثمانی مہاجر مرحوم رحمہ اللہ الحی القیوم کی کتاب (اظہار الحق) بھی جو مصر کے دارالطباعۂ عامرہ مین طبع ہوچکی ہی طلبہ کو بڑی مدد دیگی - اس کتاب مین اکثر تاریخی اور الزامی جوابات ہین لیکن ساتھ اِسکے ہر جگہ مخالفین کو بکمال استمالت ولینت نہایت تہذیب اور شایستگی کے ساتھ انصافانہ جوابِ باصواب دیا گیا ہی - بحسب داعیۂ حاجت واقتضای وقت اِن دونون کتابونکو بھی سلسلۂ نصاب مین داخل کرنا ضروریات سے معلوم ہوتا ہی آیندہ اتفاق آراجو اجازت دے -

(۱۰) عربی زباندانی اور کتاب خوانی کے تعلیمی نصاب مین بہت کچھ کمی معلوم ہوتی ہی

جسکی خرابی اور شکایت اسی کتاب مین صفحہ ۶۶ سے صفحہ ۱۷ تک تحریر ہو چکی ہی۔ نصاب معقولات
مین سے جو متعدد کتابین ہین کچھ گھٹا کر کتب ادبیہ کو انکی جگہ پر بڑھانا چاہیے۔ اور بجای مقامات
حریری کے مقامات بدیع ہمدانی کو پڑھانا چاہیے کیونکہ اسکو اُسپر کئی وجوہ سے ترجیح ہی منجملہ
اُنکے اوجہ الوجوہ یہ ہی کہ صاحب مقامات بدیعی مہارت عربی اور محاورہ دانی کے خوش فضا
میدان کا وہ بانکا شہسوار ہی کہ جسکے نظم و نثر کا دوہرکا بہ اشہب تازی اس ٹھاٹ سے جاتا ہی
کہ فصاحت و بلاغت کی دو طرفہ باگو نمین نشیب و فراز کا سرمو فرق نہین آتا ہی اور نیز اس
کتاب مین خیالات اہل جاہلیت کے موافق محاورات عرب العربا کی زیادہ رعایت ہی اور عبارت
مین بھی نہایت سلاست و متانت۔ نہ سجع کی پابندی نہ الفاظ کا تکلف بخلاف مقامات حریری
کے کہ اسمین ثقیل الفاظ اور غیر مانوس لغات قصداً تبکلف تمام ایسے لائے گئے ہین کہ آجکل جن کا
استعمال خلاف محاورہ سمجھا جاتا ہی بلکہ جو کوئی اس طرز غریب پر ایسے مشکل الفاظ کے ساتھ تکلفاً اپنے
اغراض لکھے گا تو مکتوب الیہ کے نہ سمجھنے سے کاتب کا مطلب فوت ہو گا حال آنکہ یہ بہت بڑا
نقصان ہی اسواسطے کہ حسب مقتضای حال محاورے کے سلیس الفاظ لکھنا یہ عین حُسن فصاحت
ہی جب تنافر الفاظ و غرابت کلمات سے مخاطب کلام کو نہ سمجھے تو قطع نظر مطلب فوت ہونیکے
فصاحت کہان رہی۔ دیوان متنبی۔ سبعہ معلقہ۔ دیوان حماسہ یہ کتابین منتہای علم ادب
کی جو اخیر مین پڑھائی جاتی ہین انسے کسیکو نہ شعر گوئی آئی نہ نثر نویسی حاصل ہوئی حال آنکہ
یہ کتابین اسیواسطے پڑھائی جاتی ہین نہ اور کسی غرض سے وجہ اسکی یہی ہی کہ ہر فن
درجہ بدرجہ تدریجاً علی الترتیب حاصل کیا جاتا ہی نہ یہ کہ ابتدائی کتابین ادب کی بالکل
نہ پڑھائی جائین اور آخر زمانۂ تکمیل مین دفعتہً اس فن مین منتہا کی کتابین شروع کرادی
جائین تو کیونکر اس نقصان مین کمال پیدا ہوسکتا ہی یہ قصور تو ہمارے ہی طرز تعلیم

وترتیب نصاب کا ہی نہ نفس کتب مذکورہ کا۔ پس اب ہمکو لازم ہی کہ اس سلسلۂ ادب کا نصاب بھی مرتب کرنا چاہیے چنانچہ راقم کی رای ناقص مین ابتدائً یہ کتابین پڑھائی جائین۔ (۱) قلیوبی کہ یہ کتاب کلکتے اور مصر مین چھپ چکی ہی اسمین چھوٹی چھوٹی حکایتین تہذیب اخلاق وآداب عباد کی سلیس محاورے مین تعلیم اطفال کے مناسب حال لکھی ہین اور جابجا اسلام کے واقعات تاریخی بھی نہایت فصیح زبان مین مندرج ہین (۲) نفحۃ الیمن اسکی نظم ونثر بھی نہایت پاکیزہ بول چال مین واقع ہوئی ہی لیکن اسکے اشعار پڑھنے اور سمجھنے کا لطف جبھی حاصل ہوگا کہ حسب قواعد عروض انکی تقطیع کراکے عرب کے لہجے پر پڑھوائے جائین (۳) تاریخ الخلفا اسکا پڑھنا بھی نظم ونثر کی انشا پردازی اور معاملہ نگاری کے واسطے بہت مفید اور کارآمد ہی (۴) انشای عطار کہ یہ کتاب مدارس مصریہ مین داخل درس ہی۔ اسمین ہر قسم کے القاب وآداب علی قدر مراتب مرقوم ہین۔ کاغذات عدالت کا طرز تحریر بھی مثل وصیت نامہ۔ رہن نامہ کابین نامہ۔ طلاق نامہ۔ عتاق نامہ وغیرہ کے عمدہ طور سے بتایا ہی۔ اگر یہ کتابین بشرطیکہ پڑھانے والا بھی ادیب ہو سمجھکر پڑھی جائین اور ترجمہ کرنے اور مسودہ لکھنے کی مشق بھی چلی جائے تو جس قسم کی عربی عبارت چاہے قلم برداشتہ لکھ سکتا ہی۔

(۱۱) آجکل ایک نئی کتاب (جلستان) نام کی کہ جبرئیل بن یوسف یہودی کی تصنیف ہی راقم کو دستیاب ہوئی یہ گلستان کا ترجمہ عربی زبان مین ہی مترجم نے کمال کیا کہ باوجود پابندی رعایت مطلب اصل کتاب کے اول سے آخر تک ساری کتاب بعبارت مسجع لکھی ہی اور جہان جہان اصل مین اشعار آگئے ہین وہان ترجمے مین بھی اُسی قسم مطلب کے اشعار درج کر دیے ہین اور مزید برآن لطف یہ ہی کہ تمام کتاب باغ وبہار اور گل وبلبل کے مناسبات اور استعارات سے بھری ہوئی ہی۔ اور پھر الفاظ کی درستی اور مضامین

کی چستی تشبیہات کی نگینی اور تمثیلات کی دل نشینی سے تو فصاحت و بلاغت مین جان پڑ گئی

ہر کجا کہ نظر می کنم ز سر تا پا	کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست
اگرچہ باغ شود داغ از خزان روزی	مگر بہار گل و لالہ را بقا اینجاست

مدت سے خیال تھا کہ گلستان ایسی عربی مین بھی کوئی کتاب جامع جملہ ابواب دستیاب ہو تو سلسلۂ ادب مین داخل کیجائے اور طلبہ کو اُسکی ترغیب دیجائے۔ الحمدللہ کہ مراد بر آئی۔ شاہد مقصود نے صورت دکھائی۔ جُلستان کیا ہی کہ وہی گلستان ہی جسمین ہر قسم کے آزمودہ معاملات ہر طرح کے تاریخی واقعات۔ ہر طور کے واقعی حالات۔ ہر زمانے کے سچے کیفیات۔ ہر مجلس کے عمدہ مناسبات۔ علما کے محاسن جہلا کے قبائح۔ امرا کے آداب فقرا کے نصائح۔ دینداروں کے حکایات۔ دنیاداروں کے شکایات۔ تالیفِ قلوب تہذیب اخلاق۔ اصلاح نفوس صلاح اتفاق۔ ہزاروں فقرات جامع الامور۔ سیکڑون اشعار مختلف البحور مین جب ایسی نظم و نثر کی جامع کتاب ادب مین پڑھائی جائے تو پھر طلبہ کو عربی مین لکھنے پڑھنے کی استعداد کیونکر نہ آئے۔ چونکہ بغیر تحشیہ اور ترجمے کے ایسی مشکل کتاب کا صحیح صحیح پڑھانا آسان نہین سمجھا گیا اور غلط پڑھنے پڑھانے کا بھی قوی احتمال تھا لہذا عام فہم ترجمہ اُسکا اُردو زبان مین کردیا اور بعض الفاظ مشکلہ کا حل بھی حاشیے پر چڑھا دیا اور عربی دانی مین فارسی خوانی کو بھی ضروری سمجھ کے اس مجموعے کو باین ترتیب چھاپکر شائع کرنے کا ارادہ ہی کہ ہر صفحے مین پہلے عربی کی جلستان۔ پھر فارسی کی گلستان۔ پھر ترجمے کی سنبلستان

(۱۲) سلسلۂ نصاب مین کوئی کتاب علم تطبیق کی داخل نہین ہی جسکو علم اسرار ارکانِ خمسہ بھی کہتے ہین یعنی طہارت۔ صلوۃ۔ زکوۃ۔ صوم۔ حج کے عقلی وجوہ اور باطنی آداب و مراتب مین کہ اس طریق پر ظواہرِ اعمال ارکان و شرائط فقہا کے مطابق اور

اور بواطنِ احوال ظواہرِ افعالِ شرعیہ کے موافق درست ہوتے ہین جسکو صاحب احیاء العلوم نے بڑی
تفصیل سے لکھا ہی پس اس فن مین حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی حجۃ اللہ البالغہ سے بہتر کوئی کتاب نہین
اور نیز سلسلۂ نصابِ حدیث مین شرح معانی الآثار ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ الباری داخل ہونا چاہیے
اسواسطے کہ اس مین روایتِ حدیث کے ساتھہ درایتِ فقہی بھی ہی کہ جامع اسکے حُفّاظِ حدیث
مین سے بہت بڑے فقیہ تھے اور ارباب صحاحِ ستہ کے معاصر بھی رہے جسطرح انھون نے اپنے
مذہبِ حنفی اور دوسرے مذاہب کی حدیثین ہر باب مین جمع کردی ہن - اور پھر ان احادیث کے درمیان
ایک تقریر مختصر اصولِ حدیث وفقہ کی متضمنِ وجہ توفیق ورفعِ تعارض ایسی لکھدی ہی کہ جس سے ضعاف
اور صحاح اور منسوخہ اور معمول بہا احادیث کا پتا لگ جاتا ہی راجح اور مرجوح بخوبی سمجھہ مین آتا ہی اسطرح
کسی نے اربابِ صحاحِ ستہ مین سے نہین کیا سبھون نے ایک ہی طرف کی حدیثون کو اپنے
اپنے مسلک کے موافق لکھا حالانکہ بااعتساف انصاف کا مقتضٰی یہی تھا کہ دونون طرف
کی حدیثین لکھتے - اصولِ روایت و درایت کی تطبیق اور تخریج اسانید رجال کی توثیق سے فیصلہ کرتے -

(۱۳) تقسیمِ درجاتِ تعلیم وتعینِ کتبِ درسیہ کے پہلے یہان چند امور جو عملی تعلیم کے متعلق
اور نتیجۂ تعلم کو ازبس مفید ہین اگرچہ تفصیلی ذکر انکا دفعات سابقہ مین گذرچکا ہی تاہم تاسیساً
للاصل وتاکیداً للنقل پھر اجمالاً نقل کرتا ہون (۱) حساب و فرائض کے جوابات کی روزانہ
مشق (۲) قرارت وتجوید کے ساتھہ بلحن عرب خوش الحانی سے قرآن شریف کا پڑھنا -
(۳) نسخ ونستعلیق کی پوری خوشنویسی نہ آسکے تو مایقرا صاف نویسی اتنی توضرور ہو کہ لفظون
کے شوشے کم وبیش نکرین - خلاف رسم الخط اور بے املانہ لکھین (۴) عربی نثر کا مسودۂ معاملہ
نگاری اور کسیقدر نظم کی مشق اور کبھی کبھی فارسی عبارت کی خط کتابت بھی کہ اسکے واسطے رقعات عالمگیری
کافی ہی (۵) تعلیم وعظ کے لیے بھی ہر ہفتے مین ایک دن جمعہ کا مقرر کیا جائے

اور اس مین سلاستِ بیانی و فصاحتِ لسانی کا بھی ضرور لحاظ رہے (۶) علوم صناعت وفنونِ تجارت کا کسی وقت ایسا مشغلہ ہو کہ بوقتِ ضرورت کام دینے مین کسی طرح کا عجز نہو (۷) تہافۃ الفلاسفہ و اظہار الحق کے سوال وجواب کا مذاکرہ اور جدید فلسفے کے حملات کا مدافعہ (۸) بیان عروض وقوافیہ اور اشعارِ مختلف البحر کی تقطیع (۹) جدید ہیأت و علم ہندسہ کی عملی شکلین اور تختے پر انکی مشق کرنا اور مسطر و پرگار و جدول قلم سے دوائر وخطوط کا نقشہ بنانا (۱۰) بعض بعض آیات مشکلہ کی تفسیر اور اشعارِ عویص کا حل (۱۱) اپنی عام فہم مادری زبان اردو مین قرآن شریف کا صاف صاف ترجمہ اور بعض مواضع کی مشکل ترکیب (۱۲) مشق جواباتِ استفتا بحوالۂ عبارات کتبِ معتبرہ (۱۳) مکالمۂ عربی ومباحثہ تحقیق صِلات وتصحیح اعرابِ لغات (۱۴) طب کے کلیات ومعالجات مین سوال وجواب اور تشریحِ ابدان کی تصریح ہے -

(۱۴) مجھے بڑا تعجب معلوم ہوتا ہی کہ منطق اور فلسفے کے حل کرنے اور سمجھنے مین تو بیس پچیس کتابین پڑھائی جائین - اور قرآن شریف جو منزل من اللہ - قابل التکریم - واجب التعظیم اشرف علوم - اعظم فہوم - انفع سعادات - منبع برکات - مخزنِ خیرات - معدنِ حسنات عروۃ الوثقی - غایۃ القصوی - معطی درجات - منجی درکات - آئینۂ انوار قدم - گنجینۂ اسرار حکم - چشمۂ فیوض الٰہیہ - عینِ اعیانِ نامتناہیہ - مومنونکا دین و ایمان - ایمان کا دل وجان ہی اسکے حقائقِ مالۂ و دقائقِ ماعلیہ سمجھنے کیواسطے اور اسکے مبانی فصاحت ومعانی بلاغت دریافت کرنیکے لیے صرف جلالین و بیضاوی کے ڈھائی پارے کافی سمجھے جائین حال آنکہ کتاب اللہ سے بڑھکر کسی کتاب کا علم نہین کہ علم اسکا مشکل ترین علوم ہی اور فہم اسکا ادق ترین فہوم - افسوس کہ ایسے علم اشرف وفن اعلی کی تحصیل کیواسطے جو ہمارا دین و ایمان ومدار اسلام ہی ایک پوری تفسیر بھی نہ پڑھائی جائے اور نہ کسی استاد قاری سے قرآن شریف پڑھنے کی سند لیجائے

گویا کہ ہم لوگون نے اسکو چھوڑ دیا اور اسکی تعلیم کو مہتم بالشان نہ سمجھا کما شکا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم عن القوم الذین لا یعتنون بتعلیم القرآن
و تعلمہ بقولہ تعالیٰ یٰرب ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجورا ۰
اور اسکے تدبر مفاہیم و مبانی و تفکر الفاظ و معانی مین تعلیم کا اہتمام بلیغ کرنے کے واسطے حضرت
الوہیت علت کلمتہ و جلت سے ارشاد ہوا افلا یتدبرون القرآن ام علی
قلوب اقفالھا - واقعی ہم لوگ اسکی قدر و منزلت نہین جانتے اور اسکی فصاحت و بلاغت
نہین پہچانتے اسکی مزاولت تلاوت - اسکا تعلم طرز عبارت تو علم ادب کی جان ہی بلکہ سارے
علوم کی عزت و شان کہ سب کا ماخذ اور اصل الاصول یہی ہی چنانچہ بلغای ادب و ماہرین لسان
عرب نے اسی قرآن مجید و فرقان حمید سے ستھتر ہزار چار سو پچاس علم اصلاً و فرعاً نکالے ہین
کما ذکر القاضی ابو بکر بن العربی فی قانون التاویل ان علوم القرآن
خمسون و اربعمائۃ و سبعۃ الاف و سبعون الف علم علی عدد
کلم القرآن مضروبۃ فی اربعۃ اذ لکل کلمۃ ظھر و
بطن و حد و مطلع وھذا مطلق دون اعتبار ترکیب و ما بینھما من
روابط وھذا مما لا یحصیٰ ولا یعلمہ الا اللہ وھو العلیم الخبیر ۵
اور جملہ کمالات علمیہ اور علوم شرعیہ و معارف الہیہ کا موقوف علیہ علم کتاب اللہ ہی اور وہی شخص
قرآن شریف کی تفسیر کر سکتا ہی جو لسان عرب و علم ادب و اصول حدیث و فقہ و اخبار
و آثار مین دستگاہ کامل رکھتا ہوا اور ان علوم کا جامع ہو جو علم تفسیر مین محتاج الیہا ہون کہ
ادنا مرتبہ اسکا یہ پندرہ علوم ہین - ۱ لغت ۲ نحو ۳ تصریف ۴ اشتقاق ۵ معانی ۶ بیان ۷ بدیع
۸ قرأت ۹ کلام ۱۰ فقہ ۱۱ اسباب نزول ۱۲ تا ۱۳ - یخ ۱۳ ناسخ و منسوخ ۱۴ حدیث ۱۵ تاویل اور

سولھوان علم موہبت بھی ضرور ہو وَھُوَ عِلْمٌ یُوْرِثُہُ اللّٰہُ تعالیٰ لِمَنْ عَمِلَ بِمَاعَلِمَ
وَالَیْہِ الْاِشَارَۃُ بِحَدِیْثِ مَنْ عَمِلَ بِمَا عَلِمَ اَوْرَثَہُ اللّٰہُ تعالیٰ عِلْمَ مَا لَمْ یَعْلَمْ۔
بغیران پندرہ علوم کے جانے ہوئے نہ تفسیر کرنا آئیگا نہ تفسیر پڑھانا وہ بھی علی وجہ الکمال
نہین اسواسطے کہ مفسر کے واسطے اتنے علوم کا جاننا تو اوّلِ مرتبہ ہی والّا پورے
طور پر قرآن شریف کے رسومِ مواقعِ اَدَب ومحاسنِ کلم وخطب۔ ضروبِ امثال وفنونِ تشبیہ
وتمثال۔ علومِ دینیہ وعقائدِ یقینیہ۔ احوالِ عباد ومبدأ ومعاد۔ حِکَمِ بدیعہ واَسرارِ عجیبہ۔
ظاہرِ تفسیر وباطنِ تعبیر۔ حقائقِ تنزیل ودقائقِ تاویل۔ ظرائفِ حکایات وطرائفِ نکات
عجائبِ آیات وغرائبِ کلمات۔ فصاحتِ مبانی وبلاغتِ معانی۔ استعاراتِ شیرین
وتشبیہاتِ نمکین۔ کمالِ اشارات وجمالِ بشارات کو خوب سمجھکر جیسا کہ چاہیے کوئی تفسیر
بیان کرنا یا پڑھانا چاہے تو پہلے علومِ ذیل کو کہ سب قرآن سے متعلق ہین پڑھلے

علم معرفت اوقاتِ القرآن	علم الادواتِ التی یحتاج الیہا المفسر
علم معرفۃ وجوہِ مخاطبات القرآن	علم ما وقع فی القرآن من غیر لغۃ الحجاز
علم معرفۃ ناسخ القرآن ومنسوخہٖ	علم معرفۃ جدل القرآن
علم معرفۃ النہاری واللیلے	علم معرفۃ جمع القرآن وترتیبہ
علم معرفۃ مشکلات القرآن	علم معرفۃ تفسیر القرآن وتاویلہ
علم معرفۃ موہمات الاختلاف والتناقص	علم معرفۃ شرف القرآن والحاجۃ الیہ
علم معرفۃ مفردات القرآن	علم معرفۃ بدائع القرآن
علم معرفۃ الاسماء والکُنٰی والالقاب	علم بیان الموصول لفظا والمفصول معنیً
علم معرفۃ مناسبات الآیات والسُوَر	علم معرفۃ فضائل القرآن وفاضلہ

علم معرفۃ امثال القرآن

علم معرفۃ اعجاز القرآن

علم معرفۃ المقطعات والمتشابہات

علم معرفۃ آداب التلاوۃ وتالیہ

علم معرفۃ اسماء القرآن واسماء سورہ

علم معرفۃ اوّل ما نزل

علم معرفۃ اقسام القرآن

علم معرفۃ اسماء من نزل فیہم القرآن

علم معرفۃ مقدم القرآن ومؤخرہ

علم معرفۃ مطلق القرآن ومقیدہ

علم معرفۃ مبہمات القرآن

علم کیفیۃ انزال القرآن

علم القراءۃ والتجوید

علم معرفۃ فواصل الآی

علم معرفۃ فضائل القرآن

علم معرفۃ غرائب القرآن وعجائبہ

علم معرفۃ عِلَل القراءات

علم معرفۃ الصیفی والشتائی

علم معرفۃ الحضری والسفری

علم التصرف بالاسم الاعظم

علم معرفۃ تشبیہ القرآن واستعارتہ

علم معرفۃ احکام القرآن ومعانیہ

علم معرفۃ تحمّل القرآن

علم معرفۃ اعراب القرآن

علم الاسماء الحسنیٰ واسرارہا وخواصّ تاثیرہا

علم معرفۃ اسباب النزول

علم معرفۃ الایجاز والاطناب

علم دفع مطاعن القرآن

علم آداب کتابۃ المصحف

علم القراءات المتواترۃ والمشہورۃ والآحاد والشاذۃ

علم ما نزل علی الانبیاء وما لم ینزل علی احد قبل النبیؐ

علم معرفۃ ما نزل مشیعاً وما نزل مفرداً

علم معرفۃ ما نزل مفرقاً وما نزل جمعاً

علم ما تأخر حکمہ عن نزولہ او بالعکس

علم معرفۃ ما تکرّر نزولہ

علم معرفۃ ما نزل علی لسان بعض الصحابۃ

علم معرفۃ المکی والمدنی

علم معرفۃ کنایات القرآن وتعریضاتہ

علم معرفۃ حفاظ القرآن ورواتہ	علم معرفۃ طبقات المفسرین
علم معرفۃ حقیقۃ القرآن ومجازہ	علم تعداد سور القرآن وآیاتہ وکلماتہ وحروفہ
علم معرفۃ حصر القرآن واختصاصہ	علم معرفۃ عامّ القرآن وخاصّہ ومجملہ ومبیّنہ
علم معرفۃ خواتم السور	علم معرفۃ العلوم المستنبطۃ من القرآن
علم معرفۃ خواصّ القرآن	علم معرفۃ الفراشی والنومی
علم شروط تفسیر القرآن وآدابہ	علم معرفۃ فواتح السور
علم معرفۃ الشواذ وتفرقہا من التواتر	علم معرفۃ قواعد مہمات القرآن

ان علوم کی تفصیل سے یہ غرض ہی کہ کتاب اللہ کے سمجھنے اور اُسکی تفسیر کرنیکے واسطے معلوم ہوجائے کہ اسقدر علوم کی ضرورت ہی اور سوای قرآن شریف کے اور کسی کتاب کیواسطے اتنے اقسامِ علوم کی حاجت نہین پڑتی - پس باینہمہ ضرورت واحتیاج تعلیم علوم قرآنی کے اِن علوم مذکورہ کا پڑھنا کیسا افسوس قرآنِ شریف ہی کسی معتبر قاری سے کوئی نہین پڑھتا اور نہ کسیکو اِس کلامِ پاک کے سیکھنے کا خیال ہوتا ہی - ہان اُسی بچپن کے غلط سلط پڑھے ہوئے کو (وہ بھی کن لوگونسے جنکو خود بھی صحیح قرآن پڑھنا نہین آتا) تلاوت کے لیے کافی سمجھا جاتا ہی افسوس کہ ہم لوگونکا قرآن پڑھنا بِنَاءُ الْفَاسِدِ عَلَى الْفَاسِدِ کا مصداق ہوگیا عوام کیا بلکہ خواص بھی اِسی مَرَضِ متعدی وعَرَضِ موروثی مین مبتلا ہین اللہ تعالے ہم سبھون پر رحم کرے اور اپنے فضل وکرم سے اپنے پاک کلام کے صحیح پڑھنے اور سیکھنے کی توفیق دے اٰمِيْنَ فَاٰمِيْنَ ثُمَّ اٰمِيْنَ يَا مُجِيْبَ الدَّاعِيْنَ - بیچارے جہلا تو صحت تلفظ سے معذور اور صحیح قرات سے مجبور رہین مگر اہلِ علم کو کیا ہوگیا کہ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ٥ کیطرف کچھ بھی توجہ نہین فرماتے ہین اور کسی مستند قاری سے اِسکے سیکھنے مین ناحق شرماتے ہین

بلکہ بڑے شرم کی یہ بات ہی کہ باوجود ادب دانی و عربی خوانی کے ہمسے ایک رکوع بھی عایت مخارج کے ساتھ خوش لحنی سے عربی لہجے پر صحیح صحیح نہین پڑھا جاتا۔ اِس باب مین صرف میرے کہنے پر خیال اوراس غیرت دلانے پر ملال نکرین بلکہ خود نظرِ انصاف سے اپنے ذاتی نقصان وکمال کو ملاحظہ فرماوین کہ ہم مین کہانتک اس کمال کا اثر اور کس درجے تک اس نقصانکا ضرر ہی اسواسطے کہ ہر آدمی اپنے مرتبۂ لیاقت کو خوب جانتا ہی اور اپنی خرابی کی حالت کو بھی بخوبی پہچانتا ہی گو بظاہر واسطے دفع الزام و رفع اعتراض کے بہت سے عذرات اور تاویلات پیش کرتا ہی اور اپنی خرابی اور نقصان کا قائل نہین ہوتا ہی اسیواسطے حق تعالی نے انسان کی نسبت اپنی ذاتی حالت پر بتای مبالغہ بصیرۃ خوب خبردار ہونیکی خبردی ہی اور ساتھی اسکے عذرِ گناہ بدتراز گناہ کے حیلے اور بہانے کرنے پر بھی اطلاع کی ہی بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰی نَفْسِهٖ بَصِیْرَۃٌ وَّلَوْ اَلْقٰی مَعَاذِیْرَہٗ ۵ اور عجب تر یہ ہی کہ حدیث اور طب کی سند لینے کو توضروری سمجھتے ہین لیکن قرآنِ شریف کی سند لینا کیسا پڑھنے کوبھی ضروری نہین جانتے حال آنکہ وجہِ تحمل قرآن مین لفظ شیخ سے سماع او شیخ پر قرارت کرنا اور سماعت کرنا اسکی قرارت غیر سے مستند ہی لیکن متفق علیہ یہی مسلہ ہی کہ شیخ پر قرارت کرے اسواسطے کہ ہم لوگو نکو حرفونکے اداکرنے مین حاجت تمرّن کی باقی ہی بخلاف صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے کہ وہ اسواسطے سماع پر اکتفا کرتے تھے کہ نزول قرآن شریف کا اُنکے لغت پر ہوا تھا اور وہ بسبب اپنی فصاحتِ زبان کے تمرن کیطرف محتاج نہ تھے مگر بعد زمانۂ خیر القرون کے اپنے شیخ کے سامنے قرارت کرنے پر سلفاً وخلفاً تعامُل اور عمل درآمد چلا آتا ہی چنانچہ اب بھی حرمین شریفین مین اگرچہ شیخ تبرکاً وتعلیماً چند آیتونکو سنا دیتا ہی مگر سند لینے مین تو شیخ پر قرارت کرنے کا اعتبار رہی ۔ عموماً ہم سب مسلمانونکو اور خصوصاً ہمارے علما کو

عبرت لینے اور غیرت پکڑنے کا مقام ہی کہ جب حرمین شریفین کے رہنے والے عرب اور ملک حجاز کے اہل زبان مکۂ معظمہ زادہا اللہ شرفاً وتعظیماً کے مدرسے مین قرآن شریف کی تعلیم پاتے ہین اور باوجود اپنی عربی زبان مادری جاننے کے علمِ قرارت سیکھتے ہین تو ہم ہندیونکو بطریق اَولیٰ چاہیے کہ قرآن شریف کے تعلیم و تعلّم مین خوب کوشش کرین اور کسی قاری اہل زبان عرب سے اسکو سیکھین اور جہانتک ممکن ہو عربی لہجے پر اسکو پڑھین لیکن افسوس کہ ہمنے اسکو بالکل چھوڑ دیا اور بغیر تعلیمِ استاد کے نہایت بُرے طور سے پڑھنے لگے

گر تو قرآن بدین نمط خوانی	ببرے رونق مسلمانی

یہانتک اس خرابی کی نوبت پونہچی اور شہرت ہوئی کہ عرب مین یہ بات ضرب المثل ہوگئی چنانچہ اُنمین جب کوئی کسی کو بددعا دیتا ہی تو یہ کہتا ہی کہ جیسا ہندیون نے قرآن شریف کو خراب کیا اسیطرح خدا تجھے بھی خراب کرے فَاعْتَبِرُوْا یَآاُولِی الْاَبْصَار۔ ۂ اسمین کوئی شک نہین کہ جب قرآن شریف قراءت کے ساتھ عربی لہجے مین خوش الحانی سے پڑھا جاتا ہی تو کلامِ ربانی کی عظمت و جلالت سے سامعین کے دلون پر ایک ایسا اثر پڑتا ہی اور ایسے عالمِ سکوت کی حالت طاری ہوتی ہی کہ کسی کا دل دستِ قابو مین نہین رہتا

مخدّراتِ سراپردہاے قرآنی	چہ دلبرند کہ دل می برند پنہانی
بہفت پردہ درخشان چو دیدہا بنجوم	بنورِ حق ہمہ ہر ہفت کردہ پیشانی
فگندہ بر سر و رخسار معجرِ اعجاز	بخوش ادائی برتر ز حدِّ انسانی
بصورتے ہمہ آیات صُنعِ یزد انسبت	بمعنیے ہمہ تصدیقہاے ایمانی
بدودمانِ قدم جملہ ثابت النسب اند	بپاکدامنی از اتہامِ حد ثانی
یقینم آنکہ زبالای عرش می نازند	گرفتہ تربیت اندر کنارِ ربانی

چنین جمال نخیزد میان انس و ملک نہ درمیان پریزادگان و حورانی
یگان دوگان ہمہ نجما بجلوہ افروزی چو نجمہائے ثواقب برجم شیطانی
فرود آمدہ چون مہ بحجلۂ ناموس شدند نور فشان در جہان ظلمانی
بتخت عاج نشینند و زلف بکشایند سوادِ چشم تماشاکنند ارزانی
بوسمہ کہ بدات ابروان ببستند برند آب زبرجد و رنگ مرجانی
دوات مکحلہ و کلکِ میل برگیرند کشند جدول کحلے بعین فتانی
کنند زیر و زبر پیش چشم مژگان را زنند غمزہ بتبدیع آل مروانی
بکار بردہ سرخِ غازہ ہائے گلگون را جلا دہند تو گوئی بلوح عنوانی
بآب لولوِ لالا و رنگ زر مذاب الف کشیدہ ز بینی بروی نورانی
زخالہا کہ برخسارہ مشک سا کردند فتادہ بر ورق گل نقط اگردانی
زتنگی دہن از بہر صفر آیہ کنند بخندہ روئی در لعلکِ بدخشانی
نہفتہ در عربی حلہ ہند بفریبند نمودہ رنگ مسی شدہ ہائے دندانی
بنسخ حسن خط نو خطان چہ دانا نہا کہ شستہ اند بآب چہ زنخدانی
بوصل و فصل کہ در غبغب و ذقن دارند فتادہ عقل بگردابہائے حیرانی
زگوشہای صدف پارہ پر زشوشۂ نور شکستہ قطبی الماس و درِ عمانی

سبحان اللہ اس کلامِ ربانی کی فصاحت و بلاغت کس علوِ مرتبت و رفعتِ منزلت پر ہی اور اِس پاک کلامِ قدیم کی عظمت و جلالت کا آفتابِ جہانتاب کسقدر روشن تر ہی کہ اسکے نورانی اثر نے منکروںکے دلونسے شبہات کی تاریکیونکو بکقلم دور کر دیا اور مومنونکے سینونکو نورِ ایمانی سے بھر دیا خود ایک قدرتی معجزہ کتابِ ناطق کا ہی کہ بڑے بڑے بلغای معانی و فصحای مبانی و مدعیانِ ہمدانی

اسکی ایک آیت کا مثل نہ لاسکے بالاتفاق سب اسکے اعجاز سے عاجز ہوگئے یہ معجزہ قیامت تک باقی رہیگا جیساکہ خود جناب باری سے ارشاد ہوا قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ۝ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ۝ اگرچہ اعجاز کلام کی اصطلاحی تعریف یہی ہی کہ انسان اوسکا مثل نہ لاسکے کما قِيْلَ حَدُّ الْاِعْجَازِ كَلَامٌ يُعْجِزُ الْبَشَرَ عَنِ الْاِتْيَانِ بِمِثْلِهٖ لیکن بیان خود حق تعالی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کرکے فرماتا ہی کہ تمام عالم جن و عالم انس کے بڑے بڑے بلغا اور فصحا اگرچہ اپنے دعوے کے پورا کرنے مین باہم ایک دوسرےکے معین و مددگار ہوجائین تاہم قرآن شریف کی کسی چھوٹی سی چھوٹی سورت یا آیت کے برابر بھی (جسپر قرآن کا اطلاق ہوسکتا ہو) کبھی نہین لاسکتے سُبْحَانَ مَنْ اَنْزَلَهٗ وَاَرْشَدَ بِهٖ عِبَادَهٗ اب غور کرنا چاہیے کہ قرآن کی مثلیت کا عدم امکان اتیان اس آیۂ شریفہ مین کس لحاظ اور کس اعتبار سے ہی سو ہم کہ سکتے ہین کہ وہ اعجاز فصاحت و بلاغت وما یتضمنہا من الحقائق الظاہرۃ والدقائق الباطنۃ کے اعتبار سے ہی۔ بس تاوقتیکہ وہ علوم جو تفسیر سے متعلق ہین اور ابھی جنکا ذکر ہوچکا پورے طور پر پڑھے نہ جائینگے تو قرآن شریف کی فصاحت و بلاغت کا اعجاز اور اسکے موازنہ لطائف و معارف کا معیار ہرگز معلوم نہین ہوسکتا۔ اور یہ علوم مذکورہ بیضاوی مین ہین نہ جلالین مین بلکہ کوئی تفسیر جو ان سب علوم کی جامع ہو نظر نہین آتی ہان جا بجا تفسیرون مین متفرق پائے جاتے ہین

چنین گفت داناکہ دانش بسی ست | ولیکن پراگندہ باہر کسے ست

ایسی صورت پُر ضرورت مین ہمکو ضرور ہی کہ چند معتبر تفسیرونکو جمع کرکے ایک ایسی مختصر تفسیر بنام منتخب التفاسیر بطریق کورس کے بنائین کہ جسمین یہ سب علوم مع دیگر ضروریات کے بالاستیعاب آجائین

(۱۵) بعد علم تفسیر کے (جسکا موضوع کلام حق سبحانہ وتعالیٰ شانہ ہی کہ یہ تمام فضیلتونکا منبع اور ساری حکمتون کا سرچشمہ ہی) علم حدیث کی تعلیم بھی دینِ اسلام کے ضروریات سے ہی جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احوال۔ افعال۔ اقوال معلوم ہوتے ہین۔ وہ اقوال کیا ہین وہ آپکے مقولاتِ عربیہ ہین فَمَنْ لَمْ يَعْرِفْ حَالَ الْكَلَامِ الْعَرَبِيِّ فَهُوَ بِمَعْزِلٍ عَنْ هٰذَا الْعِلْمِ یعنی جو کوئی کلام عرب کو نہ پہچانے اور عربی زبان نہ جانے اُسکو اِس علم سے کچھ لگاؤ اور مس نہین۔ علم اِسناد۔ علم روایت۔ علمِ درایت۔ علم خبر۔ علم اثر۔ علم جرح وتعدیل علم رجال۔ علم تلفیق علم فقہ۔ علم طبقات وغیرہ اسی مین داخل ہین اور مثل علم تفسیر کے یہ علم بھی کثیر الانواع ہی اور فضل وشرف مین اُسکے ہم پہلو۔ قرآن وحدیث مین ذرا غور کیا جائے توصرف اتنا ہی فرق نکلے گا کہ قرآن بواسطہ جبریل علیہ السّلام نازل ہوا ہی اور حدیث بواسطۂ قلب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آئی ہی لیکن وحی ہونےمین دونون بنصِ قرآن برابر ہین وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى۔ اور فقہ وحدیث مین بھی صرف اجمال وتفصیل کا فرق ہی ورنہ درحقیقت دونون ایک ہین چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ نے شرح موطا کے دیباچے مین کتب صحاحِ ستہ کا فقہ مین ہونا لکھدیا ہی اگرچہ فقہِ الیہ اور فقہِ حدیث مین اصطلاحی فرق ہی ولا مشاحۃ فی الاصطلاح غرض کہ اِس باب مین سوای کتب صحاح ستہ کے اور بھی معاجم اور مسانید اور سُنَن مشہور او متداول ہین۔ اور باعتبار تنقیح اور تصحیح اور تہذیب اور ترتیب اور جمع طُرق اور سیاق متون کے صحیح بخاری اور صحیح مسلم یہ دونون کتابین زیادہ معتبر ہین اور نصابِ حدیث کے سلسلے مین انکا درس ضروری سمجھا جاتا ہی

(۱۶) چونکہ ذہن وحافظہ کی قوت وضعف سے یا ضروریاتِ معاش کے اطمینان وگنجایشِ وقت کی روسے طلبہ کی ہمتین اور طبیعتین تین طرح پر واقع ہوئی ہین یعنی اعلیٰ۔

اوسط - ادنا - لہذا انصاب تعلیم و تحصیل علوم کو بھی علی قدر وسعت ہمت و اوقات فرصت طلبہ کے انھین تین درجون مین اسطرح تقسیم کرنا مناسب معلوم ہوتا ہی کہ ہر سلسلے کا نصاب کتب مختلف ہو اور ہر درجے کا نام بھی علیحدہ مثلاً درجۂ اعلی کا نام کامل اور درجۂ اوسط کا نام فاضل اور درجۂ ادنا کا نام عالم - جیساکہ ذیل کے تین نقشون سے یہ تین باتین بتفصیل تمام معلوم ہو سکتی ہین (۱) ہر درجے کا نام (۲) ہر سلسلے کی ترتیب نصاب (۳) ہر فارغ التحصیل کا لقب - جاننا چاہیے کہ تین نقشون مین ان اکیس علوم کی ستر کتابین علی الترتیب مندرج ہین صرف - نحو - ادب - عروض قافیہ - معنی بیان - منطق حکمت - مناظرہ - کلام - ہندسہ - ہیأت - جبر و مقابلہ - جغرافیہ - مساحت - حساب - فرائض - طب - فقہ - اصول - حدیث - تفسیر -

اعلی درجۂ کامل کا نصاب

میزان منشعب [1]	پنج گنج [2]	تصاریف مشکلہ [3]	صرف میر [4]	غایۃ البیان [5]	نحو میر [6]	مسالک بہیہ [7]
شرح مأۃ عامل [8]	ہدایۃ النحو [9]	شرح جامی [10]	قلیوبی [11]	عروض المفتاح [12]	مختصر معانی [13]	مجموعۂ جلستان [14]
مقدمۂ قاموس [15]	انشای عطار [16]	تاریخ الخلفا [17]	نفحۃ الیمن [18]	مقامات بدیعی [19]	دیوان متنبی [20]	سبعۂ معلقہ [21]
دیوان حماسہ [22]	مرقات [23]	قطبی مع میر [24]	شرح تہذیب [25]	ہدیۂ سعیدیہ [26]	رسائل اخوان الصفا [27]	رشیدیہ [28]
شرح عقائد [29]	اظہار الحق [30]	تہافۃ الفلاسفہ [31]	شرح مواقف [32]	سلم العلوم [33]	اقلیدس [34]	تصریح شرح تشریح [35]
شرح چغمینی [36]	جبر و مقابلہ [37]	جغرافیۂ طبعیہ [38]	مساحت [39]	خلاصۃ الحساب [40]	فرائض شریفی [41]	قانونچہ [42]
سدیدی [43]	نفیسی [44]	شرح اسباب [45]	حمیات قانون [46]	قدوری [47]	شرح وقایہ [48]	در مختار [49]
حجۃ اللہ البالغہ [50]	ہدایہ [51]	نور الانوار [52]	اصول شاشی [53]	توضیح تلویح [54]	نخبۃ الفکر [55]	مشکوۃ شریف [56]
جامع ترمذی [57]	ابن ماجہ [58]	نسائی شریف [59]	ابوداؤد [60]	صحیح مسلم [61]	صحیح بخاری [62]	مؤطای امام مالک [63]
مؤطای امام محمد [64]	معانی الآثار طحاوی [65]	شرح شاطبی [66]	تفسیر جلالین [67]	تفسیر بیضاوی [68]	معالم التنزیل [69]	روح المعانی [70]

اوسط درجۂ فاضل کا نصاب

میزان منشعب	پنج گنج	تصاریف مشکلہ	صرف میر	نحو میر	شرح مائۃ عامل	الفیۂ ابن مالک
قلیوبی	گلستان	انشای عطار	تاریخ الخلفا	نفحۃ الیمن	مقامات بدیعی	دیوان متنبی
دیوان حماسہ	مرقات	قطبی مع میر	ہدیۂ سعیدیہ	رسائل اخوان الصفا	رشیدیہ	مختصر معانی
تہافتۃ الفلاسفہ	شرح مواقف	اقلیدس	جبر ومقابلہ	جغرافیۂ طبعیہ	مساحت	رسالۂ حساب
سراجی	منیۃ المصلی	کنز الدقائق	ہدایہ	حسامی	نخبۃ الفکر	مشکوۃ شریف
ابو داود	صحیح مسلم	صحیح بخاری	شرح معانی الآثار	جزری	جلالین	بیضاوی

ادنا درجۂ عالم کا نصاب

میزان اللسان	عمدۃ التصاریف	مفتاح الادب	نحو میر	شرح مائۃ عامل	کافیہ	گلستان
انشائے عجب العجاب	مقامات بدیعی	مرقات	قطبی مع میر	میبذی	رشیدیہ	تہافتۃ الفلاسفہ
اقلیدس	جبر ومقابلہ	مساحت	رسالۂ حساب	سراجی	شرح وقایہ	نور الانوار
نخبۃ الفکر	مشکوۃ شریف	صحیح بخاری	صحیح مسلم	مؤطای امام محمد	درۃ الفرید	بیضاوی

اگرچہ ان تینون نصابونکے ظاہری علوم خصوصًا فقہ۔ حدیث۔ تفسیر۔ کی تکمیل سے جسکو کچھ حصہ علم موہبت سے ملنے والا ہو بفحوای اَلظَّاهِرُ عُنْوَانُ الْبَاطِنِ معارف لاہوتی۔ واسرار ملکوتی پر عبور ہو سکتا ہی تاہم علم معرفت و تصوف مین بھی مثل احیاء العلوم وعوارف المعارف وغیرہ کے کوئی کتاب اس فن کے ماہر سے ضرور پڑھ لینا چاہیے تاکہ روح کا تجلیہ۔ قلب کا تصفیہ۔ نفس کا تزکیہ حاصل ہو اور اللہ تعالے سے ہر دم واصل ہو کہ یہی سارے علوم کا نتیجہ اور تمام لکھنے پڑھنے کی غرض ہی اور کمال نوع انسان کی ترقی اسی مین ہی اور یہ علم مشایخ کرام سے سینہ بسینہ استفاضۂ صحبت کے ذریعے اور نسبت فیض کے

بیعنی واسطے سے چلا آتا ہی اور تعلیم اسکی الفاظ وعبارات سے کچھ تعلق نہین رکھتی بلکہ اشراقِ خواطر و انکشافِ سرائر کی باطنی توجہ سے افاضہ اسکا پیدا ہوتا ہی۔ یہ علم ثمرۂ ایمان اور جانِ احسان ہی کہ اسی احسان کو علمِ تصوف۔ علمِ معرفت۔ علمِ سلوک۔ علمِ باطن علمِ مکاشفہ کہتے ہین۔ وَهٰذِهِ الْعُلُومُ هِيَ الَّتِي لَا تُسْطَرُ فِي الْكُتُبِ وَلَا يَتَحَدَّثُ بِهَا مَنْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ بِشَيْءٍ مِّنْهَا اِلَّا مَعَ اَهْلِهٖ وَمَنْ لَّمْ يَكُنْ لَهٗ نَصِيبٌ مِّنْ هٰذَا الْعِلْمِ اَخَافُ عَلَيْهِ سُوْءَ الْخَاتِمَةِ ۔ سچ پوچھیے تو اس علم مین دنیا دارونکا حصہ نہین

ہر آنکس کہ بر نقشِ گیتی نہد دل — بنزدیکِ اہلِ خرد نیست عاقل
چو نقدِ بقا نیست در جیبِ ہستی — ز دامانِ او دست امید بگسل
روانست پیوستہ از شہرِ ہستی — بسوے عدم از پئے ہم قوافل
بصد آرزو رفت عمرِ گرامے — نشد آرزوے دل از دہر حاصل
ندانم چہ مقصود داری ز دنیا — کہ گشتی مقید بدام شواغل
بقانونِ مشائیان بر مقاصد — اقامت نمودی صنوفِ دلائل
ز فرطِ توجہ بسوے مبادے — چو اشراقیان کشف کردی مسائل
معلل باغراضِ نفس ست فعلت — کہ گشتی ازان جوہرِ فرد غافل
ز اقسامِ اعراض در فنِ حکمت — جز اغراضِ نفسانیت نیست حاصل
تامل در ابطالِ دور و تسلسل — نہادست در پای عقلت سلاسل
اگر اشہبِ ہمت را درین راہ — شود حسنِ توفیق رفتار شامل
رسی تا بسر منزلِ سرِ وحدت — بشوئی غبارِ غمِ کثرت از دل
شوی سرخوش از جامِ توحید گوئی — تخلصت من سجن تلك الهياكل

تحریر جناب مولوی حکیم محمد عبد الباری صاحب از عظیم آباد پٹنہ

یہ ظاہر و عیان ہی بیان کی حاجت نہین ہی کہ ہم مسلمانون کی حالت تنزل و ابتری نہایت درجہ ترقی و عروج پر ہی یہ نہین کہ فقط دنیاوی ہی حیثیت سے اہل اسلام تنزل کی حالت مین ہین بلکہ دینی اور مذہبی حیثیت سے بھی تنزل کی حالت مین ہین اس زمانے کے اہل اسلام سے جو اسلام ظاہر ہوتا ہی وہ نہایت خراب حالت اور بد اور بدنما پیکر اور منکر شکل اور مستکرہ صورت اور کریہ ہیئت مین ظاہر ہوتا ہی کہ دوسری قومون کو ہرگز اوسکی طرف رغبت نہین ہو سکتی ہی اور غیرون کی نگاہ شوق اوسپر نہین پڑ سکتی ہی حال آنکہ اسلام اون خوبیون کا مجموعہ ہی کہ یہ شعر اُس شاہد سراپا حسن کا تماما حال ہی

زفرق تا بقدم ہر کجا کہ مے نگرم	کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست

ذمیمہ صفات و نامحمود اوصاف و ناپسندیدہ خصائل و ناجائز افعال و مکروہ اشغال اضاعت اوقات سہل انکاری۔ تغافل شعاری۔ اسراف مال عدم کسب وجہ معاش ناشایستہ مصارف اندنون جہان پائے جاتے ہین اکثر وبلا کثر حکم الکل ان سب کا مبدأ وجود و منشأ ظہور و مظہر صدور ہم ہی مسلمانون کی ذات ہی۔ جہالت و بطالت و لاعلمی و نزاع لایعنی و مناقشہ بے معنی و شغل لاحاصل و مشغلہ لاطائل ان سب کو پناہ ہمین لوگون کی ذات سے ہی۔ ہمین لوگون کے ساتھ حمایت و ظل عافیت مین یہ سب قرار و آرام لیتے ہین ہم لوگ اسی غفلت مین پانون پھیلائے سوتے ہین کہ کسی تدبیر او حیلے کی وجہ سے اور وعظ و نصائح کی محشر خیز صدا سے بیدار و ہوشیار ہونا قریب قریب محالات کے ہی اور ہم لوگ ان امراض صعبہ مین اسطرح مبتلا ہین کہ ان امراض نے

طبیعت و خلقت کا حکم پیدا کیا ہی انکے ضرر کا حس بالکل مفقود اور ازالۂ مرض کا خیال خلاف مقصود ہو گیا ہی- مگر یہ مسلہ عند الکل متفق علیہ ہی کہ تعلیم ترقی کا شیرین چشمہ اور اقبال کا عمدہ خزانہ ہی اور جہالت تنزل و ادبار کا مقدمۃ الجیش اور پیش خیمہ ہی تعلیم سے ہم لوگونکا جہاز ورطۂ تباہی سے نکلکر ساحل مقصود پر لنگر کر سکتا ہی نظر برین ہملوگونکو ضرور ہی کہ نافع علوم اور مفید فنون کو اپنی کوشش و جانفشانی کا مقصد اور راحلۂ سعی کی منزل قرار دین اور ایسے علم کے دریا مین غواصی کرین کہ جسکی تہ مین ایسا بیش بہا موتی ہاتھ لگے کہ دنیا کا بھی درۃ التاج اور دین کا بھی گوہر شب چراغ ہو- اور ایسے علم کے باغ کو اپنی فکر کی سیرگاہ قرار دین کہ جسکے سرسبز و شاداب درختونکا پھول دنیاوی برکتونکا بھی گل سرسبد اور دینی برکتون کی بزم کا بھی خوشنما گلدستہ ہو- الغرض اس برگزیدہ اور مستحسن عنوان سے ہم دنیا مین بھی باعزت و آبرو و ذی وقعت و رفعت و شایستہ و تعلیم یافتہ و صاحب قدرت و شوکت و رکن و دخیل سلطنت و عماد و مدار مملکت قوم ہو جائینگے اور دین مین بھی صلاح و تقوی و پرہیزگاری و صداقت و راستی و دینداری و نیکوکرداری کیوجہ سے ہمکو کرسی صدارت پر جگہ ملیگی- ہمکو ضرور ہی کہ اپنے مؤدب و مہذب و تعلیم یافتہ ہونے کے واسطے اصول تعلیم و تعلم و قواعد درس و تدریس و قانون اکتساب و ضوابط اخذ و طریقۂ تحصیل قائم و مقرر کرین اور غور کرین اور فکر صائب اور ذہن رسا سے اس مادے مین کام لین کہ طریقۂ مروجۂ تعلیم کافی ہی یا غیر کافی- مستحسن ہی یا غیر مستحسن- قابل ابقا ہی یا قابل ترک درصورت اولی ہمکو ضرور ہی کہ طریقۂ مروجہ کے فوائد و منافع و برکات و آثار و نتائج و ثمرات کو باحسن وجوہ و اکمل طرق آشکارا و عیان و اعلان و اعلام کرین تاکہ جو لوگ کہ اس مروجہ طریقے کیطرف سے مشتبہ ہین انکو اطمینان کامل اور تسکین و تشفی کلی حاصل ہو اور یہ خیال اونکا کہ

زمانے کی ترقی کے زینے سے یہ مروجہ طریقہ بمراحل دور اور پستی و نشیب مین ہی بالکل زائل ہو۔
و در صورت ثانی ہمکو لازم ہی کہ فوراً بلا تمہل و تامل طریقۂ مروجۂ تعلیم کی اصلاح و قاعدۂ سابقۂ
تحصیل کو تغیر و تبدل کرین تاکہ دامن آرزو ہم لوگونکا دینی و دنیاوی برکتونسے مالامال ہو جائے
اور ادبار و جہالت کی ظلمت جو کالی گھٹا کیطرح چھائی ہوئی ہی ہملوگونسے رفع دفع ہو جائے۔ مگر
مین میدان بیان وسیع کرکے اور براہین و دلائل ذکر کرکے تقریر کو طول دینا اور حاضرین کی
سامعہ خراشی کرنا نہین چاہتا ہون بلکہ مین کلام کو دو بحثون پر ختم کرتا ہون اُن دو بحثونسے
کما ینبغی عیان ہو جائیگا کہ فیصلہ کسکو ہی کافی ہونے کو یا غیر کافی ہونیکو **بحث اول** تعلیم کے
کیا کیا مقاصد ہین۔ ہم اہل اسلام کو تعلیم سے وہی مقاصد سیکھنے چاہیین جنکی طرف ہماری مقدس
شریعت نے ترغیب و تحریص و تحریک فرمائی ہی اور اُسکے تعلیمات و ترغیبات و تحریکات وہی
ہمارے مقاصد تعلیم ہین اور اوسکی یاد داشتین اور زواجر اور توبیخات اور ترہیب و تہدید
ہمارے مقاصد کے برخلاف ہی نہین بلکہ غیر مطلوب و متروک ہین۔ یہان یہ کہنا ضرور ہی کہ
ہمارا حال اس بارے مین اور قومونکے برخلاف ہی اور قومونکے پاس جو مذہبی دستور العمل ہی
وہ ایسا نہین ہی کہ دینی و دنیاوی ضرورتونکو وہ کافی او متکفل اور اس عالم مین زندگی بسر کرنے
اور اُس عالم مین آرام و راحت پانے کے جو قواعد و دستور ہین اونکو شامل ہو۔ مگر ہماری
مقدس اور کامل و اکمل شریعت نے دنیا و دین کے جملہ اُمور کو تعلیم کیا ہی۔

ہماری شریعت نے ہم لوگونکے ناصیۂ حال پر تمام عالم کے اہل ملل سے بخط جلی
لکھوا دیا ہی کہ مذہبی دستور العمل کافی ہونیکا افتخار تمام دنیا مین فقط ہم ہی اہل اسلام کو حاصل ہی
بنا برعلیہ اور قومونکو اپنی ترقی ملکی و مالی اور معاملات دنیاوی سلجھانے کیواسطے بیشک اختراع
قواعد اور ضوابط کے ضبط کی ضرورت اور حاجت ہی اور ہم لوگونکو بشرطیکہ سرسری اور موٹی نگاہ

اور جلی نظر سے اپنی مقدس و ربانی شریعت کے ہدایات و تعلیمات و اشارات کو نہ دیکھین اِس عمدہ و لاجواب و نایاب و معمور خزانے مین ہر قسم کا بکثرت مال موجود ہی جسنے دوسرے خزانے سے بے پروا و مستغنی ہی نہین کیا بلکہ تمام عالم کے بیت المال کو خالی و ویران و تاراج کر دیا۔ اِس مقدس شریعت نے جو کہ بوجہ غایتِ اکملیت خاتم الشرائع ہی اصلاح معاش و معاد تہذیب اخلاق مکارم افعال محاسن اعمال۔ تزکیہ نفس۔ تنویر روح اخلاص سر تنظیف و تطہیر جسم حسن معاشرت مجادلہ بالّتی ہِیَ اَحْسَنُ دعوت بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ تمدن و تدبیر منزل و اصول سیاست و صداقت و راستی ایفاے عہود و مواثیق حدود و قصاص عقوبت الجنایات حفظ حدود و ثغور طریقۂ اعلاے کلمۃ اللہ قانون افشای سلام و مقاتلہ مقابلین و مقابلہ از جانب مستضعفین حقوق اللہ۔ حقوق العباد۔ حقوق نفس۔ امر بالمعروف نہی عن المنکر استجلاب قلوب خصام دفع بالحسنہ۔ بیع و شرا و اتفاق و تعاون و تناصر و اکرام نفوس طریقۂ احتجاج قصص اولین وغیرہ وغیرہ المختصر جملہ ضروریات دین و دنیا کو باحسن وجوہ و اتم بیان و اکمل طرق تعلیم فرمایا ہی الحاصل کلام متقدمین ربانی سے روحانی اور جسمانی دونون مرضونکا کافی و وافی نسخہ استنباط و استخراج ہوتا ہی۔ ہمکو اپنی اصلاح حال کے واسطے اُسی کے اشارات و تنصیصات و کنایات و تلویحات کی کما ینبغی تعمیل چاہیے تاکہ ہمکو دین و دنیا کے امراض خطرناک و تہلکہ سے نجاتِ کلی حاصل ہو۔

دوسری بحث طریقۂ مروجہ تعلیم ان جملہ مقاصد کو جو درحقیقت شرعی مقاصد ہین شامل ہی یا نہین اسکا جواب سواے اِسکے کیا ہی کہ نہین۔

وجہ اول کیونکہ اخلاقی تعلیم جو کہ شریعت مین اہم مقاصد ہی اس طریقے مین مطلقاً نہین ہی اور جو کتابین اسکی پڑھائی جاتی ہین تو اس سرسری طور سے جسکو کہ سکتے ہین کہ بادصرصر کا ایک جھونکا ہی اُن پڑھنے

والے کو جسکا کام یہی ہی جلدی جلدی ورق لوٹنا یہ ہرگز نہین معلوم ہوتا ہی کہ ان کتابون مین یہ کاغذ نہین ہی بلکہ ورق طلائی اور ان حروف کے ظلمات مین آب حیات کا چشمہ چھپا ہوا ہی۔ بیشک اس مقدس شریعت مین ایسی گران قدر و بیش بہا تعلیم ہی جسکے مقابلے مین حکما کی اخلاقی تعلیم اور تمدنی دفاتر کو تقویم پارینہ یا ردیونسے زیادہ وقعت نہین ہی مگر افسوس ہی کہ وہ مقدس و جادۂ مستقیم پر لیجانے والی کتابین اول تو ہر مدرسے و تعلم گاہ مین داخل درس نہین ہین اور جہان ہین وہان سب علوم و فنون کی بہ نسبت ان کتابونکی تعلیم کو صرف زمانہ کا موقع بہت کم دیا جاتا ہی۔ نکات و دقائق کا کیا ذکر ہی اخلاقی تعلیم کی بیش پا افتادہ اور بادی النظری باتونکی طرف بھی پڑھنے والا متوجہ او متنبہ نہین کیا جاتا ہی یہی وجہ ہی کہ اس زمانے مین پڑھنے والونکو ان مقدس کتابونسے جنسے انسان ملکی صفات ہو سکتا ہی سوای چند فروعی مسائل اور بدنما نزاع اور بیجا بحث و تکرار کے کچھ حاصل نہین ہوتا ہی۔ زیادہ تر تعجب اُن عالی دماغونسے ہی جنکے خزانۂ فہم و ادراک مین استنباط کا قاعدہ و استخراج کا قانون عام و خاص و اجمال و تفصیل و تخصیص و تعمیم و تقیید و اطلاق و زیادت و قصر و تعلیل وغیرہ وغیرہ ہی وہ روشن دماغ لوگ بھی اپنے درسگاہون کے الوان نعمت کو ان چیزونکی چاشنی نہین دیتے ہین اور وجوہ اختلاف اور طرق مختلفہ اور تفرق کے مناشی اور تفرع او تشعب کے مبادی کو روک ٹوک سے عاقل و متاہل طالبعلمونکے ذہن نشین نہین کیا جاتا ہی۔ ہم کہانسے کہان پہونچ گئے کلام اخلاق مین تھا اور ہم فروعی جھگڑا چکانے لگے یہ مثل مشہور ہی اَلْکَلَامُ یَجُرُّ اِلَی الْکَلَامِ مگر یہ ظاہر ہی کہ یہ جھگڑا چک جانا باہمی اخلاق و اتفاق کا بہت بڑا سبب ہی۔ ان مقدس کتابونسے میرا کیا مقصد اور کیا مقصود ہی حدیث کی کتابین۔ انھین کتابونسے جنمین ہمارے بابرکات مقدس سچے ہادی باخبر راہبر خاتم الانبیا علیہ و آلہ التحیہ والثنا افضل الخلائق خیر البشر کی سیرت و قول و فعل درج ہی۔ ہم لوگونکو اخلاق اخذ

دا حوال درست کرنا لازم ہی کھرا سونا وہی ہی جو اِس کسوٹی پر چڑھایا گیا ہی اور وہ بے شک کھوٹا ہی جو اِس کسوٹی پر نہین کسا گیا ہی۔

کسانے کہ زین راہ برگشتہ اند	برفتند و بسیار سرگشتہ اند

وجہ دوم اور اسیطرح یہ طرز تعلیم ایک دوسرے امر اہم سے جو کہ شرعًا نہایت مہتم بالشان ہی خالی ہی۔ وہ کیا۔ آجکل مخالفین مذہب نے انواع انواع طرح طرح کا رنگ بدلا ہی اور اعتراضات اور شبہونکی نئی نئی رنگ آمیزی کی ہی اور ایرادات نئے نئے قالب مین ڈھالے ہین کسیکو جہاد کے مسلے پر گفتگو ہی کوئی تعدد ازواج پر بحث کر رہا ہی کسی نے نکاح زینب کو اپنے شبہہ کا دستاویز بنایا ہی کوئی فلسفۂ جدید کی روسے معجزات کو مافوق الفطرت و غلط بتا رہا ہی۔ کوئی منکر علوم جدیدہ کی روسے صانع کے انکار و نفی حیات بعد الموت و روز جزا کے بطلان پر کمر باندھے ہی وغیرہ وغیرہ الی غیر ذلک۔ اس مروجہ طریقے مین ان اعتراضات و سوالات واجوبہ کا ذکر و بیان کچھ نہین ہی بلکہ اکثر اعتراضونکی بنا اُن علوم پر ہی جنسے طریقۂ مروجہ کو کچھ مس و تعلق نہین ہی اور سابق کا علم کلام جسکی تعلیم اگر طریقۂ مروجہ مین ہی بھی تو نہایت اقل قلیل۔ اِس میدان مین سپر انداختہ اور سرنگون علم ہی

وجہ سوم اور اسیطرح ایک اور امر اہم یعنی سوانح عمری سلف صالحین سے یہ طریقۂ مروجہ خالی ہی۔ اسکو اخلاقی تعلیم مین دخل عظیم اور قوت محرکہ کی تحریک کا باعث قوی ہی اسکے پڑھنے اور جاننے سے اس زمانے کے ہم ایسے پست ہمتون کو بھی یہ حوصلہ ہوگا کہ ہم بھی اپنے کو اُن برگزیدہ اخلاق سے متخلق اور اُن پسندیدہ اوصاف سے موصوف اور ان نیکنامیون سے معروف کرین اور جو نمایان اور برکت کا کام اور مفید اشغال اور قوم کی دردمندی اور بھلائی اور آنے والی نسلونکے واسطے ہدایت کا ذخیرہ

تیار کیا ہی ہم بھی ویسا ہی کرین - قرآن پاک مین جہان اکابر دین کا قصہ مذکور ہوا ہی منجملہ اُن فوائد اور مقاصد اور منافع کے جو وہان ہین ایک یہ مقصد بھی اوس بیان ہدایت ترجمان کا ضروری مقصود اعظم ہی -

وجہ چہارم اور اسیطرح یہ طریقۂ مروجہ تواریخ سلاطین و ذکر حالات و قصص ملوک سے خالی ہی - اسمین منجملہ اور اور فوائد اور مقاصد کے ایک بڑا عظیم فائدہ اصول سیاست کا ہی کیونکہ انقلاب ادوار و تقلب اعصار و تبدل دول و تغیر سلطنت کو جو اولوالابصار کا سرمایۂ اعتبار ہی علم سیاست مین بڑا دخل ہی اور ہمکو تواریخ ملوک سے اپنا ایک خجالت آمیز و افسوسناک حال معلوم ہوگا - وہ کیا کہ ہملوگون سے تخت سلطنت کیون جاتا رہا اور تاج شاہی کیون چھین گیا - ارشاد فرمایا گیا ہی سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ اس آیت وافی الهدایت کی تعمیل کا جو فائدہ ہی وہ فائدہ اس ذریعۂ بدیعہ سے بیٹھے بیٹھے بلامشقت طی مراحل و قطع منازل فقط کتاب کے ملاحظے سے حاصل ہوسکتا ہی ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ —

وجہ پنجم اور اسیطرح یہ طریقۂ تعلیم علم الاشعار (یعنی اشعار جاہلیت) سے خالی ہی یہ علم علاوہ اسکے کہ ادب کی جان و لغت عرب کی روح روان ہی قرآن کے علم وجوہ اعجاز اور وجوہ بلاغت اور بے مثالی و ندرت اسلوب ترکیب مین بڑا دخیل ہی اور یہ جو مسلمانو نسے الزاماً کہا جاتا ہی کہ قرآن بھی اپنا اور بلاغت کے قاعدے بھی اپنے قرآن کے موافق قالب مین قاعدے بلاغت کے ڈھال لیے گئے اور قرآن کو اُن قاعدون پر منطبق کر کے ابلغ بلکہ ممتنع النظیر و معجزہ مشہور عالم کر دیا اس علم سے معلوم ہو جائیگا کہ اس قول مختلف و مفتری کا اندازہ کذب کہانتک ہی اور یہ ظاہر ہوگا کہ یہ ہوا بندی فقط مشن کے تراجمہ کی فاسد دبیکا رہی - در اصل کچھ نہین ہی -

وجہ ششم اور اسیطرح یہ طریقۂ مروجۂ علم تطبیق منقول بالمعقول سے خالی ہی۔ اس لفظ سے ہم اُن اُمور کیطرف اشارہ کرتے ہین جنکو قدما مین حجۃ الاسلام امام غزالی علیہ الرحمہ نے اور متاخرین مین حجۃ اللہ فی الارض شیخ ولی اللہ دہلوی علیہ الرحمہ نے تحریر فرمایا ہی یعنی اسرار شریعت و رموز احکام الہی و نکات اوامر و نواہی۔ احکام کے اسرار معلوم کرنے سے یہ معلوم ہوجائیگا کہ یہ احکام وجوہ نقلیہ کے علاوہ وجوہ عقلیۂ غامضہ بھی رکھتے ہین اور یہ درحقیقت مخالف عقل نہین ہین بلکہ عقل کے مطابق ہین اور اس برہان تطبیق اور علم بالمطابقت سے ایمان واطمینان نہایت کامل وقوی ہوگا۔

وجہ ہفتم اور اسیطرح یہ طریقۂ تعلیم علم الادلہ سے خالی ہی۔ میرا مقصود علم الادلہ سے فروعی مسائل کے نقلی ادلہ ہین اور ایسے ادلہ کہ عام فہم خاص پسند ہین اور اُنکی بنا دقت نظر پر نہین ہی مثلاً وہ عنوان استدلال کہ ارکان اربعہ مین اختیار کیا گیا ہی یا مثلاً وہ طریقۂ احتجاج جو مواہب لطیفہ مین مذکور ہی اصول فقہ اور اسیطرح معتمد اور مستند الکتب کتاب مستطاب ہدایہ شریف کی دلیلین جنکی بنا دقت وغموض وامعان نظر واعمال فکر وعالی دماغی وخوش فہمی ونازک خیالی وحُسنِ تدبیر پر ہی اُنھین لوگونکو مفید ہین جو روشن دماغ ووسیع النظر وکلام کے ادا شناس اور معقولات سے بہرہ یاب ہین مفید عام نہین ہین علے الخصوص اُن حضرات کے مقابلے مین جو ظاہری طریقہ رکھتے ہین ان دلیلونکا فائدہ نہایت مرتبہ ناتمام ہی کیونکہ اُن حضرات کا دماغ ان دلیلونکے اصول اور مبنی علیہ کو اپنے یہان بمشکل جگہ دے سکتا ہی بلکہ نہین دے سکتا ہی۔

وجہ ہشتم اور اسی طرح اس طریقۂ تعلیم مین کفایت پسندی کا بڑا عیب ہی یعنی فقط قدیم اور پُرانے ہی مال سے جو کہ بہت پہلے سے چلا آتا ہی اپنے بازار تعلیم کو سجاتا ہی حالانکہ

اب نئی نئی کانین ظاہر ہوئی ہین تاہم معدن نو کے جواہرات سے یہ دوکان بالکل خالی ہی یعنی لازم ہی کہ علوم جدیدہ ترجمہ ہو کے داخل درس ہون اور علوم جدیدہ کے جو مسائل خلاف شرع ہون انکو منقوض اور مخدوش کیا جائے اور اس عنوان سے ایک جدید علم کلام مرتب ہو جائیگا

وجہ نہم اور اسی طرح اس طریقۂ مروجہ مین بے فیضی کا بڑا نقص ہی یعنی یہ طریقہ فقط انھین لوگونکو اپنے الوان نعمت کا مدعو کرتا ہی جو اس مذاق کے آشنا اور اس فیض کے طالب اور خوان نعمت کے گرداگرد منتظر بیٹھے ہین اور جو لوگ اس مذاق سے ناآشنا و اجنبی ہین اونکو ان فواکہ لذیذہ کا ذائقہ نہین دیا جاتا ہی تاکہ وہ لوگ بھی اس میوۂ شیرین کی لذت حاصل کر کے بہزار زبان اُس نعمت کے طالب ہون یعنی چاہیے کہ مفید علوم اسلام دوسری زبان مین ترجمہ ہو کے شائع ہون اُس زبان مین ترجمہ ہون جو زبان مثل جابر سلطان کی زبانونکے ملک پر حکومت کرتی ہی اس عنوان سے اسلامی علوم کی برکت سے غیر داجبی لوگ ہملوگون کے ساتھ خیال مین موافق اور ایک مسلک کے سالک ہو جائینگے۔

وجہ دہم اور اسیطرح یہ طریقہ علم القرآن سے خالی ہی یہ کلام مقدس ربانی من اولہ الی آخرہ تحقیق کے ساتھ پڑھایا نہین جاتا ہی۔ افسوس ہی کہ سلم و مسلم و دیگر رسائل مین جو کہ آحاد امت کی خیالی بات ہی تحقیق و تدقیق و تنقید و تنقیح و توضیح و تصریح و تفتیش و تردید مخالف و تائید موافق و حل اشکال و تفکیک و شکوک و توجیہ مطلب کا کوئی مرتبہ و دقیقہ فروگذاشت نہین کیا جاتا ہی اور مقدس کتاب معجز آیات مین کہ رہبر دین و عین الیقین و خلاصۂ کتب و متن متین و مذہب کا حصن حصین الہامی مدرسے کا آخر درس وحی کا مقطع اور توریت و انجیل کا مہیمن سیاست و ملت کا حادی و مخالف کا جواب کافی اسرار ربانی کا خزانہ فرمان الٰہی کا مجموعہ ہی کچھ بھی نہین سب فروگذاشت کر دیا گیا۔

وجہ یازدہم اس طریقے مین دماغی ورزش روحانی ریاضت و ذہنی تگ و دو کے سامان کے

علاوہ جسمانی ریاضت اور جسمانی ورزش وصحت کا کوئی سامان نہین ہی ہین لازم ہی کہ ایسا سامان کیا جائے جسمانی صحت اور قوای دماغیہ کی درستی اور سلامت افعال فکر کی اصل ہو اور علم کا مدار تحصیل قوای دماغیہ کی صحت پر ہی یہی وجہ ہی کہ قوای تحصیل کے بعد بلکہ اثنای تحصیل ہی مین ضعیف ہو جاتے ہین اور صحت و قوت کو جواب دے بیٹھتے ہین

وجہ دوازدہم اس طریقۂ مرجہ مین علم آیات الاحکام نہین ہی مذہبی کتب سے جو اس علم کا نتیجہ ہی وہ حاصل ہو جاتا ہی مگر ہم مسلمانونکو قرآن پاک کیطرف زیادہ توجہ چاہیے لازم ہی کہ بالاستقلال و براسہ یہ علم داخل درس کیا جائے فرمان شاہی اور حکم سلطانی خود جب میری آنکھونکے سامنے ہی اسوقت جو عظمت و وقعت و جلالت اس حکم کی ہوگی وہ ہرگز اسوقت نہو سکیگی جب اس حکم کو دوسرے کے بیان سے اور دوسرکی زبان سے سنین اور معلوم کرین

وجہ سیزدہم اس طریقۂ تعلیم مین کوئی تحریک ایسی نہین ہی کہ علوم حاصلہ طالبونکے درجۂ فعلیت مین آجائین لازم ہی کہ طالب علم فقہ کو تحریر جواب استفتا کا کام حوالہ کیا جائے اور طالب العلم کلام کو رد مذاہب باطلہ کا کام دیا جائے کہ وہ تحریراً و تقریراً اس کام کو انجام دے فن ادب کا طالب ترجمے کی صفت کو ہاتھ سے ندے اور قرآن کا شائق وعظ ونصیحت کی مجلسونکو اپنی تقریرونسے گرم رکھے وعلی ہذا القیاس۔

وجہ چہاردہم اس طریقۂ مروجہ مین علوم کے اصول و رؤس مسائل کیطرف توجہ کم ہی بلکہ علوم کے فروع یا فروع در فروع کی بحث بھی طویل و زائد از حد ہی تحصیل کا زمانۂ شباب بلکہ اہل تحصیل کا بھی زمانۂ شباب صرف کردیا جاتا ہی ایک ٹکڑا یاقوت کا ہاتھ مین ہی اسی سے خوش ہین اور اسکے رنگ ڈھنگ کے بیان مین اپنی زبان مین کوئی لفظ باقی نہین رکھا جاتا ہی اور اسکو اپنے بازار کی رونق سمجھا جاتا ہی افسوس ہی اس قناعت پر کہ معدن نہین تلاش کیا جاتا جہان یاقوت زمرد و ہیرے سبھی جواہرات ہین

وجہ پانزدہم اس طریقۂ مروجہ مین حساب کی تعلیم نہین ہی اور جسقدر تعلیم ہی وہ اتنی ناقص و قلیل الجدوی ہی کہ اسکا حساب عدم مین ہی۔ وجوہ مذکورۂ بالا سے جو یہ مقصود تھا کہ طریقۂ مروجۂ تعلیم اصلاح طلب ہی کما ینبغی ثابت ہوا ہرچند اس مطلب کیواسطے اور بھی ثبوت ہین مگر کلام کو زیادہ طول دینے کی حاجت نہین اسیقدر کافی ہی۔

مقاصد ندوۃ العلماء

(۱) اصلاحِ تعلیم جس سے اسلامی علوم کی
ترقی اور دینی اخلاق کی درستی اور شایستگی مقصود ہی

(۲) دفعِ نزاعِ علما جو آجکل مذہبی مسائل کے فروعی اختلاف
سے آپسمین ایسی رَدّ و قدح ہو رہی ہی جسکے سبب شرمناک واقعات
اور ناگفتہ بہ مقدمات پیش آتے ہین پس یہ دو مقصد دینی
برکات اور دنیوی ترقیات کے لیے کافی ہین اور یقینی ایمین
ہم بھائی مسلمانونکی فلاح دارَین ہی اَی حامیانِ اسلام
اپنی بہبودی چاہو تو اس معزز انجمن مین شریک ہو

الداعی بالخیر محمد علی عفی عنہ